من رقصم

از قلم فروا خالد

بہت بڑی محفل سجی ہوئی تھی۔۔۔یہ سارا اہتمام امیر الدین ہاشم

اور اریب ہاشم کی جانب سے ہی کیا گیا تھا۔۔۔

وہ بہت زیادہ خوش نظر آ رہے تھے۔۔۔حویلی کی سبھی خواتین کے

بیٹھنے کا بھی وہاں ایک جانب انتظام کیا گیا تھا۔۔

پرنیاں کو کل سے بہت تیز بخار تھا۔۔۔مگر وہ اس کے باوجود وہاں

آئی ہوئی تھی۔۔باہر گاؤں والوں کی بہت بھیڑ لگی ہوئی تھی۔۔

ان کا یہ ہی مطالبہ تھا کہ پرنیاں ہاشم کو یہ سرداری دی جائے۔۔۔

کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ گاؤں والے ایسے نکل آئیں گے۔۔۔

پرنیاں ان سب کی محبت دیکھ اپنی آنکھوں کی نمی نہیں روک پارہی تھی۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ لوگ اس کی خاطر اس طرح سے اکٹھے ہو رہے تھے۔۔۔ سردار شیر افگن کی گاڑیاں بھی اسی جم غفیر سے گزر کر آئی تھیں۔۔

اریب کا دماغ خراب ہو رہا تھا اسے اندازہ نہیں تھا پرنیاں اس حد تک چلی جائے گی۔۔

"عوام پاگل ہو رہی ہے۔۔۔وہ چاہتے ہیں نصیر الدین ہاشم کی گدی ان کی بیٹی کو ملے۔۔۔"

احمر نے شیر افگن کو اس کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو کہا تھا۔۔۔ جبکہ شیر افگن کل سے ہی بہت سرد و سپاٹ تاثرات کے ساتھ کسی سے اس حوالے سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"کیا فیصلہ ہے تمہارا۔۔۔؟؟"

احمر اس کی خاموشی پر پھر سے بولا تھا۔۔۔

"وہی جو پہلے دن سے سوچ رکھا تھا۔۔"

اس نے اپنی کرسی کی جانب بڑھتے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔

"تو تم اریب کو گدی سونپ رہے ہو۔۔۔؟؟"

احمر اس کے فیصلے سے ناخوش تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔اصل حقدار کو۔۔۔"

اپنی بات مکمل کرتا وہ اپنی نشست سنبھال چکا تھا۔۔۔جبکہ احمر نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس لڑکی کے صبر اور ضبط کو مکمل آزمانے کے بعد اسے ہمت ہارتے نہ دیکھ شیر افگن فیصلہ کر گیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہاں شیر افگن نے جو فیصلہ کیا تھا۔۔ہاشم حویلی کے سبھی لوگ حیران رہ گئے تھے۔۔۔سب سے زیادہ شاک میں تو پرنیاں تھی۔۔اسے اس کے بابا کی گدی سونپ دی گئی تھی۔۔۔اس لمحے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔۔اریب کی صورت دیکھنے لائق تھی اس وقت۔۔۔وہ اتنی تیاری کے ساتھ آیا تھا اور بالکل خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔۔

پرنیاں کو یقین نہیں آیا تھا کہ ایسا ہو چکا ہے۔۔

افشاں بیگم نے نم آنکھوں سے بیٹی کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ ایسا کبھی نہیں چاہتی تھیں۔۔۔ مگر اپنی بیٹی کی خوشی دیکھ انہیں ہار ماننی پڑی تھی۔۔

اپنے نام کی پکار پر پرنیاں اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔ وہ اس وقت سفید رنگ کے لباس میں ملبوس اپنے شانوں پر مہرون رنگ کی شال رکھے ہوئے تھی۔۔ آج اس کے چہرے پر ماسک نہیں لگا ہوا تھا۔۔۔

وہاں آئی نور حویلی کی خواتین اور باقی تمام لوگ کتنے ہی پل اس پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پائے تھے۔۔۔۔

جیسے ہی وہ آگے بڑھتی شیر افگن کے مقابل جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ہر سو ایک دم سے سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

فضا میں ایک سحر سا طاری ہو گیا تھا۔۔۔ پرنیاں کے سامنے ابھی بہت سی باتیں راز رکھی گئی تھیں۔۔۔ مگر شیر افگن ہر راز سے واقف تھا۔۔

وہ دونوں ہی بہت شاندار شخصیت کے مالک تھے۔۔ شیر افگن درانی کی سرد نگاہیں پرنیاں کے خوشی سے جگمگاتے چہرے پر گئی تھیں۔۔۔ اس لڑکی کو خبر بھی نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو کتنی بڑی دلدل میں دھکیل رہی تھی۔۔۔

جس سے نکل پانا اب اس کے لیے بہت مشکل ہونے والا تھا۔۔۔

شیر افگن نے خود اس کے سر پر دستار نہیں رکھی تھی۔۔ اس نے اپنے جرگے کے دوسرے معزز سردار ادریس خان سے رکھوائی تھی۔۔

جو بات وہاں سب نے ہی نوٹ کی تھی۔۔۔ ورنہ دستار سازی ہمیشہ شاہی جرگے کا سردار ہی کرتا تھا۔۔۔

یہ بات کس جانب اشارہ کر رہی تھی۔۔۔

عوام کو فیصلے میں شامل کر کے سردار کے فیصلے سے بغاوت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔

جس بات کا غصہ اس پل شیر افگن درانی کے چہرے سے صاف چھلک رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کے سر پر دستار رکھ دی گئی تھی۔۔۔ جب وہ شیر افگن درانی سے کچھ فاصلے پر آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے خوشی ہوئی کہ سردار شیر افگن درانی نے انصاف سے کام لیتے ہوئے۔۔۔ یہ گدی اس کی اصل حقدار کو سونپی ہے۔۔۔ مگر میں آج یہاں ایک خاص اعلان کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

میں ہاشم قبیلے کی سرداری پر نیاں نصیر الدین ہاشم اس شاہی جرگے سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کرتی ہوں۔۔۔ میں اس جرگے میں اس وقت تک شامل نہیں ہونگی جب تک میرے بابا کو انصاف نہیں مل جاتا۔۔۔

ایک مہینہ ہو چکا ہے ان کے قتل کو۔۔۔ وہ کوئی عام مزارہ نہیں تھا جسے ایسے ہی راہ چلتے روند دیا جاتا۔ شاہی جرگے کے سرداروں میں شمار ہوتا تھا میرے بابا کا۔۔۔۔

یہ میرا اور میرے قبیلوں والوں کا احتجاج ہے۔۔۔ جسے سردار سائیں بغاوت سمجھیں یا کچھ بھی۔۔۔۔"

پرنیاں کی دلکشی میں ڈوبی غصے اور دکھ بھری آواز وہاں گونج رہی تھی۔۔۔

اس کے سبھی گھر والے اس کے اس فیصلے پر حیرت و بے یقینی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔ اس نے ایسا کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔

افشاں بیگم نے پریشانی بھرے انداز میں اماں بیگم کو دیکھا تھا۔۔۔ جو آج خاص طور پر وہاں آئی ہوئی تھیں۔۔۔

مگر افشاں بیگم نے دیکھا تھا وہ پرنیاں کی جانب دیکھتیں مسکرا رہی تھیں۔۔۔ جیسے اس فیصلے پر بہت خوش ہوں۔۔۔

افشاں بیگم کا دل ساکت ہوا تھا۔۔ ان کی بیٹی کن سازشوں میں

الجھ رہی تھی۔۔۔

وہ معصوم تھی صاف دل اور صاف نیت کی مالک۔۔۔

افشاں بیگم کی نگاہیں اب شیر افگن درانی کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

جو بہت غصے میں وہاں کھڑا تھا۔۔ جیسے جانتا ہو کہ ایسا ہی کوئی

فیصلہ آنے والا تھا۔۔۔

اس شخص کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔۔۔ مگر یہ لڑکی ابھی

تک بہت آزادی سے اس کے سامنے ہر بات کہہ رہی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ اسے مہلت دے رہا تھا۔۔۔وہ کسی کی فریاد پر ایسا کر رہا تھا۔۔۔

یہ بات پرنیاں نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی بات مکمل کرتی چہرے پر سرد تاثرات سجائے سٹیج سے اترنے لگی تھی۔۔۔جب اس کا دوپٹہ پیروں میں آجانے کی وجہ سے وہ لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ منہ کی بل نیچے جا گرتی۔۔۔

اسی لمحے دو مضبوط بانہوں نے اسے تھام لیا تھا۔۔۔

پرنیاں جو خوف سے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔اپنے چہرے پر

محسوس ہوتی گرم سانسوں پر اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔

ابھی چند سیکنڈز پہلے اس شخص کے خلاف بغاوت کرنے والی اس

وقت اسکی بانہوں میں اس کے بے پناہ قریب تھی۔۔۔

وہ بھی دونوں خاندانوں اور قبیلوں والوں کے سامنے۔۔۔

پرنیاں کے چہرے کی رنگت ایک دم سے تپ اٹھی تھی۔۔۔

اس نے اپنے گرد سب اس شخص کی گرفت کو ہٹانا چاہا تھا۔۔

"میں انتظار کروں گا۔۔۔"

اس کی بھاری آواز پرنیاں کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔اگلے ہی پل وہ اسے سیدھا کھڑا کرتا اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک پرنیاں کو اپنے گرداب بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

پرنیاں نے یک ٹک ان سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔جن میں عجیب سے آگ جل رہی تھی۔۔۔اور کچھ ایسا تھا جو دیکھ وہ گھبرا گئی تھی۔۔۔۔اس نے دشمنی کا آغاز کر دیا تھا۔۔۔

مگر اس شخص کی خاموشی اسے عجیب سے احساسات سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔

وہ کس انتظار کی بات کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں نے بہت مشکل سے اس ساحرانہ شخصیت کے مالک سردار

سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا اور وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔۔

واپسی پر اسے کوئی نہ کوئی کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔

اس سنگین فیصلے پر اس کے گھر والوں میں سے کوئی بھی خوش نہیں

تھا۔۔

مگر وہ کسی کی سن ہی نہیں رہی تھی۔۔۔اس کی نگاہوں اب بھی

ساحر ٹھہرا ہوا تھا۔۔

جو نگاہوں سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ آج پہلی بار اس کی ان سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

وہ دشمن تھا اس کا۔۔۔ صرف دشمن۔۔۔۔ جس سے کسی بھی طرح کا کوئی ربط نہیں رکھا جا سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بی بی جی احمر سائیں ملنا چاہتے ہیں آپ سے۔۔۔"

وہ وہاں بالکل خاموش تھی۔۔۔ سب ہنس رہے تھے مسکرا رہے تھے۔۔۔ مگر اس کا کسی سے بات کرنے کو دل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔

"مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔۔ میں واپس حویلی جارہی ہوں۔۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔۔ دوسری جانب شیر افگن بھی کوئی فون کال آجانے کی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

پرنیاں کی ایسے ہی غیر ارادی نگاہیں دائیں جانب اٹھی تھی۔۔۔ جب اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔۔

وہاں کوئی نقاب پوش ہاتھ میں بندوق اٹھائے کھڑا تھا۔۔۔

اس کا نشانہ شیر افگن درانی تھا۔۔۔ پرنیاں کے چہرے کی رنگت اڑچکی تھی۔۔۔

"شیر افگن۔۔۔"

وہ چیخی تھی۔۔۔ سب نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ سب حیران ہوئے تھے کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔۔

شیر افگن بھی اپنی جگہ رک گیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اسی لمحے دوسری جانب سب فائر ہوا تھا۔۔۔ پرنیاں شیر افگن کو سمجھنے کا موقع دیئے اس کے آگے آگئی تھی۔۔۔

شیر افگن کے سینے پر نشانہ باندھ کر چلائی جانے والی گولی پر نیاں
کے کندھے میں پیوست ہوئی تھی۔

گولی چلانے والا یہ دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔۔۔اور تیزی سے بھاگ گیا
تھا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے اس پنڈال میں سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔خون میں
لت پت حواس کھوتی پر نیاں شیر افگن درانی کی بانہوں میں
تھی۔۔۔

اس شخص کی آنکھیں اس پل لہو رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔دل
ساکت ہو گیا تھا۔۔۔

"پر نیاں۔۔۔"

وہاں ایک ساتھ کئی لبوں سے چیخ کی صورت یہ نام نکلا تھا۔۔۔

مگر شیر افگن درانی کے لب بالکل ساکت تھے۔۔۔۔ آنکھوں میں قہر اترا تھا۔۔۔

چہرے پر وحشت نا کی چھا گئی تھی۔۔۔ وہ اسے بانہوں میں اٹھاتا تیزی سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔ اس شخص کی یہ بے قراری اور تڑپ وہاں کئی آنکھوں میں محفوظ ہوئی تھی۔۔۔

"کسی کی نفرت میں کوئی اپنی جان خطرے میں کیسے ڈال سکتا تھا۔۔۔"

یہ سوال بہت سارے لبوں پر تھے۔۔۔

جس کا جواب وہاں موجود صرف دو فرد جانتے تھے۔۔۔۔

افشاں بیگم میں سکت نہیں بچی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھ پاتیں۔۔۔

ان کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر نہیں ہٹ رہا تھا۔۔۔ماضی کا منظر پھر سے روشن ہوا تھا۔۔خون میں لت پت بیٹے کی لاش اور اب ویسی ہی خون میں لت پت بیٹی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیٹی کے حوالے سے ایسی کوئی خبر سنیں۔۔۔وہ مر جانا چاہتی تھیں۔۔۔

جب انہیں ایک کانپتا ہوا پر حدت ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس ہوا تھا۔۔۔انہوں نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔

اسماء بیگم کی چہرے پر بھی ویسی ہی اذیت رقم تھی۔۔۔۔ان کی لخت جگر کو مارنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔

جس کو ان کی بیٹی اپنے اوپر لے گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہاشم حویلی میں اس وقت قہرام مچا ہوا تھا۔۔۔ علاقے کے سبھی لوگ اتنا بڑا نقصان ہو جانے پر دکھ اور صدمے کے زیر اثر ماتم کر رہے تھے۔۔ ان کا بہت بڑا نقصان ہوا تھا۔۔۔

ان کے سر سے ان کے مہربان سردار کا سائبان چھین لیا گیا تھا۔۔ ان سے ان کی ٹھنڈی چھاؤں چھین کر انہیں تپتی دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا تھا۔ جس کی گرمائش کے احساس سے وہ پہلے دن ہی جل اٹھے تھے۔

انہیں اپنے سردار کا آخری دیدار کرنے کے لیے حویلی کے اندر بھی نہیں جانے دیا جا رہا تھا۔ جس انسان نے کبھی اپنے خاندان میں

اور عام مزاروں میں کوئی فرق نہیں کیا تھا۔۔ وہ اب ان کے بیچ نہیں رہا تھا۔۔

اب پھر سے ان کی زندگی کے وہ برے دن شروع ہونے والے تھے۔۔۔۔

ان کے سردار کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔۔ ان کے اکلوتے بیٹے کو انیس سال کی میں ہی دشمنوں نے قتل کر دیا تھا۔۔ ان کی بیوی اپنی پندرہ سال کی بیٹی کو لے کر اس علاقے کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان سے رخ موڑ گئی تھیں۔۔

ان کے سر دار نے اپنی باقی کی زندگی تنہا گزاری تھی۔۔۔اپنے خاندان والوں اور قبیلے والوں پر وقف کر کے۔۔۔

اپنی ساری خوشیاں اپنے قبیلے پر قربان کر دی تھیں۔۔مگر بدلے میں اس مہربان انسان کو کیا ملا تھا۔۔۔بہت ہی بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔۔۔

اپنے سر دار کی درد بھری زندگی انہیں بہت تکلیف پہنچا رہی تھی۔۔۔

وہ سب ان لوہے کی مضبوط سلاخوں سے بنے دروازے کے باہر کھڑے دھاڑے مار مار کر رو رہے تھے۔۔ جب اچانک گارڈز نے ان سب کو سائیڈ پر کرتے راستہ خالی کیا تھا۔۔

کچھ سیکنڈز کے بعد ہی سیاہ گاڑیوں کا قافلہ گارڈز کے پورے پروٹوکول کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔

ان گاڑیوں کے ارد گرد سیکیورٹی بہت زیادہ تھی۔۔

وہاں باہر کھڑے تمام لوگوں کی نگاہیں ان گاڑیوں پر جم سی گئی تھیں۔۔۔

خاندان کے سبھی لوگ حویلی کے اندر تھے۔۔۔ پھر یہ کون آیا تھا اس طرح۔۔۔ وہ بھی حویلی کی گاڑیوں اور گارڈز کے پروٹوکول میں۔۔۔۔

کہیں نہ کہیں سب کو اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ کون ہو سکتا تھا۔۔۔

مگر اس بات پر یقین کرنا مشکل بھی تھا کہ وہ ہستی جسے دیکھنے اور ملنے کی خاطر ان کے سردار سائیں اپنی پوری زندگی تڑپے تھے۔۔ وہ ہستی آئی بھی تھی تو کب۔۔۔

جب ان کے سردار سائیں کی زندگی ان سے دغا بازی کر چکی تھی۔۔۔۔ یہ بات ان کے آنسوؤں اور اذیت میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد ان کی اس سوچ کی تصدیق ہو چکی تھی۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے حویلی میں آنے والا کوئی اور نہیں ان کے سردار سائیں نصیر الدین ہاشم کی بیوی اور اکلوتی بیٹی آئی تھیں۔۔۔

انہیں ہی اتنی سیفٹی اور پروٹوکول کے ساتھ وہاں لایا گیا تھا۔۔

وہ جس کو دیکھنے کی خاطر سردار نصیر الدین ہاشم ساری زندگی تڑپے تھے۔۔۔ وہ آج آئی بھی تھی تو بہت دیر کر کے۔۔۔

اس کے لبوں سے بابا سننے کے خواہاں کان اب سننے کی صلاحیت کھو چکے تھے۔۔۔اس کے باپ کی اسے سینے سے لگانے کی تشنگی ادھوری رہ گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

گاڑی جیسے ہی دروازے کے سامنے آن رکی۔۔۔سب کی نظریں غیر ارادی طور پر اسی جانب اٹھی تھیں۔۔

اپنے بیٹے کے سرہانے بیٹھ کر روتی اماں بیگم کی بوڑھی آنسوؤں بھری آنکھیں بھی منتظر تھیں اپنے بیٹے کے لخت جگر کو دیکھنے کی۔۔۔جس کی خاطر ان کا بیٹا پوری زندگی تڑپتا رہا تھا۔۔

بہادر خان کے دروازہ کھولنے پر ایک سیاہ چادر میں لپٹا وجود باہر نکلا تھا۔۔۔

وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔ دور سے ہی اس کی غیر ہوئی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔۔

اسے ایک جانب سے اس کی ماں افشاں بیگم نے تھام رکھا تھا۔۔۔ وہ خود بھی بہت زیادہ رو رہی تھیں۔۔۔

جبکہ اس کے دوسرے جانب کوئی اور لڑکی موجود تھی۔۔۔ افشاں بیگم سمیت ان دونوں لڑکیوں کے چہروں پر ماسک چڑھے ہوئے تھے۔۔۔

جیسے وہ اس وقت کسی کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ رکھتی ہوں۔۔۔

سب کی نظریں درمیان میں لڑکھڑاتے قدموں سے چل کر آتی پرنیاں ہاشم پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔۔۔

اس کی گریہ زاری سے سرخ آنکھوں پر سجی گھنیری خم دار پلکیں بالکل بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔ان آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو ٹوٹ کر گرتے ماسک میں جذب ہو رہے تھے۔۔

افشاں بیگم کی جانب ایک نفرت بھری نگاہ کے بعد دوسری نظر کسی نے نہیں ڈالی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھیں انہیں یہاں نفرت کے سوا کچھ نہیں ملنے والا تھا۔۔۔

مگر وہ صرف اپنی بیٹی کی خاطر وہاں آئی تھیں۔۔۔جو یہ صدمہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ آخری بار اپنے بابا سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔اس کا دل اس پل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔

حویلی میں موجود گھر کی عورتیں اور باقی تمام رشتہ دار خواتین کی نظریں اپنے مرحوم سردار کی اکلوتی بیٹی پر تھیں۔۔۔جس کی زندگی کے بہت سارے سال امریکہ میں گزری تھی۔۔

اس کے حلیے سے دیکھ کر ابھی اس وقت ایسا نہیں لگ رہا تھا۔۔

وہ پوری طرح سے سیاہ چادر سے خود کو ڈھکے ہوئے تھی۔۔

جو اس سے سنبھالنا مشکل ہو رہی تھی۔۔

کریم کلر کا کھلے پائنچوں والا ٹراؤزر اور اوپر ہم رنگ سادہ سی شرٹ

پہنے وہ سیاہ شال کو اپنے گرد اوڑھے ہوئے تھی۔۔

جو بار بار اس کے سر سے پھسل جاتی تھی۔۔ سیاہ بالوں کی مانگ

واضح جھانک رہی تھی۔۔۔

اس کے ساتھ بیٹھی اس کی دوست دانیہ بار بار اس کی چادر درست کر رہی تھی۔۔ جس سے دیکھ کر یہی لے رہا تھا کہ اسے چادر سنبھالنے کی عادت نہیں تھی۔۔۔

چہرے پر ماسک ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔۔نہ افشاں بیگم ایسا چاہتی تھیں۔۔۔

وہ اپنے بیٹی کے حسن کی تابناکیوں سے واقف تھیں۔۔۔۔جو سادگی میں بھی غضب ڈھاتی تھی۔۔۔وہ یہاں کے لوگوں اور ان کی سوچ سے بہت اچھی طرح واقف تھیں۔۔۔

اسی خاطر ان سے جتنی احتیاط ہو پا رہی تھی وہ کر رہی تھیں۔۔

پر نیاں نے وہاں کسی کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ اس کی نظریں صرف اپنے بابا کے روشن چہرے پر تھیں۔۔۔ ان کی جانب دیکھتے اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔ وہ دوزانوں ان کی چارپائی کے قریب گری تھی۔۔

اس کی سسکیاں اور آہوں کو دیکھتے وہاں ہر آنکھ اشکبار ہوئی تھی۔۔۔

باپ کو کھونے کا درد ایک بیٹی سے بڑھ کر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔۔۔

"آپ کو یہ سمجھ کر ختم کیا گیا ہے نا کہ آپ کا کوئی وارث نہیں ہے۔۔۔ آپ کا بدلہ لینے والا کوئی نہیں ہو گا۔ میں وعدہ کرتی ہوں آپ سے بابا۔۔۔ نہیں چھوڑوں گی ان سب کو۔۔ جنہوں نے پہلے میرے بھائی کو چھین کر ہمارے گھرانے کو برباد کیا۔۔ اور اب آپ کو چھین لیا مجھ سے۔۔۔"

ان کے چہرے کی جانب دیکھتے وہ سسکیاں بھرتے ان سے وعدہ کر رہی تھی۔۔۔

ان سے معافی مانگ رہی تھی کہ وہ چاہ کر بھی ان سے مل نہیں پائی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں کی پیاس نہیں بجھ رہی تھی۔۔

وہ یک ٹک ان کے چہرے کو تکے جا رہی تھی۔۔ اماں بیگم نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر رکھا تھا۔۔

"میری بچی آخری بار میرے سردار بیٹے کو دیکھ لو۔۔ دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گا اب یہ۔۔۔"

اماں بیگم کے اس عمل پر حویلی کی خواتین نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

اماں بیگم نے جو کیا تھا۔۔ اس کا یہی مطلب بنتا تھا کہ وہ اسے حویلی میں قبول کر چکی تھیں۔۔۔ افشاں بیگم کی جانب دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا انہوں نے۔۔۔

"اماں بیگم۔۔۔"

پرنیاں کے گداز لبوں سے سسکی کی صورت یہ نام نکلا تھا۔ اسی لمحے گھر کے مرد اندر داخل ہوئے تھے۔۔

اس کے بابا کو ہمیشہ کے لیے وہاں سے لے جانے کے لیے۔۔

سب سے آگے اس کے چچا امیر الدین ہاشم تھے۔۔۔ جنہوں نے اسے وہاں بیٹھا دیکھ اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ پرنیاں نے اپنے بابا کی چارپائی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔۔۔ جیسے انہیں جانے نہ دینا چاہتی ہو۔۔

امیر صاحب کے پیچھے کھڑے معاویہ کی نظریں بھی اس پر گئی تھیں۔۔۔اس کا ماتھا چادر سے کور تھا۔۔۔اور چہرے پر بھی ماسک تھا۔۔۔

کانپتے ہاتھ چارپائی کو اپنے کمزور گرفت میں لینے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

وہاں آتے اریب نے بھی ایک ترچھی نگاہ اپنے تایا کی بیٹی پر ڈالی تھی۔۔اتنے سال اسے باپ سے ملنے کا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔اب جب وہ اس دنیا میں نہیں رہے تھے تو یہ آنسو بہانے کا کیا فایدہ تھا۔۔۔

اریب ہاشم کو یہ آنسو فریب سے زیادہ کچھ نہیں لگے تھے۔۔

حویلی کے مردوں نے چارپائی اٹھائی تھی۔۔۔پرنیاں نے چارپائی کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ وہیں پیچھے ماں کی باہوں میں ڈھے گئی تھی۔۔۔وہ اپنے بابا کو نہیں روک پائی تھی۔۔۔

وہ سب انہیں لے گئے تھے۔۔۔پرنیاں افشاں بیگم کے گلے لگتی سسک پڑی تھی۔۔۔۔سب ہی رو رہی تھیں۔۔۔مگر سب سے زیادہ بری حالت پرنیاں کی تھی۔۔۔افشاں بیگم نے اپنی بیٹی کو مضبوطی سے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

جس کا نازک وجود مسلسل ہچکیوں کے زیر اثر تھا۔۔۔اس کے ساتھ آئی اس کی دوست دانیہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔وہ خود بھی بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔

وہ دونوں دوستوں سے بڑھ کر سگی بہنوں کے جیسی تھیں۔ان کی تکلیفیں ہمیشہ سانجھی رہی تھیں۔۔۔

نصیر الدین ہاشم کو ہاشم حویلی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لے جایا جا چکا تھا۔۔

اس کی غیر ہوتی حالت کو دیکھتے اماں بیگم نے اپنی چھوٹی بہو کو انہیں کمرے میں لے جانے کو کہا تھا۔۔۔

کیونکہ وہاں اس وقت سب خواتین کی نگاہوں کا مرکز پرنیاں ہاشم ہی تھی۔۔۔ وہ سب اسے گھور گھور کر ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو۔۔۔

خیر ان سب کے تجسس اور اشتیاق تو ابھی تک کم نہیں ہو پایا تھا۔۔۔ کیونکہ انہوں نے ابھی تک اپنے سردار کی بیٹی کا چہرا نہیں دیکھا تھا۔۔۔ جس نے اتنے رونے اور گھٹ گھٹ کر سانس لینے

کے باوجود چہرے سے ماسک نہیں ہٹایا تھا۔۔۔یہ ہدایت اس کی ماں کی جانب سے کی گئی تھی۔۔۔

اسے خاطر ان کی بات مانتے اس نے سیاہ رنگ کے ماسک کو اپنے چہرے سے ہلنے بھی نہیں دیا تھا۔۔۔

اس کے دودھیا گلابی ہاتھوں کو دور سے ہی دیکھ کر ان کی ملائمت کا احساس ہو رہا تھا۔ پیروں میں اس نے بلیک کلر کے سینڈل پہن رکھے تھے۔۔

افشاں بیگم اور دانیہ بہت مشکل سے اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئی تھیں۔۔۔

ہاشم حویلی کا ماحول بہت سیاسی سوگوار تھا۔۔ کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ سردار نصیر الدین ہاشم اب ان کے بیچ نہیں رہے تھے۔۔۔

اماں بیگم کی طبیعت بھی بہت زیادہ خراب تھی۔بیٹے کی تکلیف انہیں کسی طور سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔

ان کا دل درد سے پھٹ رہا تھا۔ وہ اپنی پوتی سے ملنا چاہتی تھیں۔۔۔ مگر ڈاکٹر نے انہیں آرام کی دوا دے کر سلا دیا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کاش میں ایک بار بابا سائیں سے مل لیتی۔۔۔ان کا لمس محسوس کر لیتی۔۔۔میں آ ہی رہی تھی نا ان سے ملنے۔۔۔میں نے وعدہ کیا تھا ان سے کہ میں اب ساتھ رہوں گی ان کے۔۔۔

مگر اتنے سال میرا انتظار کرتے کرتے وہ چند گھنٹوں کا انتظار نہ کر پائے۔۔۔"

پرنیاں کی تکلیف کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

افشاں بیگم کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔۔دانیہ ان دونوں کو سنبھالنے کی کوشش کرتی خود بھی رو رہی تھی۔۔۔ان کا دکھ بہت برا تھا۔۔۔

"پری میری جان صبر کرو۔۔ایسے رو رو کر تو تم اپنی طبیعت خراب کرلو گی۔حوصلہ کرو۔۔تم تو بہت بہادر ہو نا۔۔"

اس کو اپنے ساتھ لگاتے دانیہ نے اس کے گال پر بوسہ دیا تھا۔۔

اسے اپنی یہ دوست بہت زیادہ عزیز تھی۔۔۔جس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ پانا بہت تکلیف دہ تھا اس کے لیے بھی۔۔۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔انہیں کمرے میں آئے کافی دیر ہو چکی تھی۔۔۔

ابھی تک گھر والوں میں سے کوئی بھی اندر نہیں آیا تھا۔۔نہ ہی وہ اس وقت کسی کا سامنا کرنے کی کنڈیشن میں تھی۔۔

دروازے پر ہوتی دستک پر اس نے پلٹ کر افشاں بیگم کی جانب دیکھا تھا۔

ان کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ وہ اپنے چہرے پر ماسک لگا گئی تھی۔۔۔جبکہ دانیہ کا رخ ہی دروازے کی مخالف سمت پر تھا۔۔

افشاں بیگم کی اجازت پر نرگس بیگم اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔ان کے پیچھے کھانے کی ٹرے اٹھائے کھڑی دو ملازمین بھی تھیں۔۔

انہوں نے افشاں بیگم سے ملتے قدرے نرم نگاہوں سے پرنیاں اور دانیہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ پہچان نہیں پائی تھیں کہ ان میں پرنیاں کون تھی اور دانیہ کو۔۔۔ انہوں نے ابھی دونوں کے چہرے نہیں دیکھے تھے۔۔۔

مگر نظریں پھر بھی اس ماسک والی لڑکی کی جانب ہی اٹھی تھیں۔۔ جس کے انداز کا رکھ رکھاؤ بتا رہا تھا کہ وہ ہی سردار نصیر الدین ہاشم کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔

"آپ بہت تھک گئی ہونگی اتنے لمبے سفر سے آئی ہیں۔۔۔ کھانا کھا کر آرام کر لیں۔۔۔"

وہ افشاں بیگم کے پاس بیٹھتے نرمی سے بولی تھیں۔۔۔افشاں بیگم نے نظریں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"نرگس تمہیں نفرت نہیں محسوس ہو رہی مجھ سے۔۔اماں بیگم اور باقی حویلی والوں کی طرح۔۔۔"

افشاں بیگم کی بات پر نرگس بیگم بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکرا دی تھیں۔۔۔

"میں بھی ایک ماں ہوں۔۔۔سمجھ سکتی ہوں ماں کا درد۔۔۔اپنی اولاد کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر ماں کسی بھی حد تک جا سکتی

ہے۔۔ کوئی بھی قربانی دے سکتی ہے۔۔ آپ نے بھی ویسا ہی کیا۔ پھر نفرت کیوں ہو گی آپ سے۔۔۔"

نرگس بیگم کی بات پر پرنیاں نے بھی پلٹ کر ان کے جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور اذیت سے گہرا سانس بھرتی دانیہ کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑواتی واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کا دل بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔

اس کے تن بدن میں جیسے نفرت بھری جا رہی تھی۔۔۔۔ وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑنے والی تھی۔۔ براؤن کانچ سی آنکھوں میں نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا اس وقت۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بہت غلط ہوا ہے۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔"

سردار شیر افگن درانی کے ڈیرے پر اس وقت علاقے کے تمام معزز افراد اور شاہی جرگے کے ارکان موجود تھے۔۔

سردار نصیر الدین ہاشم بھی انہیں کے شاہی جرگے کا حصہ تھے۔۔

جو اب ان میں نہیں رہے تھے۔۔۔

آپس کے اختلافات ہٹا کر انہیں اس وقت بہت زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

بہت ظلم ہوا تھا۔۔۔ وہاں شیر افگن درانی کے علاوہ باقی سبھی لوگ موجود تھے۔۔۔ نور حویلی کے مردوں میں سے بہروز درانی اور اسفند درانی بیٹھے تھے۔ سب کے چہروں پر ہی افسوس واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

ان کے قبائل مختلف حصوں میں بٹے ہوئے تھے۔۔۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا۔۔ جو اپنے قبیلے اور علاقے کے تمام معاملات دیکھتا تھا۔ اور پھر ان سب کا نظام دیکھنے کی خاطر ایک شاہی جرگہ بنایا گیا تھا۔۔

جس کے ارکان میں تمام قبائل کے سردار شامل تھے۔۔ اور ان سب کی سربراہی کرنے کے لیے شاہی جرگے کا سردار بنایا جاتا تھا۔۔۔ جو گدی نشیں اتنی نسلوں سے مسلسل درانی قبیلے میں سے چلتا آرہا تھا۔۔

اپنے باپ کے مرنے کے بعد اب شاہی جرگے کا سربراہ شیر افگن درانی تھا۔۔۔

جس کی نظر اپنے قبیلے کے ساتھ ساتھ باقی قبیلوں پر بھی ہوتی تھی۔۔ اور اگر کبھی کسی قبیلے کے اندر لوگ اپنے سردار کا حکم

ماننے سے انکار کر دیتے تھے تو اس کا فیصلے پھر شاہی جرگے میں ہی

جاتا تھا۔

اور پھر وہ فیصلہ شاہی جرگے کا سربراہ سردار شیر افگن درانی کرتا

تھا۔۔۔

سردار نصیر الدین ہاشم کے قتل کے بعد آج پہلے جرگے کا اکٹھ

تھا۔۔ جس میں اس قتل کیس کی تفتیش کے ساتھ ساتھ۔۔۔

اب ہاشم قبیلے کا اگلا سردار بننے کا فیصلہ کرنا تھا۔

ویسے تو سردار کا بیٹا کی وارث مانا جاتا تھا اور اگلا سردار بنتا تھا۔۔

مگر نصیر الدین ہاشم کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ اسی خاطر اس معاملے پر بھی اب کافی غور کیا جانا تھا۔۔

یہ معاملہ بھی اب شاہی جرگے نے ہی دیکھنا تھا۔۔

وہ سب اپنے سردار کے منتظر تھے جب اسی لمحے باہر گاڑیاں رکنے کی آواز آئی تھی۔۔ اور دروازے پر کھڑے گارڈز تیزی سے باہر کی جانب بھاگے تھے۔۔

سردار شیر افگن سے اگلی گاڑی میں بیٹھے اسکے خاص آدمی منصور نے آگے بڑھ کر اس کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔ گارڈز میں کسی کو

اجازت نہیں تھی منصور کے ہوتے ہوئے اس کی گاڑی کے دروازے تک آنے کی۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی سفید کلف لگے لباس میں سردار شیر افگن درانی باہر نکلا تھا۔۔۔

مضبوط کسرتی سراپا اور پُرکشش شخصیت کا مالک وہ شخص چہرے پر کافی سرد اور کرخت تاثرات سجائے ہوئے تھا۔۔۔ گھنیری مونچھوں تلے سیاہی مائل اعنابی لب ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے۔۔

سیاہ مقناطیسی نگاہوں کی چمک میں اس وقت صرف سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔

مضبوط کندھوں کے گرد اس وقت براؤن رنگ کی شال لپٹی ہوئی تھی۔۔

کلائی پر بندھی قیمتی گھڑی اور دائیں ہاتھ میں جگمگاتی انگوٹھی میں پہنا بیش قیمت پتھر بھی اپنے مالک کی طرح بہت مغرور لگ رہا تھا۔۔۔

اس کے اندر قدم رکھتے ہی سب لوگ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔وہاں عمروں کو نہیں عہدے کو دیکھا جاتا تھا۔۔

وہ اٹھائیس انتیس سالہ شخص تھا۔۔۔ جس نے بہت کم عمری میں اپنی زندگی کے بہت سارے تجربے کر لیے تھے۔۔

بہت سارے دھوکے سہنے کے بعد وہ اب ایک کامیاب سردار بن چکا تھا۔۔۔ جسے ہرا پانا اب اس کے دشمنوں کے لیے اب انتہائی مشکل ہو چکا تھا۔۔

"سردار سائیں ہمارے شاہی جرگے کا ایک بہت ہی اہم ممبر اب ہمارے بیچ نہیں رہا۔۔۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ انہیں کے علاقے میں انہیں کے ایک سیکورٹی گارڈ کے ہاتھوں گاڑی پر حملہ کر کے قتل کیا گیا ہے۔۔۔ ان کے جسم میں چھ

گولیاں اتری ہیں۔۔ ان کے دو گارڈز اور ایک بھتیجا بھی زخمی ہوا

ہے۔۔۔ جن کی حالت بہت سیریس ہے۔۔۔"

عباس خان نے شیر افگن کو ساری صورتحال آگاہ کیا تھا۔۔ جس

سے وہ پہلے بھی واقف تھا۔۔

اس نے سردار نصیر الدین ہاشم کے جنازے میں بھی شرکت کی

تھی۔۔۔ اختلافات اپنی جگہ مگر دنیا سے رخصت ہوئے شخص کے

لیے اس کے دل میں زرا سی رنجش باقی نہیں تھی۔۔

"اس معاملے پر جرگے کے اہم افراد بٹھائے جائیں۔۔۔ جلد از جلد

اصل قاتل کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں میں۔۔۔۔ اس کا انجام

انتہائی عبرت ناک ہونا چاہیے۔۔ جس نے ایک سردار کو قتل

کر کے بہت اپنی نسلوں کی برباد کو آواز دی ہے۔۔۔'

شیر افگن درانی کا لہجہ بے لچک اور دوٹوک تھا۔۔۔ اس نے دوبارہ

اس معاملے پر کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

جو بات سب کو ہی عجیب لگی تھی۔۔۔ شیر افگن درانی کے ہمیشہ

سے نصیر الدین ہاشم کے ساتھ اختلافات رہے تھے۔۔

شیر افگن کے سخت فیصلوں کی وجہ سے اکثر ان دونوں کے بیچ

جرگے کے دوران تلخ کلامی ہو جاتی تھی۔۔۔۔ شیر افگن نے پچھلے

دو جرگوں میں انہیں شامل ہونے کی اجازت بھی نہیں دی تھی۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ ہاشم حویلی والوں کا یہی کہنا تھا کہ نصیر الدین ہاشم کے قتل کے پیچھے شیر افگن درانی کا ہاتھ ہے۔۔۔

مگر کسی کی جرأت نہیں تھی کہ بنا ثبوت یا گواہوں کے یہ بات سردار شیر افگن درانی کے سامنے کہنے کی۔۔۔

"یہ سکول جس جگہ پر بن رہا ہے وہ بہت ہی تنازعے والی جگہ ہے۔۔۔ اب تک اس پر ہوئے جھگڑوں کی وجہ سے دو خاندانوں کے دس کے قریب افراد قتل ہو چکے ہیں۔۔۔ سردار نصیر الدین

بھی یہ کالج بننے دینے کے حامی تھے۔۔۔ان کے قتل کی ایک وجہ یہ دشمنی بھی نکل سکتی ہے۔۔۔

اب یہی فیصلہ کرنا ہے کہ اس سکول کی تعمیر جاری رکھی جائے یا فلحال روک دی جائے۔۔ کیونکہ یہ سکول لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بننے والا پہلا کالج ہو گا یہاں۔۔۔"

جرگے کے ممبران اس کے فیصلے کے منتظر تھے۔۔بہت سارے تو پہلے ہی اس کے مخالف تھے۔۔۔

نصیر الدین ہاشم اور ان کے ساتھی دو لوگ جو کالج بننے کے حامی تھے۔ وہ بھی اس وقت بالکل چپ تھے۔۔

نصیر الدین ہاشم کے انجام نے سب کو خوفزدہ کر دیا تھا۔۔

"علاقے کے بگڑتے ہوئے حالات کو دیکھتے ہوئے۔۔ میں اس کالج کی تعمیر کو روکنے کا حکم دیتا ہوں۔۔ میری اجازت کے بغیر اس کی تعمیر دوبارہ شروع نہیں کی جائے گی۔۔۔"

اس نے اپنے مخصوص بے لچک اور مضبوط لہجے میں فیصلہ سناتے وہاں بہت سارے لوگوں کو خوش کر دیا تھا۔۔۔

وہ جو چاہتے تھے وہی ہوا تھا۔۔ کالج کی تعمیر روک دی گئی تھی۔۔۔

بہت سارے دقیانوسی سوچ کے مالک افراد ابھی بھی نہیں چاہتے تھے کہ ان کے علاقوں کی عورتوں میں بھی تعلیم کا شعور پیدا ہو۔۔۔انہیں عورت گھر بیٹھ کر شوہر کی خدمت کرتی اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہی اچھی لگتی تھی۔۔۔

سردار شیر افگن نے بھی ایسا ہی فیصلہ دے کر ان کا دل خوش کر دیا تھا۔۔انہیں ہمیشہ اپنے سردار کے سارے فیصلے اچھے لگتے تھے۔۔۔ان میں سے کبھی کسی نے مخالفت نہیں کی تھی۔۔

نہ وہ ایسا کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی ان کا سردار ان کی مخالفت سننے والا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ وہی کرتا تھا جو اسے ٹھیک لگتا تھا۔۔۔ آج تک اس نے کبھی اپنے کسی بھی فیصلے میں کسی کی نہیں سنی تھی۔۔ اپنی عزیز از جان دادی کی بھی نہیں۔۔۔

جرگے کا فیصلہ دیتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ جب وہاں بیٹھے اسفند اور بہروز اس کے قریب آئے تھے۔

"بھائی آپ آج اگر ہاشم حویلی نہ جائیں تو بہتر ہو گا۔۔۔ وہاں کے حالات آپ کے حق میں ٹھیک نہیں ہیں۔۔"

شیر افگن شاہی جرگے کے سربراہ کی حیثیت سے ہاشم حویلی جا کر تعزیت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ مگر اس کے قریبی لوگ ایسا نہیں چاہتے تھے۔۔

"اب مجھے تم لوگ کے فیصلوں کے مطابق چلنا پڑے گا کیا۔۔۔؟؟"

سرد ترین لہجے میں بولتے اس نے انتہائی خفگی بھری نگاہوں سے چچا زاد کر دیکھا تھا۔۔ جنہیں یہاں خاص ہدایت کے ساتھ سردار بیگم نے بھیجا تھا۔۔۔

"سردار بیگم نے کہا کہ آپ کو۔۔۔"

بہروز بھی ہولے سے منمنایا تھا۔۔۔ ان سب کی جان جاتی تھی اس سے بات کرتے ہوئے۔۔۔

"سردار بیگم سے کہہ دو کہ میں ان کا پوتا بعد میں ہوں پہلی شاہی جرگے کا سردار شیر افگن درانی ہوں۔۔۔ مجھے اپنی حفاظت کرنا بہت اچھے سے آتا ہے۔۔۔ آئیندہ ایسے پیغام رسائی کا کام مت کرنا۔۔۔"

انہیں سنگین تیوروں سے گھورتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

اس کا رخ ہاشم حویلی کی جانب ہی تھا۔۔۔ منصور اس سے ایک قدم پیچھے چلتا اس کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ کیسا فیصلہ ہے پرنیاں۔۔۔؟؟ آپ نے کہا تھا کہ آپ یہاں صرف چند دنوں کے لیے رہیں گی اور پھر میرے ساتھ واپس چلیں گی۔۔۔ میں آپ کو یہاں ان لوگوں کے بیچ مزید نہیں رہنے دے سکتی۔۔۔

آپ کو کل کی فلائٹ سے میرے ساتھ واپس جانا ہو گا۔۔"

افشاں بیگم کو جس بات کا خوف ستا رہا تھا۔۔۔ وہی ہوا تھا۔۔۔ ان کی بیٹی واپس جانے کے بجائے یہی رہنا چاہتی تھی۔۔۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ یہیں رہ کر اپنے بابا کی گدی سنبھالنا چاہتی تھی۔۔

افشاں بیگم اس کی باتیں سن کر بالکل چکرا گئی تھیں۔۔۔جو بات ممکن ہی نہیں تھی وہ چاہتی تھی ان کی بیٹی۔۔۔

ابھی تک اس نے یہ بات اور کسی کے سامنے نہیں کی تھی۔۔۔نہ اس کی زیادہ کسی سے بات ہوئی تھی۔۔۔۔

پچھلا ایک ہفتہ اپنے فیصلے پر سوچ وبچار کرتے اس کا کمرے میں بند ہو کر ہی گزرا تھا۔۔۔وہ ابھی کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اماں بیگم کے علاوہ وہ ابھی تک اپنے خاندان کے کسی بھی فرد سے واقف نہیں تھی۔۔۔

وہ سب سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر ایک بار اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں فیصلہ کر کے۔۔۔

افشاں بیگم کی بات پر اس نے ملتجی نگاہوں سے ماں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اس کی بات ماننے کو بالکل بھی تیار نہیں تھیں۔۔۔

"ماما تب میں نہیں جانتی تھی کہ میرے بابا کو مار دیا جائے گا۔۔۔ آپ میری بات سمجھنے کی کوشش تو کریں۔۔۔ میرے بابا کو اسی خاطر مارا گیا ہے کہ ان کے دشمنوں کو یہی لگتا ہے ان کا والی وارث کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

ان کے دشمن آرام سے اپنا مقصد پورا کر لیں گے۔۔۔ مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔ اپنے بابا کے خون کا بدلہ لیے بغیر یہاں سے زندہ واپس تو ہرگز نہیں جاؤں گی۔۔۔ میں نے آج تک آپ کی ہر بات مانی ہے۔۔۔

اب آپ کو بھی میری یہ بات ماننی ہو گی۔۔"

وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔۔ جو دیکھ انہوں نے دانیہ کی جانب دیکھا تھا۔ جو خود بھی پرنیاں کے فیصلے پر پریشان سی لگ رہی تھی۔۔۔۔

"دانیہ آپ ہی سمجھاؤ پرنیاں کو۔۔۔ نجانے ان کو ہو کیا گیا ہے۔۔۔ ان کو جتنا آسان یہ سب لگ رہا ہے اس سے ہزار گنا مشکل ہے یہاں سروائیو کرنا۔۔۔ گھر کے اندر باہر ہر وقت ہر بات پر سیاست چلتی ہے یہاں۔۔۔ اپنا پرایا کون دوست ہے کون دشمن پتا نہیں چلتا۔۔۔

کب کون پیٹھ میں خنجر گھونپ دے۔۔۔ آپ کے بابا کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ ان پر حملہ کروانے والا ان کا قریبی آدمی ہی تھا۔ جس کی مخبری کی وجہ سے مارے گئے ہیں وہ۔۔۔ آپ نہیں

چل پاؤ گی یہاں۔۔۔ میں آ نے بیٹے اور شوہر کو انہیں دشمنیوں میں کھو چکی ہوں۔۔۔ آپ کے سوا میرے پاس اب کچھ نہیں بچا۔۔

آپ کو ہر گز میں اس سب میں الجھنے نہیں دوں گی۔۔۔ آپ کو کل میرے ساتھ واپس چلنا ہی ہو گا۔۔۔"

افشاں بیگم کی بات پر پر نیاں نے پریشانی بھرے انداز میں انہیں دیکھا تھا۔ جو اپنا فیصلہ سنا کر وہاں سے جا چکی تھیں۔۔

ان کے ساتھ اگر گھر والوں کا رویہ اچھا نہیں تھا تو برا بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ ان سب کی ناراضگی کی وجہ سمجھتی تھیں۔۔۔وہ سب حق بجانب تھے۔۔۔اتنا عرصہ انہوں نے پرنیاں کو اپنے باپ اور سب گھر والوں سے دور رکھا تھا۔۔

ان کے شوہر اذیت میں رہے تھے۔۔۔جو بات انہیں ہر لمحہ تڑپاتی تھی۔۔۔مگر اس سے بھی بڑھ کر ان کی ممتا تھی۔۔۔جس نے انیس سال کے بیٹے کو بنا کسی قصور کے دشمنی کی بھینٹ چڑھتے دیکھا تھا۔۔۔

وہ اپنی بیٹی کو اس حال میں ہرگز نہیں دیکھنا چاہتی تھیں۔۔

انہیں اس وقت بھی خود غرض بننا پڑا تھا۔۔ اور وہ اب بھی خود غرض بن رہی تھیں۔۔۔

وہ اپنی اولاد کی سلامتی اور بہتر زندگی کی خاطر خود غرضی بننے کو تیار تھیں مگر اسے موت کے منہ میں نہیں دینے والی تھیں۔۔۔

"پری تم ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔ یہ ہمارے فرینڈز گروپ میں ملا کوئی چیلنجگ ڈئیر نہیں ہے۔۔۔ جسے پورا کر کے تم جیت جاؤ گی۔۔۔ یہاں کی دشمنیوں میں زندگیاں داؤ پر لگتی ہیں۔۔ یہاں خونی کھیل کھیلے جاتے ہیں۔۔ مردوں کی حکمرانی چلتی ہے یہاں۔۔۔ تم ایک دن بھی گزارہ نہیں کر پاؤ گی یہاں۔۔۔

یہاں صرف بیٹے باپ کے جانشین بنتے ہیں۔۔بیٹیاں تو صرف باپ کے جنازے پر رونے کے لیے ہوتی ہیں۔۔۔یہاں اب تک یہی چلتا آرہا ہے۔۔تم کیسے اس نظام کو بدلو گی۔۔۔بہت اذیت سہنی پڑے گی پری۔۔پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔

آنٹی کی بات مان لو۔۔۔"

دانیہ نے اسے بالکل سگی بہنوں کی طرح سمجھانا چاہا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ پرنیاں اپنی ضد کی کتنی پکی تھی۔۔۔وہ جو کام کو کرنے کا ٹھان لیتی تھی تو وہ کر کے رہتی تھی۔۔۔

افشاں بیگم کو بھی یہی بات پریشان کر رہی تھی۔۔۔انہیں اس بات پر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ وہ ان حالات میں پرنیاں کو یہاں پر لائی ہی کیوں تھیں۔۔۔جہاں اس کی حفاظت کرنے کے لیے اس کا باپ بھی اب سر پر نہیں رہا تھا۔۔۔

اور جو وہ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔اسے سے وہ اپنے آپ کو مزید خطرے میں دھکیل رہی تھی۔۔۔

پرنیاں نصیر الدین ہاشم اپنے باپ کی جگہ سنبھالنا چاہتی تھی۔۔۔وہ اپنے بابا کی جانشین بننا چاہتی تھی۔۔۔اپنے بابا کی سوچ کو آگے لے کر چلنا چاہتی تھی۔۔۔

جنہوں نے اس کے بابا کو اپنے راستے سے ہٹا کر اپنے مقاصد پورے کرنے کا سوچا تھا۔۔۔انہیں منہ توڑ جواب دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

اس سے کافی دیر کی بحث کرنے کے بعد اب دانیہ بھی اس کے آگے ہتھیار ڈال چکی تھی۔۔۔

"پری تمہاری بات کوئی نہیں مانے گا۔۔۔بہت عجیب لوگ ہوتے ہیں یہاں کے۔۔"

دانیہ یہاں کی کافی معلومات رکھتی تھی۔۔اس کی بات پر پرنیاں
نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔وہ ابھی تک اپنے بابا کے صدمے سے
باہر نہیں آئی تھی۔۔۔

"ہونگے عجیب یہاں کے لوگ۔۔۔عورتوں پر حکمرانی کرنے
والے اور انہیں اپنے دباؤ میں لانے والے۔۔۔مگر میرا نام بھی
پرنیاں نصیر الدین ہاشم ہے۔۔۔اب میں ان سب پر حکمرانی
کروں گی۔۔

یہ آج تک عورتوں اور بیٹیوں کو اپنی کمزوری سمجھتے آئے ہیں۔۔
ان کو بتاؤں گی کہ ایک عورت کی طاقت کیا ہوتی ہے۔۔"

اس کے ارادے بہت خطرناک تھے۔۔جو جان کر دانیہ نے

جھر جھری سی لی تھی۔۔

یہ لڑکی نہیں جانتی تھی کہ وہ خود کو کس آگ میں دھکیل رہی

تھی۔۔

وہ دونوں انہیں باتوں میں الجھی ہوئی تھیں۔۔۔جب ملازمہ نے

ناک کیا تھا۔۔۔

یہ ایک ہی ملازمہ تھی جسے ان کے کمرے میں آنے کی اجازت

تھی۔۔۔اس وقت بھی وہ اپنی شال کے پلو سے چہرے کو ڈھکے

ہاتھ میں چائے کی ٹرے اٹھائے ان کی اجازت سے اندر داخل ہوتی ٹیبل پر رکھ گئی تھی۔۔۔

پرنیاں کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔جو اتنے ہی عزت و احترام کے ساتھ ٹرے رکھتی نگاہیں جھکائے واپسی کے لیے پلٹی تھی۔۔

"سنو۔۔۔"

پرنیاں نے اس کی پشت کو گھورتے اسے پکارا تھا۔۔

"جی بی بی جی۔۔۔"

وہ کسی روبورٹ کی طرح واپس پلٹی تھی۔۔اس نے چادر کو ابھی بھی چہرے پر ہی سجایا ہوا تھا۔۔۔

"یہ تم پردہ کس سے کرتی ہو۔۔؟ہم سے چہرا چھپا رہی ہو کیا اپنا۔۔؟"

پرنیاں کو یہ لاجک سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔جبکہ اس کی بات سنتے سامنے کھڑی ملازمہ بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔۔۔

جیسے اس سے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔۔

"وہ اماں بیگم کا حکم ہے کہ چہرا ڈھانپ کر رکھا جائے سب کے سامنے۔۔ حویلی میں مرد بھی ہوتے ہیں تو اس لیے۔۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا تھا۔۔

"اچھا ابھی ہٹاؤ اسے۔۔۔"

پرنیاں کے حکم پر اس نے چادر کا پلو ہٹا دیا تھا۔۔۔ جو دیکھ ایک پل کے لیے ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

یہاں کی ملازمین بالکل روبورٹ کی طرح کام کرتی تھیں۔۔۔

"اماں بیگم اور چچا جان وغیر کہاں پر ہیں سارے۔۔۔"

وہ آج ہی سب سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"بی بی وہ۔۔۔وہ سردار۔۔۔سائیں آئے ہوئے ہیں۔۔۔تو سب انہیں سے ملنے گئے ہیں۔۔۔اماں بیگم کو بھی تعزیت کے لیے بلوایا ہے انہوں نے۔۔۔"

ملازمہ کی بات پر پرنیاں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"سردار سائیں کون۔۔۔؟؟"

اسے حیرت ہوئی تھی کہ ایسا کونسا انسان آیا تھا اس حویلی میں جسے اس کے باپ کی جگہ پر سردار سائیں کہاں جا رہا تھا۔۔۔

"وہ بی بی جی۔۔۔ شاہی جرگے کے جو بڑے سردار ہیں نا۔۔۔ جن کا حکم سب مانتے ہیں۔۔۔ تمام قبیلوں کے سردار ان کے پابند ہوتے ہیں۔۔۔ یہ وہ ہیں۔۔۔ سردار شیر افگن درانی۔۔۔۔"

اب کی بار ریشم نے مکمل تفصیل بتائی تھی۔۔ جسے سنتے پرنیاں کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے۔۔۔

"مطلب یہ وہی شخص ہے جس نے آخری دو جرگوں میں میرے بابا سائیں کو بیٹھنے بھی نہیں دیا۔۔۔"

پرنیاں کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔ریشم نے گھبرا کر اس کے غصے کی جانب دیکھا تھا۔۔

"بی بی وہ بہت بڑے سردار ہیں۔۔ یہاں بس تعزیت کے لیے آئے ہیں۔۔۔"

ریشم نے گھبرا کر کہا تھا۔۔۔

"کیوں آنے دیا گیا ہے اسے یہاں۔۔۔؟؟میرے بابا کو ٹارچر کرنے میں وہ بھی سرفہرست رہا ہے۔۔۔ پھر کیوں یہ لوگ اسے حویلی میں گھسنے دے رہے ہیں۔۔۔"

پرنیاں تو یہ بات سنتے ہی بے قابو ہوئی تھی۔۔۔اس نے نیچے کی جانب جانا چاہا تھا۔۔۔

جب دانیہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑتے روک دیا تھا۔۔۔

"پاگل ہو گئی ہو پری۔۔۔ایسے جاؤ گی نیچے۔۔؟؟"

دانیہ نے اس کا دھیان اس کے حلیے کی جانب دلوایا تھا۔۔وہ اس وقت پنک کلر کے سادہ سے قمیض شلوار میں ملبوس تھی۔۔ملازمہ نے آج پہلی بار اسے بغیر ماسک کے دیکھا تھا۔

اور اتنی دیر سے اس کے حسین مکھڑے سے نگاہیں نہیں ہٹا پائی تھی۔۔ اس کے سردار سائیں بہت پیارے تھے۔۔ مگر ان کی بیٹی تو حسن اور بہادری میں ان سے بھی دو ہاتھ آگے نظر آرہی تھی۔۔

سردار شیر افگن درانی جس کے نام سے بھی لوگوں کی زبانیں لڑکھڑا جاتی تھیں۔ یہ لڑکی اس سے لڑنے چلی تھی۔۔

"وہ بھی میرے بابا کا دشمن ہے دانیہ۔۔ یہ لوگ کیسے اسے اس حویلی میں جگہ دیئے بیٹھے ہیں۔۔؟ کیوں کر رہے ہیں ایسا۔۔؟؟"

پرنیاں کے دل پر جیسے سانپ لوٹ رہے تھے۔۔۔ آخری ایک

مہینے میں یہاں اس کے بابا کے ساتھ کیا کیا ہوا تھا۔۔۔

کون ان کا دشمن تھا اور کون خیر خواہ وہ یہ ساری معلومات اکھٹی کر

چکی تھی۔۔۔

اس کے بابا کے بہت سارے لوگوں کے ساتھ اختلافات

تھے۔۔۔ جن میں شیر افگن درانی بھی شامل تھا۔۔۔

جس نے اس کے بابا کے کالج بنانے کی سخت مخالفت کی تھی۔۔

انہیں جرگے میں نہیں بیٹھنے دیا تھا۔۔ اب وہ کس منہ سے یہاں

تعزیت کے لیے آیا تھا اور کیوں۔۔۔

پرنیاں کو یہ بات بالکل بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔

افشاں بیگم نے اسے فلحال سختی سے منع کر رکھا تھا کہ وہ نہ تو کمرے سے باہر نکلے گی نہ کسی کے سامنے آئے گی۔۔۔اسے چہرے پر ماسک لگا کر رکھنے کی شرط بھی انہیں کی تھی۔۔۔

وہ پرنیاں کو یہاں سے لے جانا چاہتی تھیں۔۔۔اسی خاطر وہ چاہتی تھیں اس کی شناخت کسی کے سامنے نہ ہو۔۔۔

اس وقت جب نیچے سب لوگ جمع تھے۔۔۔پرنیاں کا ان سب کے سامنے جانا ٹھیک نہیں لگا تھا دانیہ کو۔۔۔

"مجھے ابھی نیچے جانا ہے۔۔میں دیکھنا چاہتی ہوں کیسے تعلقات ہیں اس گھر کے لوگوں کے اس شخص کے ساتھ۔۔۔"

اس کی نظروں میں اس وقت اس علاقے کا ہر شخص مشکوک تھا۔۔۔اسے اپنے بابا کی قاتل کو ڈھونڈنا تھا۔۔

جس کی خاطر اسے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔

"ادھر آؤ تم۔۔۔"

دانیہ کی بات سمجھتے کہ اس کا اس طرح نیچے سب کے بیچ جانا ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔اس نے پلٹ کر ریشم کو پکارا تھا۔۔

"جی بی بی۔۔۔"

وہ اس سر پھری بی بی کے تیور دیکھ گھبرائی سی قریب آئی تھی۔۔۔

"اپنی یہ چادر اتار کر دو مجھے۔۔"

اس نے ریشم سے اس کی چادر مانگی تھی۔۔جو سن کر ریشم نے پریشانی سے دانیہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو خود بھی اس کی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

مگر ریشم اپنی بی بی کو تو بالکل بھی بھی انکار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی چادر اتار کر پرنیاں کی جانب بڑھا دی

تھی۔۔۔جسے اپنے اوپر اوڑھتے پرنیاں نے پلٹ کر دانیہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس نے چادر کو بالکل ریشم کے سٹائل میں کرتے اپنے چہرے کو چھپا دیا تھا۔۔اس لڑکی یہ حرکت دیکھتے فکر مند ہونے کے ساتھ ساتھ دانیہ کے لبوں پر مسکراہٹ بھی بکھری تھی۔۔۔

"اگر پکڑی گئی تو۔۔۔؟؟"

دانیہ اسے باہر جانے سے روکنا چاہتی تھی۔۔۔جبکہ ریشم تو ایک ہونے میں ہونقوں کی طرح کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جو اسے وہیں رہنے کا کہتی خود باہر نکل گئی تھی۔۔۔ اسے راستوں کا ٹھیک سے علم نہیں تھا۔۔۔

وہ لوگ اوپر پورشن پر ٹھہری ہوئی تھیں۔۔۔ سیڑھیوں سے نیچے آتے وہ ڈرائینگ روم کو ڈھونڈھتی متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ جب اسے دو ملازمین ایک بڑے سے دروازے سے کھانے کی ٹرالی اٹھا کر باہر نکلتی دکھائی دی تھیں۔۔۔

"ریشم کہاں رہ گئی تھی تم۔۔۔؟؟ جاؤ اندر جا کر باقی کے برتن لے کر آؤ۔۔۔"

ان میں سے ایک ملازمہ نے ریشم کی شال اوڑھ کر رخ موڑے کھڑی پرنیاں کی جانب دیکھتے اسے اندر جانے کو کہا تھا۔۔۔ جس پر وہ تیزی سے پلٹتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ اندر پہنچی وہاں اتنے سارے مردوں اور ایک اماں بیگم کو دیکھ وہ کنفیوژ ہوئی تھی۔۔۔

ان میں سے کچھ چہرے تھے جن کو وہ اپنے بابا کے جنازے میں دیکھ چکی تھی۔۔۔

کچھ نئے چہرے بھی تھے۔۔۔ مگر ان میں کہیں سے بھی اسے سردار والی بات نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ سب اپنی جگہوں سے

کھڑے ہوئے تھے۔۔۔اماں بیگم بھی بہت مشکل سے اٹھی تھیں۔۔۔

ان سب چہروں پر سے نگاہیں گھماتے اس کی نظر دروازے کی جانب اٹھی تھی۔۔۔

اسکے چچا امیر الدین کے ساتھ بیرونی دروازے سے باہر نکلتے شخص پر اس کی نگاہیں ٹھہر گئ تھیں۔۔

اس کی پر نیاں کی جانب پشت تھی۔۔۔ مگر جس طرح سب اس کے آس پاس کھڑے اسے رخصت کر رہے تھے۔۔۔اسے سمجھنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ یہ وہ معزز مہمان ہے۔۔۔

جسے اتنا پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔۔

اس کے سبھی چچا اور کزن وغیرہ اس کے آگے پیچھے چلے جا رہے تھے۔۔

اگر اس شخص کے اس کے بابا سے اتنے اختلافات تھے تو یہ لوگ اسے اتنی اہمیت کیوں دے رہے تھے۔۔۔پرنیاں نے زرا سی نگاہیں ترچھی کرتے اس کا چہرا دیکھنا چاہا تھا۔۔۔

مگر اس شخص کا چہرا بالکل مخالف سمت میں تھا۔۔اس کے کسرتی کندھوں اور پشت کے سوا پرنیاں کوشش کی باوجود کچھ نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔

جسے دیکھ کر اسے حیرت ضرور ہوئی تھی۔۔۔

"شیر افگن درانی۔۔۔"

اس کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔

مگر اب اسے دیکھ کر وہ حیرت زدہ سی رہ گئی تھی۔۔۔ کہ یہ لوگ اسے بہت پروٹوکول دے رہے تھے۔۔۔۔

اس شخص پر اس کے بابا کے قتل کا الزام تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نفرت ابھری تھی۔۔۔

وہ مضبوط قد و قامت کا مالک شخص بڑی عمر کا نہیں بلکہ ایک نوجوان تھا۔۔۔اس عمر میں اتنے سنگین فیصلے اور ایسی دشمنیاں۔۔۔

پرنیاں مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھی۔۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ باقی قبیلوں کے اتنے بڑے بڑے سردار اس شخص کے پابند تھے۔۔۔

امیر الدین ہاشم سے بغلگیر ہوتا وہ ارد گرد کھڑے اس گھر کے باقی مردوں کو بھی خدا حافظ کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

پرنیاں دوسرے دروازے میں کافی فاصلے پر کھڑے ہونے کی وجہ سے نہ تو اس کا چہرا دیکھ پائی تھی نہ اس کی آواز سن سکی تھی۔۔۔

مگر یہ سب لوگ جس طرح سے اسے عزت دے رہے تھے۔۔۔

وہ بات اس کے دل میں نفرت کا طوفان برپا کر گئی تھی۔۔۔

اس کے بابا کا خون اتنا سستا تھا کہ اتنی جلدی یہ لوگ سب بھول گئے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی گھل گئی تھی۔۔۔وہ تیزی سے وہاں سے پلٹتی اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔۔

ریشم کی شال واپس اسے پکڑاتے وہ بے چینی اور اضطراب کی کیفیت میں کمرے میں ٹہلنے لگی تھی۔۔۔

"تم جاؤ یہاں سے۔۔۔اور خبر دار جو اس بارے میں کسی کو زرا سی بھنک بھی پڑی تو۔۔۔"

اسے باہر جانے کا کہتے دانیہ اس کی جانب بڑھی تھی۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟ دیکھا تم نے اس سردار کو۔۔۔"

دانیہ کی بات پر اس نے اسے نیچے دیکھا منظر بتا دیا تھا۔۔۔جو سن کر دانیہ بھی حیران ہوئی تھی۔۔۔اسے بھی ابھی تک شیر افگن درانی کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا۔۔

سوائے اس بات کے کہ وہی یہاں کے سارے فیصلے کرتا تھا۔۔۔ اگر یہاں کے کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ تمہارے بابا کو مروانے کے پیچھے اسی انسان کا ہاتھ ہے تو اس گھر کے لوگ اسے اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں۔۔۔"

دانیہ کی بات پر پرنیاں کے تاثرات مزید بگڑے تھے۔

"اس قبیلے کا اگلا سردار اسی نے منتخب کرنا ہے۔۔۔شاید اسی وجہ سے۔۔۔۔"

پرنیاں نے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔۔اسے امید نہیں تھی کہ اماں بیگم بھی انہیں سب میں شامل ہو کر اس انسان سے ملیں گی۔۔جو اس کے بابا کا دشمن تھا۔۔۔

"میرے خیال میں آنٹی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔تمہارا یہاں رہنا تمہارے لیے سیف نہیں ہو گا۔۔۔یہاں کون اپنا ہے اور کون دشمن۔۔۔اس بات کی پہچان کرنا بہت مشکل ہے۔۔"

دانیہ کو اس کی فکر ہوئی تھی۔۔

"میرے بابا کو مار دیا گیا۔۔ کیونکہ ان کے دشمنوں کو لگتا تھا ان کے بعد ان کا نام لینے والا کوئی نہیں ہو گا۔۔ یہ سوچ کر انہوں نے اپنی زندگی کی بہت بڑی بھول کی ہے۔۔ نصیر الدین ہاشم ایک رحم دل انسان تھا۔۔۔ مگر پرنیاں ہاشم کسی کو نہیں چھوڑے گی۔۔ مجھ سے رحم کی توقع کرنا ان سب کی بہت بڑی بھول ہو گی۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں اس وقت نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔ اسے ابھی تک ٹھیک سے اندازہ نہیں ہو پایا تھا کہ اس کے بابا کو مروانے کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا۔۔۔

مگر اسے اپنی ذہانت اور بہادری پر پورا بھروسہ تھا۔۔وہ کسی کو نہیں بخشنے والی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نور حویلی میں اس وقت شہنائیاں بج رہی تھیں۔۔ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالے جارہے تھے۔۔۔

سب کے چہرے خوشی اور مسرتوں سے کھلے ہوئے تھے۔۔۔

سردار شیر افگن درانی کی بہن نایاب کی شادی اس کے چچازاد کزن بہروز سے طے پائی تھی۔۔ایک ہی حویلی میں رہنے کی وجہ سے دونوں طرف کے فنکشن ایک ساتھ منائے جارہے تھے۔۔

"اسلام و علیکم سر دار بیگم۔۔۔"

پچھلے ایک ہفتے سے ڈھولکی رکھی گئی تھی۔۔ خوب ہلا گلا ہو رہا تھا۔۔ آج مہندی کا فنکشن تھا۔۔۔ جو وہاں کی رسم و روایات کے مطابق الگ الگ ہی کیا جاتا تھا۔۔۔ لڑکی کو الگ مہندی لگائی جاتی تھی اور لڑکے کو الگ۔۔

پہلے نایاب کو مہندی لگانے کی خاطر نیچے لایا گیا تھا۔۔ اس کے بعد بہروز کو لایا جانا تھا۔۔ زرد رنگ کے جوڑے میں سجی سنوری وہ سب سے پہلے نیچے ایک جانب تخت پر بیٹھی اپنی سر دار بیگم کے پاس آئی تھی۔۔۔

سردار شیر افگن کے بعد انہیں کی سنی جاتی تھی۔۔۔انہوں نے حویلی کا پورا انظام سنبھال رکھا تھا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔ جیتی رہو۔۔۔خوش رہو۔۔۔"

اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے سردار بیگم نے اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا تھا۔۔۔

ان سے ملنے کے بعد نایاب کو جانب سجائے گے پھولوں کے جھولے پر بیٹھا دیا گیا تھا۔۔۔رسم کے مطابق سات سہاگنوں نے سب سے پہلے اسے مہندی لگائی تھی۔۔اور اس کے بعد باقی سب

اپنی اپنی باری پر اسے مہندی لگاتے اس کا منہ میٹھا کروا رہی تھیں۔۔

نایاب کے لبوں پر بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔ اس شروع سے ہی بہروز بہت پسند تھا۔۔۔ بچپن سے ان دونوں کا رشتہ طے کیا گیا تھا۔۔ تب سے ہی وہ اسے چھپ چھپ کر دیکھتی اور اپنے دل کو سکون پہنچاتی تھی۔۔

اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔۔۔ جب اسے پتا چلا تھا کہ بہروز بھی اس کے بارے میں ایسی ہی فیلنگز رکھتا تھا۔۔۔ ان کے ہاں آج تک کبھی کسی کو اس کی محبت نہیں ملی تھی۔۔۔

نایاب اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوش قسمت لڑکی سمجھتی تھی۔۔۔اسے محبت ہی اس انسان سے ہوئی تھی جو پہلے سے اس کے نام لگا دیا گیا تھا۔۔۔

"اف خدایا۔۔۔ایسی بے شرم لڑکی نہیں دیکھی میں نے اس سے پہلے کبھی۔۔۔کیسے بے شرموں کی طرح مسکرائے جارہی ہے۔۔۔ تھوڑا شرماؤ بھی سہی۔۔۔ سردار بیگم نے دیکھ لیا تو کیا سوچیں گی۔۔۔"

بڑی خواتین کے مہندی لگانے کے بعد لڑکیوں نے اسے گھیر لیا تھا۔۔۔مہندی لگانے کے ساتھ ساتھ وہ اسے چھیڑ بھی رہی

تھیں۔۔۔جس پر اس کے چہرے کی رنگت مزید سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"مسکرا کہاں رہی ہوں۔۔۔میری تو جان نکلی جا رہی ہے۔۔۔شکر ہے آج کی رسمیں الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔۔۔"

بہروز کے خیال سے بھی نایاب کا چہرا تپنے لگا تھا۔۔اس کا یہ حسین روپ دیکھتیں وہ سب مسکرا دی تھیں۔۔

وہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔زرد رنگ میں گیندے کا پھول ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

"بہروز بھائی نے خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ ایک بار تم سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ تمہارا یہ روپ دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔"

سبرینہ نے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ سجائے کہا تھا۔ جبکہ اس کی شرارت سمجھے بغیر نایاب کو اس کی بات پر اپنی جانب نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس کی رنگت اس قدر سرخ ہوئی تھی۔۔ جیسے ابھی خوں چھلک پڑے گا۔۔۔

"نن نہیں۔۔ مم مجھے نہیں ملنا۔۔۔"

نایاب کی مرنے والی حالت دیکھ وہ سب ایک ساتھ قہقہ لگا کر ہنس پڑی تھیں۔۔۔

"پریشان مت ہو تم۔۔۔ بھائی کے ہوتے ہوئے ایسی خواہشات ظاہر کرنے کا جگرہ اس حویلی کے لڑکوں میں سے کوئی نہیں رکھتا۔۔۔ اس لیے میری بات پر بہروز بھائی سے ملنے کے خیال سے تمہارے دل میں جو لڈو پھوٹے تھے انہیں واپس دبا دو۔۔ ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔"

لائبہ نے شیر افگن کا ڈراوا دیتے ان سب کی شوخیوں کو جگہ پر لایا تھا۔۔۔اس شخص کا خوف صرف باہر ہی نہیں گھر کے اندر بھی تھا۔۔

کسی کی جرأت نہیں تھی کہ اس کی مرضی کے خلاف ایک گلاس اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھ دیں۔

ان سب کی مستیاں ایسے ہی جاری تھیں۔۔۔جب کچھ دیر بعد نایاب کو وہاں سے لے جایا گیا تھا۔۔۔اور اس کی جگہ پر اب بہروز کو بیٹھایا گیا تھا۔۔۔

سفید رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس وہ بہت زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔اسے دیکھ کر اس کی خوشی کا اندازہ واضح طور پر لگایا جا سکتا تھا۔۔

گھر کی خواتین بھی وہاں موجود تھیں۔۔۔سب نے اسے مہندی لگائی تھی۔۔

"شیر افگن نہیں آئے ابھی تک۔۔۔۔"

سردار بیگم کی نظریں بار بار دروازے کی جانب اٹھتیں مایوسی سے واپس لوٹ آتی تھیں۔۔۔انہیں بے چینی سے اس کی واپسی کا انتظار تھا۔۔۔جوان کی بات نہ مان کر ہاشم حویلی گیا تھا۔۔۔

وہ ابھی اسی فکر میں مبتلا تھیں۔۔۔جب اسی لمحے انہیں ملازمہ نے سردار سائیں کے واپس لوٹنے کی اطلاع دی تھی۔

جو سنتے ہی وہاں سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔۔پکچھ دیر بعد وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔سفید رنگ کے کلف لگے لباس میں چہرے پر سنجیدگی بھرے تاثرات سجائے وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔

"میرا سردار پوتا۔۔۔۔"

اس کی جانب محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے سردار بیگم نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما تھا۔۔

جس کے جواب میں اس نے بھی سردار بیگم کے گرد اپنا مضبوط بازو حمائل کیا تھا۔۔ ان سے ملنے کے بعد وہ باقی سب کے سلام کا جواب دیتا بہروز کی جانب بڑھ گیا تھا۔

سردار بیگم سے کچھ فاصلے پر کھڑی اسماء بیگم نے محبت پاش نگاہوں سے اپنے بیٹے کی چوڑی پشت کو تکا تھا۔۔۔

جس نے باپ کے مرنے کے بعد ان کی تمام زمہ داریاں بہت خوش اسلوبی سے اپنے مضبوط کندھوں پر اٹھالی تھیں۔۔۔

"آپ بھی شادی کر لیں۔۔۔اس گھر کے ہر فرد کو اس دن کا شدت سے انتظار ہے۔۔۔ آپ سے پہلے شادی کر کے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔"

بہروز نے اس کی جانب دیکھتے زرا ہلکی آواز میں اپنا احتجاج بلند کیا تھا۔۔۔ صرف وہی نہیں گھر کے سبھی لوگ چاہتے تھے سردار شیر افگن کی شادی ہوتے دیکھنا۔۔۔

مگر وہ شخص اس بات کے جواب میں ایسے خطرناک نگاہوں سے دیکھتا تھا۔۔ جیسے اس وقت اس نے بہروز کو گھورا تھا۔۔۔

"تم کیوں چاہتے ہو اپنی شادی کی خوشی دیکھے بغیر تمہیں اس دنیا سے رخصت کر دیا جائے۔۔۔"

بہت ہی سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے اس نے بہروز کو وہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔

جس کی ہمت نہیں ہوئی تھی دوبارہ کچھ بھی بولنے کی۔۔۔

وہ رسم پوری کرتا اٹھ کر اپنے پورشن کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

حویلی کے اندر اس کا الگ پورشن بنایا گیا تھا۔۔۔

"بہروز نے کچھ غلط تو نہیں کہا۔۔۔ تمہیں اب شادی کر لینی چاہیے۔۔۔ سردار بیگم کی زندگی کی آخری خواہش بن چکی ہے تمہاری شادی۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو کہ تمہاری نسل سے ہی آگے یہ سرداری چلنی ہے۔۔۔'

احمر اس کے پیچھے پیچھے اس کے پورشن میں آگیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر شیر افگن نے مڑ کر انتہائی زہریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کیا ملے گا یہ شادی کر کے مجھے۔۔۔؟؟ضروری نہیں ہے میری نسل سے ہی سرداری آگے بڑھے۔۔۔ تم سب بھی تو ہو۔۔۔ یہ سرداری اسی خاندان میں رہے گی ہمیشہ۔۔۔"

اس کے انتہائی خفگی سے کہنے پر احمر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔

احمر اس کا چچازاد اور اس کا بہترین دوست تھا۔۔ وہ دونوں ہمیشہ ایک ساتھ رہے تھے۔۔۔

"تم شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ آخر وجہ کیا ہے۔۔۔ بتانا پسند کرو گے تم۔۔۔؟ تمہیں دیکھ کر تو بندہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ تمہیں کوئی ایسی لڑکی پسند ہے جو تمہیں مل نہیں سکتی۔۔۔

تمہارے تو ایک اشارے پر لڑکیوں کی لائن لگ جائے گی۔۔۔

مجھے نہیں لگتا اس دنیا میں کوئی ایسی ہو گی۔ جو تم سے شادی سے

انکار کرے۔۔۔"

احمر کی بات پر شیر افگن نے انتہائی غضبناک نگاہوں سے اسے گھورا

تھا۔۔۔

"فارغ رہ رہ کر تمہیں بہت فضول ہانکنے کی عادت ہو گئی ہے۔۔۔

کل سے اس سکول والی زمین کا تنازعہ تمہارے حوالے ہو گا۔۔۔

اسے تم ہی سلجھاؤ گے اب۔۔۔"

شیر افگن کی بات پر احمر نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اچھا دوبارہ ایسی کوئی بات نہیں کروں گا۔۔۔اتنی بری سزا تو مت دو۔۔۔"

وہ تنازعہ حل کرنا بہت مشکل تھا۔۔۔

"یہ اپنی فضول گوئی سے پہلے سوچنا چاہیے تھا تمہیں۔۔۔مجھے اپنی نسل کس کے ساتھ آگے بڑھانی ہے کہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔اس کے بعد کوئی بھی الٹی سیدھی بات نہیں ہونی چاہیے۔۔۔"

وہ انتہائی سنجیدگی سے بولتا احمر کو خاموش کروا گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ڈنر کا وقت تھا جب وہ کمرے کا دروازہ کھولتی باہر نکلی تھی۔۔۔وہ اب بھی اسی ملگجے سے حلیے میں تھی۔۔۔

افشاں بیگم اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھیں۔۔۔ مگر ان کی بیٹی اپنی ضد سے ہٹنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔ جس پر اب ہار مان کر انہوں نے بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔۔

وہ جانتی تھی اس لڑکی کی ضد سے ٹکرانا آسان نہیں تھا۔۔۔

انہیں اس خاندان کے لوگوں اور یہاں کے اصول و قوانین کا بھی اندازہ تھا۔۔۔جو پرنیاں چاہتی تھی۔۔۔وہ نہیں ہونے والا تھا۔۔

افشاں بیگم کسی کام سے دانیہ کو لے کر شہر گئی ہوئی تھیں۔۔۔ انہوں نے سب کو بتا رکھا تھا کہ وہ کچھ وقت کے لیے یہاں پر تھیں۔۔۔اس کے بعد انہوں نے یہاں سے چلے جانا تھا۔۔۔ مگر ابھی تک پرنیاں کی ارادوں کی خبر کسی کو نہیں ہو پائی تھی۔۔

وہ اپنے دھیان میں چلتی کوریڈور سے گزر رہی تھی۔۔۔جب اچانک سے کوئی تیز قدموں سے چلتا اس کے سامنے آیا تھا۔۔

پرنیاں نے اپنے قدموں کو بروقت بریک لگانے کی کوشش کی تھی۔۔۔مقابل بھی اپنی جگہ تھم سا گیا تھا۔۔۔

پرنیاں نے نگاہیں اٹھا کر خفگی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو عجلت میں چلتا دیکھنے سے بھی قاصر ہو چکا تھا۔۔۔

سامنے کھڑے معاویہ نے موبائل کان سے ہٹاتے اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ کتنے ہی لمحے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔۔

دودھیا رنگت، دلفریب نقوش اور ان پر سجا غصہ۔۔۔

وہ لڑکی سادگی میں بھی دلکشی کا پیکر لگ رہی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔"

وہ بنا تعارف کے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ لڑکی کون تھی۔۔۔ان براؤن کانچ آنکھوں کا دیدار تو وہ اس دن بھی کر چکا تھا۔۔۔مگر اسے اندازہ نہیں تھا یہ لڑکی مکمل حسن کے ساتھ اس قدر قیامت خیزی کی مالک تھی۔۔

اس کے مسکرا کر دیکھنے پر پرنیاں نے اسے ایک نظر گھورا تھا۔۔ اور سائیڈ سے ہوتی آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

"آپ شاید ناراض ہو گئی ہیں۔۔۔؟ ائم سوری۔۔۔ میں جلدی میں تھا۔ دیکھا نہیں آپ کو۔۔۔"

اس نے اس کے پیچھے آتے معذرت خواہ انداز میں کہتے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

پرنیاں اس وقت بھی سیاہ شال کو اپنے گرد لپیٹے سرد تاثرات سجائے ہوئے تھی۔۔

"دیکھو تم جو کوئی بھی ہو۔۔ اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔ مجھے تم سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔ جس کام کے لیے اتنی جلدی میں جا رہے تھے۔۔۔ جا کر وہی کرو۔۔۔"

اس کے پلٹ کر پیچھے آنے پر پرنیاں نے اسے کڑے تیوروں سے گھورتے انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا۔

اسے تیکھے چتونوں سے گھورتی وہ لڑکی اس پل معاویہ کے دل پر بہت کاری وار کر گئی تھی۔۔۔ وہ اپنی جگہ پتھر کا بنا وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا تھا۔۔

پرنیاں سے گھورتی اماں بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"معاویہ۔۔۔ میں پچھلے آدھے گھنٹے سے باہر کھڑا انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔ کھڑے کھڑے سو رو نہیں گئے تم۔۔۔"

وہ ابھی تک اس لڑکی کے سحر میں جکڑا کھڑا تھا۔۔جب بلال نے خفگی بھرے انداز میں اس کے پاس آتے اس کا بازو جھنجھوڑا تھا۔۔

"ہممہ کیا۔۔۔؟؟"

معاویہ نے ایسے اسکی جانب غائب دماغی سے دیکھا تھا۔۔جیسے کسی خواب سے جاگا ہو۔۔۔

"تم ہوش میں تو ہو۔۔؟؟کیا ہوا ہے۔۔؟؟"

بلال کو اسکا انداز بہت عجیب سا لگا تھا۔۔۔اس کے پوچھنے پر معاویہ نے نفی میں سر ہلایا تھا اور پلٹ کر اماں بیگم کے کمرے کی جانب دیکھتے وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

"تائی اور ان کی بیٹی نے واپس کب جانا ہے۔۔۔"

گاڑی میں آن بیٹھتے معاویہ نے اس سے سرسری سا پوچھا تھا۔۔

"کوئی پتا نہیں۔۔۔مگر ابھی تک یہی خبر پہنچی ہے کہ اماں بیگم نہیں چاہتیں وہ واپس جائیں۔۔۔اب تائی جان ان کا کہا مان کر رکیں گی یا نہیں۔۔۔اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔۔۔"

بلال کی بات پر معاویہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

"ویسے تائی کو اب مزید پر نیاں کو اپنے خاندان والوں سے دور نہیں رکھنا چاہیے۔۔۔"

معاویہ کے دل سے نکلی تھی یہ بات۔۔۔اس کے انداز پر بلال اس وقت غور نہیں کر پایا تھا۔۔

جو اس وقت کسی اور ہی سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بیٹا۔۔۔؟؟ آج تک ہمارے قبیلے میں نہ کبھی ایسا ہوا ہے اور نہ آگے کبھی ہو گا۔۔۔ مردوں کے ہوتے ہوئے عورتیں اقتدار نہیں سنبھالتیں۔۔"

امیر الدین ہاشم اس کی بات سنتے ہی اپنی جگہ ناگواریت سے پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔۔۔

مگر اماں بیگم بنا کچھ بولے خاموشی سے اسکی بات سن رہی تھیں۔۔

"ہمیشہ سردار کے مرنے کی بعد ان کا وارث ہی اقتدار سنبھالتا ہے ناچچا سائیں۔۔۔ تو پھر میں کیوں نہیں سنبھال سکتی۔۔۔"

وہ بھی بنا خوف کھائے دو بدو جواب دیتے بولی تھی۔۔۔ وہ یہاں

کی کمزور ڈری سہمی عورتوں کے جیسی تو بالکل بھی نہیں تھی کہ

مردوں کے اونچا بولنے پر سہم کر چپ سادھ لیتی۔۔

وہ پرنیاں نصیر الدین ہاشم تھی۔۔ جس کو خوف زدہ ہونا نہیں

خوف سے لڑنا پسند تھا۔۔

"باپ کا وارث ہمیشہ بیٹا ہوا کرتا ہے۔۔ بیٹیاں نہیں۔۔۔

نجانے کس نے آپ کو یہ پٹی پڑھا دی ہے۔۔ اماں بیگم سمجھائیں

انہیں۔۔ یہ جتنا وقت یہاں رہنا چاہتی ہیں۔۔ عزت کے ساتھ

رہیں۔۔۔ اور جب انہوں نے واپس جانا ہو گا۔۔۔ ہمیں بتا دیں گی۔۔۔ ہم انہیں واپس بھجوانے کا انتظام کر دیں گے۔۔۔"

امیر الدین ہاشم اس لڑکی کی بدلحاظی پر پیچ و تاب کھاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

جس لڑکی نے اتنے سالوں اپنے باپ کی خیر خبر تک نہیں لی تھی۔۔۔ وہ اب اچانک سے اس کی وارث بن کر ان کی سروں پر بیٹھنا چاہتی تھی۔۔۔

ایسا تو وہ ہرگز نہیں ہونے دینگے والے تھے۔۔۔ انہوں نے آج ہی سردار شیر افگن درانی سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔

وہ اس کی مزید کوئی بھی بات سنے بغیر وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

پرنیاں نے نگاہیں موڑ کر اماں بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اماں بیگم کیا آپ میرا ساتھ دیں گی۔۔ پلیز اماں بیگم مجھے بابا کے نظریں کو آگے لے کر چلنا ہے۔۔۔ مگر کوئی میری بات کو نہیں سمجھ رہا۔۔۔ میری اپنی ماما مجھے اس بات میں سپورٹ نہیں کر رہیں۔۔۔

کیا آپ میرا ساتھ دیں گی۔۔۔ یا باقی سب کی طرح آپ بھی میرے خلاف کھڑی ہو جائیں گی۔۔۔۔"

آنکھوں میں نمی بھرے اس نے اماں بیگم کے قدموں میں آن بیٹھتے پوچھا تھا۔۔۔وہ جو کب سے خاموش بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ انہیں پرنیاں میں اپنے مرحوم بیٹے کی پرچھائی نظر آتی تھی۔۔۔۔ وہ کتنے ہی لمحے اسی خاموش نگاہوں سے تکے گئی تھی۔۔۔۔

"آگ سے کھیلنے کی خواہش کر رہی ہو تم۔۔۔۔اور چاہتی ہو ہم اس میں تمہارا ساتھ دیں۔۔۔جو جنگ بے انتہا مضبوط اعصاب کا مالک میرا بیٹا اور گیا۔۔۔۔مجھے روتا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلا گیا۔۔۔تم مجھ سے اس کی آخری نشانی بھی چھین لینا چاہتی ہو۔۔۔"

اماں بیگم کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت بہہ نکلے تھے۔۔۔

وہ کمزور عورت بالکل بھی نہیں تھیں۔۔۔ مگر شوہر کے بعد بیٹا کھونے کا جو صدمہ انہیں ملا تھا۔۔۔ وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھیں۔۔۔ اوپر سے پرنیاں کی اس ضد نے انہیں مزید مجبور کر دیا تھا۔۔

"اماں بیگم موت تو برحق ہے نا۔۔۔ مجھے موت کا کوئی خوف نہیں ہے۔۔۔ مگر زندہ رہ کر جو اذیت میں برداشت کر رہی ہوں۔۔۔ وہ اس موت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔۔۔

میرے باپ کو دشمنوں نے تنہا اور لاوارث سمجھ کر مار دیا۔۔۔وہ جو چاہتے تھے وہ نہیں ہونے دیا گیا۔۔۔یہ سب سوچتی ہوں تو اذیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔کہ کاش میں اس مشکل وقت میں اپنے بابا سائیں کے ساتھ ہوتی۔۔

اگر مجھے یہ سب کرنے سے روکا گیا تو میں ویسے ہی گھٹ گھٹ کر مر جاؤں گی۔مجھے کوئی نہیں سمجھ رہا۔۔۔آپ تو سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔"

ان کے جھڑیاں زدہ ہاتھوں کو اپنے گداز ہاتھوں میں تھامتے اس نے منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔جب اس کی بات سنتیں روتے ہوئے بے بسی سے مسکرا دی تھیں۔۔۔

"یہ پھولوں جیسے نرم ہاتھ سنگھار کے لیے بنے ہیں ہتھیار اٹھانے کے لیے نہیں۔۔۔زیادتی نہیں ہو گی ان کے ساتھ۔۔۔"

اس کے ہاتھوں کو محبت سے چومتے وہ نم آلود لہجے میں بولی تھیں۔۔۔

جس پر وہ خاموشی سے انہیں تکے گئی تھی۔۔۔

"میں ایسا ہی چاہتی ہوں۔۔۔مجھے ہار سنگھار نہیں کرنا۔۔۔اپنے بابا کے نام کو زندہ رکھنا ہے۔۔۔"

وہ اپنی بات پر قائم تھی۔۔۔جانتی تھی اس کے بعد اس حویلی اور قبیلے کے سبھی لوگ اس کی مخالفت کرنے والے تھے۔۔

مگر وہ فیصلے لے چکی تھی اب رکنے والی نہیں تھی۔۔۔اس کا یہ مضبوط لہجے اور دوٹوک انداز اماں بیگم کو اپنے بیٹے کی شدت سے یاد دلا گیا تھا۔۔جنہوں نے اپنی پوری زندگی اصولوں پر چلتے گزار دی تھی۔۔۔

ہاں مگر ان کی رحم دلی اور قریبی لوگوں پر کیا جانے والا حد سے زیادہ بھروسہ ان کے خاتمے کا باعث بنا تھا۔۔

اتنے دنوں سے پرنیاں انہیں سب باتوں کے بارے میں ہی معلومات اکٹھی کر چکی تھی۔۔

"یہ فیصلے میرے ہاتھ میں نہیں ہے بیٹا۔۔۔ اگر میرے ہاتھ میں ہوتا تو شاید میرا پہلا نام تمہارا ہی ہوتا۔۔ مگر میرا ووٹ تمہارے حق میں ہی ہوگا۔۔ مُجھے میرا بیٹا بہت عزیز تھا اور تم اس کا جگر گوشہ ہو۔۔۔ بہت محبت کرتا تھا وہ تم سے۔۔۔

میں تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ تمہارے ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔۔"

اس کی پیشانی چومتے انہوں نے محبت سے جو بات کہی تھی۔۔۔۔ اس پورے دورانیے میں پہلی بار پرنیاں کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

اسے پورا یقین تھا کہ وہ اس کا ساتھ ضرور دیں گی۔۔۔

"یہ فیصلہ سردار شیر افگن درانی نے کرنا ہے۔۔۔۔ اور جہاں تک مجھے لگتا ہے ان کا جھکاؤ تمہارے چچا سائیں کی طرف ہے۔۔۔۔ وہ تمہارے چچا سائیں کو ہی بیٹھائے گا اس کرسی پر۔۔۔۔"

اماں بیگم نے اسے حقیقت بتائی تھی۔۔۔جو سنتے پرنیاں کے چہرے کی رنگت بدلی تھی۔۔۔۔

آنکھوں میں غصہ اور ناگواریت آن ٹھہری تھی۔۔۔

"آج تک یہاں کبھی کوئی عورت سردار نہیں بنی۔۔۔۔بہت مشکل ہے تمہارا ساتھ یہاں سے کوئی بھی دے۔۔۔بہت مخالفت کی جائے گی۔۔۔یہاں کی دشمنی سہنا آسان نہیں ہے۔۔۔انسان کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دیتی ہیں۔۔۔۔

جیسے میرے مرحوم بیٹے کے ساتھ ہوا۔۔۔وہ لڑتے لڑتے تھک گیا تھا۔۔۔تمہیں اس سے بھی کہیں زیادہ مخالفت اور دشمنیوں کا

سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔میں ایک بار پھر کہوں گی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرلو۔۔۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتیں وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔۔۔پرنیاں کتنے ہی لمحے گم صُم سی وہاں بیٹھی رہی تھی۔۔۔

"آہم۔۔۔۔آہم۔۔۔۔"

وہ مزید نجانے کتنی دیر ایسے ہی بیٹھی رہتی جب کھنکھارنے کی آواز پر اس نے نگاہیں اٹھا کر آنے والے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ نیچے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"السلام و علیکم۔۔۔"

اسے ابھی بھی خاموش کھڑا دیکھ اریب نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی تھی۔۔۔ جس کا اس نے بہت آہستہ آواز میں جواب دیا تھا۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"

وہ وہاں سے جانے لگی تھی جب اریب غیر محسوس طریقے سے اس کے راستے میں آیا تھا۔

"بالکل ٹھیک ہوں۔۔"

اس نے سرد و سپاٹ تاثرات کے ساتھ جواب دیا تھا۔۔۔اریب

آج پہلی بار اسے اس طرح سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نظریں اس کی صبیحہ چہرے سے پر پھسل رہی تھیں۔۔۔۔اس

لڑکی کے حسین چہرے سے بھی زیادہ اس کے مغرور نقوش اپنی

جانب مائل کرتے تھے۔۔۔

عجیب سی کشش تھی جو دیکھنے والوں کو اپنی جانب کھینچتی تھی۔۔۔

"کب واپس جا رہی ہیں آپ۔۔۔"

وہ جانا چاہتی تھی مگر اریب جان بوجھ کر بات بڑھتا اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کا دماغ اس وقت اتنا الجھا ہوا تھا کہ وہ مقابل کے انداز پر زیادہ غور نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

"واپس کہاں۔۔۔؟؟"

سینے پر بازو باندھتے اب کی بار اس نے کڑے تیوروں سے مقابل کو گھورا تھا۔۔

جو بلاوجہ اس سے فری ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

"جہاں اتنے سال رہی ہیں آپ۔۔ تایا سائیں کو اپنی یاد میں تڑپاتی رہی ہیں۔۔۔ کبھی خیال نہیں آیا ان کا۔۔۔ یقین نہیں آتا کوئی بیٹی اتنی سنگدل بھی ہو سکتی ہے۔۔۔"

اریب نے لحاظ نہیں رکھا تھا۔۔۔ اپنے اندر کی بھڑاس اس پر نکال دی تھی۔۔۔

جس کے جواب میں پرنیاں کے نقوش میں تناؤ پیدا ہوا تھا۔۔۔ مٹھیاں بھینچتے اس نے انتہائی غصے سے اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تم کون ہو اور کس نے اجازت دی ہے تمہیں میرے اور میرے

بابا کے پرسنل میٹر پر بولنے کی۔۔۔۔"

وہ اس حویلی کی لڑکیوں میں سے نہیں تھی جو کسی سے بھی کچھ بھی

سن لے۔۔۔

"اس حویلی میں رہنے والا ہر شخص اس معاملے میں بول سکتا

ہے۔۔۔ کیونکہ تایا سائیں کی تڑپ اور تکلیف ہم نے اپنی آنکھوں

سے دیکھی ہے۔۔۔"

اریب کو اس کے اکھڑ انداز پر غصہ آیا تھا۔۔۔یہ لڑکی دیکھنے میں جتنی حسین اور معصوم لگتی تھی۔۔۔شاید اندر سے اتنی ہی بدتمیز اور بدزبان تھی۔۔

اریب کا پہلا تجزیہ یہی تھا۔۔۔

"یہ مت سمجھنا میں یہاں نہیں تھی تو تم سب کے بارے کچھ جانتی بھی نہیں ہوں۔۔۔میرے باپ کے اتنے خیر خواہ ہوتے تم لوگ تو ان کو یوں بے دردی سے قتل نہ ہونے دیتے۔۔۔اور پھر ان کے قتل میں جس انسان کا نام سب سے زیادہ بار آرہا ہے اسے سر کا

تاج بنا کر یوں اس کی پوجا نہ کر رہے ہوتے اس حویلی کے تمام

مرد۔۔۔"

اس نے بھی بدلے میں کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا۔۔

جویریہ اور رخسار جو وہاں سے گزر رہی تھیں۔ آوازیں سننے پر اندر

داخل ہوئی تھیں۔۔۔ اور اب حیران پریشان کھڑیں ان دونوں

کو ایسے لڑتے دیکھ رہی تھیں۔۔

اریب جو کب سے اس لڑکی کا لحاظ کر رہا تھا اس کے اس گستاخ لہجے

پر وہ اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ اگر یہ لڑکی اس کے تایا

سائیں کی بیٹی نہ ہوتی تو وہ اسے اس بد تمیزی کا بہت اچھا جواب دیتا۔۔۔

"آپ سردار سائیں کی بات کر رہی ہیں؟؟ آپ کو کس نے کہہ دیا وہ تایا سائیں کے قتل میں ملوث ہیں۔۔۔ یہ بات دوبارہ کسی کے سامنے مت کیجیے گا۔۔۔ اگر زندہ سلامت یہاں سے لوٹنا چاہتی ہیں۔۔۔

صرف ہم نہیں بہت سارے قبیلوں کے لوگ سردار سائیں کو بہت کچھ مانتے ہیں۔۔۔ ان کی شان میں گستاخی کسی کو برداشت نہیں ہو گی۔۔۔"

اریب نے جان بوجھ کر اس کو جلانے کی خاطر سردار سائیں کی مزید سائیڈ لی تھی۔۔۔وہ اس کے لہجے میں سردار شیر افگن کے لیے ناگواریت نوٹ کر چکا تھا۔۔۔

پرنیاں کو لگا تھا کہ شاید اس کا دماغ خراب ہے جو وہ اس شخص کے ساتھ بحث میں پڑگئی تھی۔۔۔جس کے بارے میں وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا یا پھوپھو کا۔۔۔

وہ یہاں ابھی بہت سارے رشتوں سے ناواقف تھی۔

وہ اس وقت اتنی بدظن تھی سب لوگوں اور رشتوں سے کے اسے انہیں جاننے اور سمجھنے میں کوئی انٹرسٹ تھا بھی نہیں۔۔۔

وہ اریب پر ایک تیز نگاہ ڈالتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

دروازے پر کھڑی رخسار اور جویریہ نے اس کی جانب بہت غور سے دیکھا تھا۔۔۔اور اگلے ہی پل ان کی آنکھوں میں بھی ستائش آن ٹھہری تھی۔۔۔

وہ ان کی سوچ سے بھی کہیں زیادہ حسین تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اب تو میں کسی بھی قیمت پر پیچھے نہیں ہٹوں گی۔۔۔"

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح پورے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔اسے ریشم نے بتایا تھا کہ یہ اریب نصیر الدین ہاشم کے بعد شیر افگن کا ایسے کی شیدائی تھا۔۔۔

اس کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا تھا۔۔۔

وہ گھر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔۔۔اسی وجہ سے باقی سب کزنز پر بھی اس کا بہت رعب تھا۔۔اس کے چچا امیر الدین ہاشم کا بڑا بیٹا۔۔۔اور سننے میں یہی آرہا تھا کہ اگلا سردار اب اس نے ہی بننا تھا۔۔۔

سردار شیر افگن کا فیصلہ اسی کے حق میں ہونے والا تھا۔۔۔

"کیا کرو گی تم۔۔۔؟؟ بلکہ کر ہی کیا سکتی ہو تم۔۔۔۔؟؟ جب وہ سردار تمہیں ں ہیں اریب کو چننے والا ہے۔۔۔"

دانیہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ جو بچوں کی طرح ضد پکڑ کر بیٹھی تھی۔۔

"ہاں۔۔۔ یو سکتا ہے اس اریب نے اس سردار کے ساتھ مل کر مروایا ہو بابا سائیں کو۔۔۔"

اسے جب سے یہ پتا چلا تھا کہ اگلا سردار اس بد تمیز اور بدلحاظ انسان کو بنایا جانا ہے۔۔۔ اس کے غصے کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"پری کچھ بھی بول دیتی ہو تم۔۔۔ایک طرف تمہیں سردارنی بننا ہے اپنے قبیلے کی۔۔ اور دوسری جانب تم ایسے ہی کسی کا بھی نام کہیں بھی جوڑ دیتی ہو۔۔۔پاگل تو نہیں ہو گئی تم۔۔۔"

دانیہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اس کی یہ بے وقوفیاں اس کے لیے مسئلہ نہ کھڑا کر دیں۔۔۔

"تم اٹھو۔۔۔ریشم کو بلاؤ۔۔۔"

پرنیاں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔الماری میں سے چادر نکالتے اس نے ایک چادر دانیہ کی جانب اچھالی تھی۔۔۔

"کہاں جانا ہے۔۔۔؟؟"

دانیہ حیران پریشان سی اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

"واپس امریکہ۔۔۔۔"

پیروں میں کھسے پہنتے اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں دانیہ جو خوش ہونا ہی چاہتی تھی۔۔۔ اس کے چہرے کے سڑے ہوئے تاثرات دیکھ منہ پھلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

"ریشم ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے۔۔۔"

اس کے حکم پر ریشم نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اپنی اس پیاری سی نئی بی بی کے تیور اسے ہمیشہ ہی بہت خطرناک لگتے تھے۔۔۔اسے ڈر بھی بہت لگتا تھا اس سے۔۔

اس لیے بنا کچھ بولے خاموشی سے سر ہلاتی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی تیار ہونے کے پیغام پر پرنیاں دانیہ کا بازو پکڑے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"تم آخر کرنا کیا چاہتی ہو۔۔۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ پری یہ امریکہ نہیں ہے کہ ہم کبھی بھی کہیں بھی منہ اٹھا کر پہنچ جائیں گے۔۔۔"

دانیہ اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔ مگر وہ ان سنی کرتی دانیہ کا ہاتھ کھینچ کر اسے گاڑی تک لے آئی تھی۔۔

اگر وہ دانیہ کو بتا دیتی کہ وہ کہاں جا رہی ہے تو یقیناً دانیہ اسے روکنے کے لیے نجانے کون کون سی خوفناک باتیں کرنی تھیں۔۔۔

اسی خاطر اسنے دانیہ کو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔

وہ دونوں جیسے ہی گاڑی تک پہنچی وہاں ڈرائیور کی جگہ معاویہ کو کھڑا دیکھ وہ جل کر رہ گئی تھی۔۔۔اسے اپنے کزنز میں سے کوئی ایک بھی ڈھنگ کا نہیں لگا تھا۔۔

ایک حد درجہ بد تمیز تھا۔۔۔اسے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں تھی تو دوسرا ایسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا جیسے آنکھوں سے ہی نگل لے گا۔۔

"تم۔۔۔"

اس نے انہیں بگڑے تاثرات کے ساتھ اس کی جانب دیکھتے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔۔۔

"ملازمہ نے بتایا کہ آپ کہیں باہر جانا چاہتی ہیں تو اس لیے میں

آگیا۔۔ اماں بیگم اور چچا سائیں نے منع کیا ہے کہ آپ کو اکیلے

ڈرائیور کے ساتھ کہیں نہیں جانے دینا۔۔ آپ کے تحفظ کے

خیال سے۔۔۔"

معاویہ نے سفید چادر میں لپٹے اس کے صبیح چہرے کو تکتے کہا

تھا۔۔

دانیہ نے بھی اس کا پرنیاں کو دیکھنے کا انداز نوٹ کیا تھا۔۔

"میں اس گھر کے مردوں جیسی بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔ جسے اپنی

حفاظت کے لیے درجنوں گن مینز لے کر پھرنا پڑے۔۔۔ اپنی

حفاظت کرنا اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ گاڑی کی کیز دو۔۔۔ میں خود چلی جاؤں گی۔۔"

پرنیاں اپنے مخصوص ہٹ دھرم لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"معاف کیجئے گا ڈیئر کزن۔۔۔ یہ بات نہیں مان سکتا میں آپ کی۔۔۔ آپ ایسا کریں مجھے اپنا ڈرائیور ہی سمجھ لیں۔۔۔ آپ جہاں بھی کہیں گی میں لے جاؤں گا آپ کو۔۔۔"

معاویہ اس کے برے رویے کے جواب میں بھی خوشدلی سے بول رہا تھا۔۔۔

دانیہ نے پرنیاں کو کہنی ماری تھی۔۔۔اسے بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ پرنیاں بچارے کو بلاوجہ بے عزت کررہی تھی۔۔۔جو اسی کی فکر میں وہاں کھڑا تھا۔۔۔

"اوکے میں تمہارے ساتھ آنے کو تیار ہوں۔۔۔مگر پہلے وعدہ کرو۔۔۔جہاں بھی جانے کو کہوں گی لے کر جاؤ گے تم۔۔۔۔"

پرنیاں کے دماغ نے تیزی سے کام کیا تھا۔۔۔اسے سمجھ آگئی تھی کیسے فایدہ اٹھایا جائے اس شخص کا۔۔۔۔

اس کے مسکرا کر کہنے پر معاویہ بنا اس لڑکی کی چالاکی سمجھے اثبات میں سر ہلاتے وعدہ کر گیا تھا۔۔۔

دانیہ کو اس لمحے یہ شخص بہت معصوم لگا تھا۔۔۔اور ترس بھی بہت آیا تھا اس پر۔۔۔۔

جو پرنیاں نصیر الدین ہاشم کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔۔۔وہ بھی اپنی پوری مرضی اور رضا سے۔۔

دانیہ پیچھے بیٹھی تھی۔۔۔جبکہ پرنیاں فرنٹ سیٹ پر معاویہ کے برابر میں آن بیٹھی تھی۔۔۔

گاڑی حویلی سے نکلتی اونچے نیچے ڈھلوانی رستوں پر گامزن تھی۔۔ پرنیاں پیچھے آتی گارڈز کی گاڑی بھی دیکھ چکی تھی۔جو شاید حویلی کی ہر گاڑی کے ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔۔

اسے نفرت محسوس ہوتی تھی ان لوگوں سے بھی۔۔۔وہ لوگ انہیں جیسے ہی تو ہونگے جنہوں نے اس کے بابا کو مارا تھا۔۔۔

آنکھوں میں آتی نمی کو اندر دھکیلتے اس نے معاویہ کے بلانے پر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کہاں جانا ہے آپ کو۔۔۔؟؟"

معاویہ کے پوچھنے پر دانیہ کی نظریں بھی پرنیاں کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ابھی تک اس لڑکی نے اسے بھی نہیں بتایا تھا کہ اسے کہاں جانا تھا۔۔

"شاہی جرگے پر۔۔۔ جہاں سردار شیر افگن درانی ہو گا وہاں۔۔۔۔ اسی سے ملنا ہے مجھے۔۔۔۔"

پرنیاں کی بات پر معاویہ نے ایک دم سے گاڑی کو بریک لگائی تھی۔۔۔۔ دانیہ نے بھی آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس لڑکی نے اسی وجہ سے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔۔

"آپ مذاق کر رہی ہیں۔۔؟؟"

معاویہ کو یہی لگا تھا۔۔۔

"تمہارا اور میرا کوئی مذاق نہیں ہے کزن۔۔۔جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔ تم وعدہ کر چکے ہو۔۔۔اور ایک اچھے مرد کو زیب نہیں دیتا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرنا۔۔۔"

وہ ابھی بھی اسی سکون کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

"آپ کا وہاں جانا ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔وہاں بہت مرد ہوتے ہیں۔۔۔ سردار سائیں ایسے کسی عورت سے نہیں ملتے۔۔۔ ہمارے خاندان کی بدنامی ہو گی اس سے۔۔۔ آپ میری بات سمجھیں۔۔۔"

معاویہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ لڑکی اتنی سر پھری ہے۔۔۔

وہ کبھی نہ آتا اس کے ساتھ۔۔۔

جو اسے ہی پھنسانے والی تھی۔۔۔

"تم وعدہ خلافی کر رہے ہو۔۔۔مجھے لے کر جاؤ وہاں۔۔۔ورنہ میں گاڑی سے اتر جاؤں گی اور خود ہی پیدل چل کر وہاں پہنچ جاؤں گی۔۔۔"

اس کی بات پر معاویہ نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرتے بچارگی بھری نگاہوں سے پیچھے بیٹھی دانیہ کی جانب دیکھتے اس سے مدد مانگنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

جس پر دانیہ نے کندھے آچکا دیئے تھے۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو یہ بے وقوفی کرنے سے پہلے سوچںا چاہیے تھا۔۔۔ مقابل ہے کون۔۔۔

معاویہ گاڑی چلانے کے ساتھ ساتھ کسی کو میسج بھی کر رہا تھا۔۔

جس بات کا دھیان کھڑکی سے باہر حسین نظاروں کو دیکھتی پرنیاں نے نہیں دیا تھا۔۔۔وہ آج پہلی بار اس طرح سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔اس کے بابا کا علاقہ بہت خوبصورت تھا۔۔۔

لہلہاتے سرسبز کھیت اور ان میں کام کرتے وہاں کے مقامی لوگ۔۔۔۔عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی تھیں۔۔۔کوئی فرق نہیں تھا۔۔۔

کام کے معاملے میں جب کوئی فرق نہیں تھا تو باقی معاملات میں فرق کیوں رکھا جاتا تھا۔۔۔

جیسے ہی وہ علاقہ ختم ہوا معاویہ نے اس کی سائیڈ کا شیشہ اوپر کر دیا تھا۔۔

اس نے حیرت سے معاویہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

"سردار شیر افگن درانی کا علاقہ شروع ہو چکا ہے۔۔۔"

معاویہ کے بتانے پر پرنیاں نے نگاہیں پھر سے باہر گاڑھی تھیں۔۔۔ سیاہی مائل شیشہ ہونے کی وجہ سے باہر کے لوگ اسے نہیں دیکھ پا رہے تھے۔۔۔ مگر وہ سب کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہاں کے مناظر بھی کچھ مختلف نہیں تھے۔۔۔ مگر اس نے ایک بات نوٹ کی تھی کہ وہاں تھوڑے دیر کے وقفے سے ایک گارڈ ہاتھ میں بندوق اٹھائے کھڑا تھا۔۔۔

اس کی کیا وجہ تھی وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

"یہ سردار سائیں کی خاص نفری ہے۔۔۔ جنہیں نہ صرف ٹرینڈ کیا گیا ہے۔۔۔ بلکہ باضابطہ طریقے سے عزت بھری جاب بھی فراہم کی گئی ہے۔۔۔"

اس کے پوچھنے پر معاویہ نے اسے تفصیل بتائی تھی۔۔۔ جسکے جواب میں اس نے کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی مطلوبہ مقام پر پہنچ چکی تھی۔۔۔ان کی گاڑی کو گیٹ کے باہر روکا گیا تھا۔۔پوری طرح سے چیکنگ کی بعد اندر جانے کی اجازت ملی تھی۔۔۔

"لگتا ہے یہ سردار صاحب بہت زیادہ ڈرپوک ہیں۔۔۔"

اسے اس طرح ہر شے کی چیکنگ کیا جانا بہت عجیب لگا تھا۔۔اس کے مذاق اڑانے پر معاویہ بھی ہنس دیا تھا۔۔

"وہ جانتے ہیں ان کی زندگی ان کے قبیلے والوں کے لیے کتنی زیادہ اہم ہے۔۔۔اسی خاطر وہ ایسا کرتے ہیں۔۔۔تایا سائیں نے جو کوتاہی کی تھی۔۔۔وہ نہیں کرنا چاہتے۔۔۔"

اس کی بات میں اپنے بابا کا نام سنتے پر نیاں کے تاثرات سرد ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ دوبارہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔۔ گاڑی پورچ میں روکی گئی تھی۔۔۔ آج معمول کے مطابق وہاں گاڑیاں بہت کم کھڑی تھیں۔۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ آج جرگہ نہیں ہے۔۔۔۔

وہ دونوں معاویہ کی معیت میں آگے بڑھی تھیں۔۔۔۔ یہاں بہت کم کسی کیس کے سلسلے میں ہی جرگے میں عورتوں کو لایا جاتا تھا۔۔۔ ویسے کبھی کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

معاویہ بہت مشکل سے اجازت لے پایا تھا۔۔

"تم یہیں رہو گے۔۔۔مجھے اکیلے ملنا ہے۔۔۔"

اس نے معاویہ کو وہیں باہر رکنے کو کہا تھا۔۔۔ جس پر معاویہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔یہ لڑکی کتنی ضدی تھی اس بات کا اندازہ اسے ہو چکا تھا۔۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتا وہیں پیچھے رک گیا تھا۔۔۔ دانیہ اس کے منع کرنے کی باوجود اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔۔۔

"میری بات سمجھو پری۔۔۔ تمہیں جو بھی بات کرنی ہے سردار سائیں سے۔۔۔وہ میں کرلوں گی۔۔ پر پلیز تم ان کے سامنے مت جاؤ۔۔۔"

دانیہ نے بھی سن رکھا تھا کہ یہ وڈیرے اور سردار بہت برے کردار کے ہوتے تھے۔۔۔ اور اپنی دوست کے حسن کی تابنا کیوں سے وہ بہت اچھی طرح واقف تھی۔۔۔ چادر میں لپٹا ہونے کے باوجود اس کا دلنشین سراپا اپنی دلکشی واضح کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں نے اس کی بات کا انکار کرنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس بار دانیہ بضد تھی۔۔۔

"قسم کھا کر کہتی ہوں۔۔۔ تم جو چاہتی ہو وہی بولوں گی۔۔۔ تم سے کہیں زیادہ شدت سے بولوں گی۔۔۔ مگر پلیز تم یہیں رک جاؤ۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔"

دانیہ کو اس کی جذباتی فطرت کا بھی اندازہ تھا۔۔ ایسے نہ ہو اس

سردار کو اس کے منہ پر اپنے باپ کا قاتل کہہ دیتی۔۔۔۔

اسی خاطر وہ بہت ساری باتوں سے ڈر رہی تھی۔۔۔وہ گاڑی میں

یہی سوچ چکی تھی کہ وہ پرنیاں کو آگے نہیں جانے دے گی۔۔۔

اس کے مسلسل ایموشنل بلیک میل کرنے پر پرنیاں مان گئی

تھی۔۔۔

مگر بہت سارے وعدوں اور قسموں کے ساتھ۔۔۔

دانیہ آگے جا چکی تھی۔۔۔ جب پرنیاں اس کے کہنے پر وہیں ایک سائیڈ پر بنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ وہاں ایک دو عورتیں ملازمین دکھائی دی تھیں۔۔۔ باقی سب مرد ہی تھے۔۔۔

پرنیاں جس کمرے میں آئی تھی اس کی انٹیریئر ڈیزائننگ اور فرنیچر وغیرہ دیکھ پرنیاں کو یقین ہی نہیں آیا تھا کہ یہ کمرہ کسی دیہاتی علاقے میں بنا ہوا تھا۔۔۔ کمرے میں ملگجا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔۔

وہ چلتی ہوئی آگے بڑھی تھی اور کمرے کا جائزہ لینے لگی تھی۔۔۔

کھڑکی کے قریب بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔۔۔اس کا

دھیان بیڈ کی جانب گیا ہی نہیں تھا۔۔

جسے بہت ہی خوبصورت خواب گاہ کہ شکل دی گئی تھی۔۔۔بیڈ

کے چاروں جانب پردے گرے ہوئے تھے۔۔۔

جو اسی بات کا ثبوت تھا کہ اس کمرے کے مالک کو اپنے بیڈروم میں

بھی بیڈ کے لیے الگ پرائیویسی چاہیے تھی۔۔

ایک سرسری سی نگاہیں پردوں پر ڈالتے وہ اس جانب بعد میں

جانے کا سوچتی دیواروں پر لگی پینٹنگز کو تکے گئی تھی۔۔

پینٹنگز سے نگاہیں ہٹاتے وہ وہاں مختلف جگہوں پر پڑے بیش قیمت ڈیکوریشن پیسز کو ستائشی نگاہوں سے دیکھنے لگی تھی۔۔

جو ہمیشہ اس کی کمزوری رہے تھے۔۔۔زرا سی آہٹ پر اس نے نگاہیں موڑ کر صوفے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جہاں وائٹ کلر کی بہت ہی پیاری سی بلی بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔۔۔

پرنیاں کو بلیاں بہت پسند تھیں۔۔۔

"سو کیوٹ۔۔۔۔"

بلی کو دیکھتے اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا تھا۔۔وہ آگے بڑھی تھی اور اس نے بلی کو اپنی بانہوں میں بھر لیا تھا۔۔۔وہ کیوٹ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھی بھی تھی۔۔۔جو آرام سے اس کی آغوش میں آگئی تھی۔۔

وہ اس بلی کو گود میں لیے وہیں صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔وہ اس سب میں اتنی مگن تھی کہ اس کا دھیان ابھی بھی بیڈ کی جانب نہیں گیا تھا۔۔۔

بے دھیانی میں اس کے سر سے چادر سرک چکی تھی۔۔۔سفید چادر میں اس کا حسین گلابی مکھڑا مزید نکھر کر آرہا تھا۔۔۔جب

نگاہوں کی تپش پر اسے کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس نے جیسے ہی نگاہیں اٹھا کر دیکھا تھا بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز شخص کو دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔۔

بیڈ کے گرد لگا ایک پردہ اس نے شاید ہٹا دیا تھا۔۔۔

وہ پتھر کی مورت بنی اس شخص کو تکے گئی تھی۔۔۔

دل ساکت ہوا تھا۔۔۔ اور وجود سے جیسے جان نکل گئی تھی۔۔۔

مگر یہ کیفیت اس کی چند لمحوں کے لیے ہی رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل چہرے پر پھر سے اجنبیت بھرے تاثرات آن ٹھہرے تھے۔۔

ابھی ابھی نیند سے سو کر اٹھنے کی وہ سے اس کے گھنے سیاہ بال کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ گھنی مونچھوں تلے دبے اعنابی لبوں کو اس نے سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کر رکھا تھا۔۔۔

مقابل کی آنکھوں کے رنگ بھی بہت تیزی سے بدلے تھے۔۔۔۔

بہت سالوں بعد یہ ٹکراؤ ہوا تھا۔۔۔

لمحوں کا کھیل تھا اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ سنبھل گئے تھے۔۔۔۔

دشمنی کے ساتھ ساتھ اجنبیت کی بہت مضبوط دیوار بیچ میں آن ٹھہری تھی۔۔۔

مقابل کی سیاہ آنکھوں میں غصہ کی چنگاریاں اٹھ رہی تھیں۔۔۔۔

جو اس بات کا اظہار تھیں کہ اسے اس طرح سے اس لڑکی کا اپنے کمرے میں پائے جانا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔

سادہ سے لباس میں بھی اس کی چارمنگ پرسنالٹی پرنیاں نصیر الدین ہاشم کو مرعوب کر گئی تھی۔۔۔

اس نے فوراً سے پہلے نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا۔ چہرے پر بدحواسی اور اجنبیت سج گئی تھی۔۔۔

اسے خود پر حیرانی ہو رہی تھی۔۔ وہ یہاں آئی کیوں تھی۔۔ کونسی کشش اسے یہاں کھینچ لائی تھی۔۔

پرنیاں کے ہاتھ سے بلی نکل کر اپنے مالک کو جاگتا دیکھ اس کی جانب بھاگ گئی تھی۔۔۔ جس سے اب پرنیاں کی خوشبو آرہی تھی۔۔۔

"کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟"

اس کی نیند سے بھاری ہوتی بوجھل آواز کمرے کی خاموشی میں گونجتی پرنیاں کے وجود میں ہلچل پیدا کر گئی تھی۔۔۔

کمرے میں موجود دونوں نفوس اپنی اپنی جگہ سنبھل چکے تھے۔۔۔

"وہ میں۔۔۔"

پرنیاں کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا بولے۔۔۔

اسے بے حد شرمندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس وقت۔۔۔ ایسے ہی کسی غیر مرد کے کمرے میں منہ اٹھا کر کیوں گھس آئی تھی وہ۔۔۔

اپنی بے وقوفی پر خود کو کوستی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

اسے دانیہ نے جو بار بار ہدایت کی تھی کہ اپنا چہرا ڈھک کر رکھے۔۔ وہ بھی بھول چکی تھی وہ۔۔۔

چہرے پر تو کیا۔۔۔ سر سے بھی ڈھلک چکا تھا اس کا دوپٹہ۔۔۔

"آئم سوری۔۔۔ مجھے لگا کمرے میں کوئی نہیں ہے۔۔۔"

وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ یہ شخص اس ڈیرے پر اتنے شاہانہ بیڈروم میں سو رہا تھا۔۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ وہ یہاں اچھی خاصی اہمیت رکھتا تھا۔۔۔

پرنیاں یہاں کچھ الٹا سیدھا نہیں بولنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے اپنی منزل تک پہنچنا تھا۔۔۔

جس کی خاطر وہ اپنے لب و لہجے کی کڑواہٹ کچھ حد تک تو ختم کر ہی سکتی تھی۔۔۔۔

"ابھی تو پتا چل گیا ہے نا۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔۔۔"

اس لڑکی کا رکھ رکھاؤ۔۔۔ اس کے لب و لہجے اور انداز و اطوار سے۔۔۔۔ مقابل بیٹھے شخص کو سمجھنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ یہ لڑکی کون تھی۔۔۔

اس لیے اسے بہت آرام سے وہاں سے جانے کا کہتا وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

نظریں اس کے اوپر سے ہٹالی تھیں۔۔۔

"آپ کون ہیں۔۔۔؟؟"

دروازے کی جانب بڑھتی وہ رک کر پلٹی تھی۔۔۔وہ بیڈ سے اٹھ چکا تھا۔۔۔

اس اجنبی سوال پر اس نے اجنبی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کی شاندار شخصیت اس پل پوری طرح سے اس کے سامنے تھی۔۔۔وہ بار بار اس شخص کی جانب دیکھنے پر مجبور ہو رہی

تھی۔۔۔اب تک کی اپنی زندگی میں اس نے اتنا چارمنگ اور خوبصورت مرد اس شخص کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے۔۔۔

اس کے ماتھے کے عین وسط میں سیاہ رنگ کا بہت پرکشش تل تھا۔۔۔

جو اس کے ہاتھ سے بال سمیٹنے پر پرنیاں کو نظر آیا تھا۔۔۔

اس کے سوال پر اس شخص نے آئی برو اٹھا کر اسے گھورا تھا۔۔۔

اس کا ہر ہر انداز توجہ کھینچ لینے والا تھا۔۔۔

پرنیاں کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔۔وہ اس شخص کے اوپر سے اپنی نگاہیں تک نہیں ہٹا پارہی تھی۔۔۔

وہ بہت زیادہ چارمنگ شخصیت کا مالک تھا۔۔۔

اسے نفرت ظاہر کرنی چاہیئے تھی۔۔۔جو وہ نہیں کر پارہی تھی۔۔

"میرا مطلب۔۔۔ آپ یہاں کے سردار کے کیا لگتے ہیں۔۔۔؟؟

بھائی ہیں ان کے یا پھر کزن۔۔۔یا کوئی دوست۔۔۔۔؟"

لہجے میں کڑواہٹ بھر چکی تھی۔۔ اجنبی بننا تھا تو اجنبی ہی سہی۔۔۔

جبکہ مقابل کچھ دیر خاموش نگاہوں سے اس کی چمکتی آنکھوں کی

جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔ جیسے اس لڑکی کا مقصد جاننا چاہتا ہو۔۔۔

اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس وقت جس انسان کے

کمرے میں اتنی دیر بغیر اس کی اجازت کے کھڑی تھی۔۔۔

وہ اسے نہیں جانتی تھی۔۔۔ کیا ایسا ممکن تھا۔۔

مگر اس لڑکی کو پھر بھی مہلت مل رہی تھی۔۔۔

"اپنا تعارف کروانے سے پہلے میں آپ کا تعارف جاننا چاہوں گا۔۔۔"

بلی کو اپنی مضبوط بانہوں میں بھرتا وہ چہرے پر انتہائی سرد تاثرات سجائے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔سائیڈ ٹیبل پر رکھے موبائل پر آتے میسجز وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔

باہر کھڑے لوگوں میں سے کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ دروازے پر دستک بھی کر سکے۔۔۔اس کی اجازت کے بغیر۔۔۔۔

اتنا کنٹرول تھا اس کا اپنے لوگوں پر۔۔۔اپنے خاندان پر۔۔

"میں نصیر الدین ہاشم کی بیٹی پرنیاں نصیر الدین ہاشم کی دوست ہوں۔۔۔امریکہ سے اس کے ساتھ آئی تھی اس کے فادر کے انتقال پر۔۔۔"

پرنیاں نے بہت ہی مضبوط لہجے میں جھوٹ بولا تھا۔۔۔کیونکہ اگر دانیہ پرنیاں بن کر سردار کے سامنے گئی ہوئی تھی تو اسے بھی یہاں دانیہ کا نام استعمال کرنا تھا۔۔۔

اسے اس وقت دانیہ کا آئیڈیا بالکل ٹھیک لگا تھا۔۔۔

اس کی بات کے جواب میں اس شخص کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ مقابل بے خبر نہیں تھا۔۔۔اس کے سامنے فریب اور جھوٹ ثابت کرنے کا اپنا کی سواد تھا۔۔۔

جو اس وقت اس لڑکی کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا۔۔

"میں سردار شیر افگن کا دوست ہوں۔۔۔یہاں کسی فی میل کو آنے کی اجازت نہیں ہے سردار کی طرف سے۔۔۔پھر آپ کیسے آئی یہاں۔۔۔؟؟"

فریب کرنے والے کے ساتھ فریب سے ہی کام لیا جانا چاہیے تھا۔۔

وہ بہت ہی سنجیدہ تاثرات مگر نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔اس لڑکی کی غلطی نہیں تھی۔۔۔ غلطی تھی اسے یہاں لانے والوں کی۔۔۔

"اپنی دوست کے حق کی بات کرنے آئی ہوں۔۔۔جو آپ کا سردار دوست اس سے چھیننا چاہتا ہے۔۔۔"

اس شخص کو نرم انداز اس کا حوصلہ بڑھا گیا تھا۔۔۔اس بات سے انجان کے مقابل کھڑا شخص کیسی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔وہ ایسے ہی نہیں اتنے قبیلوں کو سنبھالے بیٹھا تھا۔۔۔

وہ ایسے جرم کا اقرار کرواتا تھا کہ مجرم کو پتا نہیں چلتا وہ اپنا گناہ قبول کر چکا ہے۔۔۔ اور سامنے کھڑی یہ نازک دوشیزہ تو ویسے ہی اب بہت کچھ نہیں جانتی تھی اس کے بارے میں۔۔۔

یا شاید کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔

"حق۔۔۔؟؟ کیسا حق۔۔۔؟؟"

اس کی سوالیہ نگاہیں اپنے اوپر اٹھتے دیکھ وہ پزل ہوئی تھی۔۔ عجیب سحر انگیزی سی چھائی ہوئی تھی ان میں۔۔۔

اندر تک سحر طاری کر دینے والی۔۔۔۔

یا شاید کوئی قہر تھا۔۔۔ جسے اندر ہی دبایا جا رہا تھا۔۔۔

"باپ کے مرنے کے بعد سرداری سنبھالنے کا پہلا حق ان کی اولاد کے پاس ہوتا ہے نا۔۔۔ تو پھر میری دوست سے یہ حق چھین کر وہ اس چچا کے بیٹوں کو کیوں دے رہا ہے۔۔ میں نے سنا ہے یہاں لوگوں کے دلوں پر ان سردار صاحب کی بہت دہشت چھائی ہوئی ہے۔۔۔ مگر میری دوست کو کوئی خوف نہیں ہے اس کا۔۔۔

اگر اس سردار نے میری دوست کو اس کا حق نہ دیا تو میں یہاں کسی کو سکون سے نہیں رہنے دوں گی۔۔۔ اسے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔"

اسے اندازہ بھی نہیں ہوا تھا کہ بات کرتے کرتے وہ جذباتی ہو کر کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔۔۔

وہ بہت غور سے اس کا سردار کے لیے غصہ اور یہ نفرت دیکھ رہا تھا۔۔۔جو اس کا نام تک اپنی لبوں پر نہیں لائی تھی۔۔۔

"اس علاقے میں اب تک جانشین بیٹا ہی ہوتا ہے۔۔۔کبھی کوئی عورت تخت پر نہیں بیٹھائی گئی۔۔سردار شیر افگن کی بھی یہی سوچ ہے۔۔۔مجھے نہیں لگتا وہ آپ کی دوست کو یہ عہدہ دیں۔۔۔"

اس شخص کی بات پر پرنیاں کا غصہ کئی گناہ بڑھ گیا تھا۔۔۔

اسے اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔۔ مقابل اس کا ضبط آزما رہا تھا۔۔

"اگر اس نے ایسا نہ کیا تو ساری زندگی پچھتائے گا۔۔۔۔"

وہ کس کے ساتھ گستاخی کی مرتکب ہو رہی تھی اسے خبر بھی نہیں تھی۔۔۔

یا وہ جان کر بھی انجان بن رہی تھی۔۔۔۔

اپنایت سے زیادہ اجنبیت کی مار مارنا زیادہ اذیت سے دوچار کرتا تھا۔۔

"ایسا نہ ہو آپ کی دوست کو عہدہ دینے کے فیصلے پر اسے ساری زندگی پچھتانا پڑے۔۔۔"

اس کی بات پر پرنیاں نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"ویسے آپ کو اس طرح سے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔ اپنی دوست کی خاطر اا ایسی قربانی کون دیتا ہے۔۔۔ آپ جانتی بھی ہیں کس قدر مشکل میں پھنس سکتی ہیں آپ۔۔۔"

وہ چاہتا تھا یہ لڑکی یہاں سے چلی جائے۔۔۔۔

"پرنیاں نصیر الدین ہاشم اپنا حق پانے کے لیے کچھ بھی کرے گی۔۔۔ کسی بھی حد تک جائے گی۔۔۔"

پرنیاں کا لہجہ مضبوط تھا۔۔۔

"بتا دیجیئے گا اپنے اس سردار دوست کو۔۔۔ اگر اس نے حقدار کا حق چھیننے کی کوشش کی تو بہت برا ہو گا اس کے ساتھ۔۔۔"

پرنیاں کو یہ شخص بھی اس بات کا سب سے بڑا حامی ہی لگا تھا۔۔۔

اسے اتنا تو سمجھ آگیا تھا کہ یہ لوگ اسے اتنی آسانی سے اس کے بابا کی جگہ نہیں رہنے والے تھے۔۔۔

وارننگ دیتے انداز میں کہتی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

اس کا موڈ مزید خراب ہو چکا تھا۔۔۔ یہاں کوئی اس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

وہ اس شخص سے بات کرتے ہوئے اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ وہ سردار بھی اس کے گھر والوں جیسی سوچ ہی رکھتا تھا۔۔

وہ باہر آئی تھی جہاں اسے دانیہ اور معاویہ پریشانی کے عالم میں ٹہلتے نظر آئے تھے۔۔

اسے آتا دیکھ دانیہ تیزی سے اس کے قریب آئی تھی۔۔

"تم ٹھیک ہو؟؟؟"

دانیہ نے فکر مندی سے اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں کیوں مجھے کیا ہونا ہے۔۔۔؟؟تم ملی اس سردار سے۔۔۔؟"

پرنیاں نے اس کی بات پر حیرت کا اظہار کرتے پوچھا تھا۔

جس کے جواب میں دانیہ اور معاویہ اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔۔

"نن نہیں۔۔ مم میرا مطلب ہاں بات ہوئی۔۔۔ مگر وہ نہیں مانے۔۔۔"

دانیہ اور معاویہ کی کھوجتی نگاہیں اسی پر تھیں۔۔۔

دانیہ کی رنگت اس وقت اڑی ہوئی تھی۔۔۔ معاویہ نے پرنیاں کے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھتے انہیں گاڑی میں بیٹھنے کو کہا تھا۔۔۔ امیر صاحب کا فون اسے بار بار آرہا تھا۔۔۔

شیر افگن درانی کے ڈیرے پر ان لوگوں کو لے کر جانا اس کے لیے زیادہ مصیبت کا باعث بن سکتا تھا۔۔۔

دانیہ پورا وقت پرنیاں کی جانب کی دیکھتی رہی تھی۔۔۔ جو بالکل خاموش تھی۔۔۔

جیسے اپنے اندر اٹھتے طوفان کو چھپائے ہوئے ہو۔۔۔

جسے اندر وہ بہت مشکل سے قابو کیے ہوئے تھی۔۔۔

"کیا تمہاری وہاں اندر کسی سے کوئی ملاقات ہوئی تھی۔۔۔؟؟"

دانیہ نے گاڑی سے نکلتے اس سے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ شیر افگن کا کوئی دوست تھا۔۔۔ اسی سے ہوئی۔۔۔۔"

اس نے لاپروائی سے جواب دیا تھا۔۔۔

"پری۔۔۔۔"

وہ جیسے ہی حویلی کے اندر داخل ہوئی۔۔۔ سامنے ہی افشاں بیگم تشویش اور خفگی بھرے انداز میں کھڑیں اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"تم وہاں کیوں گئی تھی۔۔۔ تمہارے نزدیک اب میری بات کی بھی کوئی اہمیت نہیں رہی۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ یہاں تمہارے لیے کرنا خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔ جس نے تمہارے بابا کو قتل کیا ہے۔۔۔

اس کے لیے تمہیں مارنا مشکل نہیں ہو گا پری۔۔۔ خدا کے لیے میرا کچھ خیال کرو۔۔۔ مجھ میں حوصلہ نہیں ہے مزید کوئی صدمہ برداشت کرنے کا۔۔۔ میری زندگی کا واحد سہارا ہو تم۔۔۔"

افشاں بیگم اس کے قریب آتے رو دی تھیں۔۔۔ پرنیاں نے بھی بھیگتی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کی پوری زندگی اپنی ماں کے ساتھ گزری تھی۔۔۔ وہ ان کو اپنی وجہ سے اذیت کا شکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

مگر اس کے باپ کا بھی تو کچھ حق تھا۔۔ وہ کیسے اپنے باپ کے قاتل کو آزاد پھرنے دیتی۔۔۔

یہاں کوئی ان کے بارے میں کچھ نہیں کر رہا تھا۔۔

ان کے جس گارڈ نے ان کا قتل کیا تھا۔۔ اسے وہیں پر ختم کر دیا گیا تھا۔۔

یہاں کوئی اس کے بابا کے قتل کو سیریس نہیں لے رہا تھا۔۔

"آپ چاہتی ہیں میں آپ کے ساتھ آؤں۔۔۔ ٹھیک ہے میں آجاتی ہوں۔۔۔ مگر میرے چہرے پر دوبارہ کبھی مسکراہٹ نہیں دیکھ پائیں گی آپ۔۔۔ وہ پہلے والی پرنیاں آپ یہیں چھوڑ کر جائیں گی۔۔

جسے ساتھ لے کر جائیں گی وہ ہو گی اسے پہچان نہیں پائیں گی

آپ۔۔۔ کیونکہ میرے بابا کا قاتل سر عام پھر رہا ہے۔۔۔

یہ بات مجھے کھل کر جینے نہیں دے گی۔۔۔ گھٹ گھٹ کر مر جاؤں

گی۔۔۔ میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔۔۔ موت جیسی یہاں

آنی ویسی وہاں بھی آنی۔۔۔ مگر وہاں اذیت کا احساس زیادہ

ہو گا۔۔۔"

پرنیاں کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔ وہ اپنی بات کہتی وہاں

سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ افشاں بیگم نے بے بسی بھری نگاہوں سے دانیہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو خود اس وقت کچھ کہنے اور کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اماں بیگم یہ سب کیا ہو رہا ہے؟؟ پرنیاں ہم سے پوچھے بغیر اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی ہے۔۔۔ وہ سردار شیر افگن کے ڈیرے پر چلی گئی۔۔۔ اور معاویہ تم۔۔۔ وہ تو باہر سے آئی ہوئی ہے۔۔۔

یہاں کے اصولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔۔ مگر تمہاری عقل کیا گھاس چرنے چلی گئی تھی۔۔ جو تم منہ اٹھا کر اس کے ساتھ چل دیئے۔۔۔

جانتے ہو یہ بات پورے قبیلے میں پھیل چکی ہے۔۔ لوگ ہمارے بارے میں نجانے کیا کیا باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ یہ نادان لڑکی وہاں بتا آئی ہے کہ اسے اگلے سردار کی نشست سنبھالنی ہے۔۔۔ دوسرے قبیلے والے مذاق بنا رہے ہیں ہمارا۔۔ اور اپنے قبیلے والے اس لڑکی سے ہمدردی دکھاتے اس کا ساتھ دینے کا سوچ رہے ہیں۔۔۔

اماں بیگم پرنیاں کو ذرا سا بھی اندازہ نہیں ہے کہ یہاں کیسی کیسی سازشیں کی جاتی ہیں۔۔۔وہ بچی ہے۔۔۔ نہیں سنبھال پائے گی کچھ۔۔۔۔ ہم دشمن نہیں ہیں اس کے۔۔۔۔اس سے اس کا حق چھین نہیں رہے۔۔۔۔اسے بس بچانا چاہتے ہیں۔۔۔"

امیر الدین ہاشم بہت زیادہ غصے میں تھے۔۔

انہیں پرنیاں کی فکر ہونے کے ساتھ ساتھ اس پر بہت زیادہ غصہ بھی آرہا تھا۔۔۔

معاویہ کی اچھی طرح درگت بن رہی تھی۔۔۔باقی سب خاموش سے بیٹھے تھے۔۔۔

بلال اور احد معاویہ کو گھور رہے تھے۔۔۔ جس نے انہیں بھی نہیں بتایا تھا۔ اور پرنیاں کو لے کر سردار کے ڈیرے پر پہنچ گیا تھا۔۔۔

اریب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ معاویہ کو ایک تھپڑ جڑ دیتا۔۔۔

معاویہ بھی بنا کچھ بولے سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اسے یہ سب کچھ تو جھیلنا ہی تھا۔۔۔

"اماں بیگم آپ روکتی کیوں نہیں ہیں اپنی پرنیاں کو۔۔۔ باپ مر جائیں تو کیا بیٹیاں ایسے ہی بے لگام ہو جاتی ہیں۔۔۔؟ پہلے اتنے

سال اسے باپ کی یاد بھی نہیں آئی۔۔۔ اگر افشاں سخت دل بنی رہی شوہر کے لیے۔۔۔ تو پرنیاں تو کہہ ہی سکتی تھی باپ سے ملنے کا۔۔۔ اب اچانک سے اسے باپ کا جانشین بننا ہے۔۔

آپ مانے نہ مانیں۔۔۔ اس سب کے پیچھے افشاں کا ہی ہاتھ ہے۔۔۔ ورنہ جو لڑکی ہمیشہ باہر کی آسائشوں بھری زندگی میں رہنے کی عادی ہو۔۔۔ اسے بھلا یہاں کے جھمیلوں میں پڑنا ہی کیوں ہے۔۔۔"

صائمہ بیگم کو اپنی جیٹھانی کا یہاں ہونا ہرگز برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔

وہ چاہتی تھیں سرداری ان کا بیٹا سنبھالے۔۔۔ جس نے اپنے تایا کے ساتھ ساری سختیاں جھیلی تھیں۔۔۔

کبھی انہیں اکیلے نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

مگر پرنیاں جو ہنگامہ کھڑا کیے ہوئے تھی۔۔۔ اس سے کوئی بھی فیصلہ ہو سکتا تھا۔۔۔ سب جانتے تھے وہ لڑکی کسی بھی صورت یہ سرداری نہیں سنبھال سکتی تھی۔۔

اگر سردار شیر افگن اسے یہ سرداری سونپ بھی دیتا تو کچھ نہ دنوں میں اس سے چھین کر اس قبیلے کے کسی اور خاندان کو دے دینی تھی۔۔۔

اس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔۔ مگر ان کا خاندان ہمیشہ کے لیے سرداری سے ہٹ جانا تھا۔۔

صائمہ بیگم کو زیادہ غصہ اس بات پر آرہا تھا کہ ہمیشہ سرداری کے معاملے میں بہت سنجیدہ رہنے والی اماں بیگم کا دل اپنی پوتی کے لیے اس قدر پسیج گیا تھا کہ وہ اس معاملے میں کچھ بول ہی نہیں رہی تھیں۔۔۔

"پریشان نہ ہوں اماں سائیں۔۔۔ سردار شیر افگن کبھی بھی اس لڑکی کے ہاتھ سرداری نہیں سونپے گا۔۔ آپ کو فضول میں

فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔بہت جلد یہ یہاں سے چلی جائے گی۔۔۔

اس جیسی نازو پلی نازک لڑکی یہاں کی دشمنیاں اور سازشیں ایک دن بھی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔"

اریب نے ماں کو تسلی دی تھی۔۔۔انہیں آج سردار شیر افگن نے بلوایا تھا۔۔۔

کل اگلے سردار کا فیصلہ کیا جانا تھا۔۔۔ آج شیر افگن کا بلاوا انہیں اچھے سے یہ باور کروا گیا تھا کہ سرداری اسے ہی ملنے والی تھی۔۔۔

ریشم خاموشی سے سب کی باتیں سنتی دروازے سے ہٹ گئی تھی۔۔۔وہ پرنیاں کو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات سے آگاہ کرتی تھی۔۔۔

اس وقت بھی اپنے سب گھر والے کے خیالات جان کر اس کے چہرے کے زاویے بدلے گئے تھے۔۔۔

یہاں سب لوگوں نے ہی اسے بہت محبت دی تھی۔۔۔افشاں بیگم سے سب ناراض تھے کہ وہ کیوں اسے لے کر یہاں سے چلی گئی تھیں۔۔ان کی سردار سائیں کے ساتھ بہت زیادتی کی تھی۔۔۔

پرنیاں تو اس وقت نا سمجھ تھی۔۔ اس کا کسی بھی بات میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔ اس لیے سب کے دلوں میں اس کے لیے بہت زیادہ جگہ تھی۔۔۔

سب کو ہی اس سے بہت محبت تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اس گھر کے ہر دلعزیز نصیر الدین ہاشم کی بیٹی تھی۔۔۔

لیکن ابھی جو شور اس نے ڈالا ہوا تھا۔۔ اس کی وجہ سے باقی سب تو نہیں مگر کچھ لوگ تھے جو سخت غصے میں نظر آ رہے تھے۔۔۔

جن میں شامل تھے اریب امیر الدین ہاشم اور ان کی بیگم صائمہ ہاشم۔۔۔

کیونکہ اریب اگلا سردار بننے کا خواہشمند تھا۔۔

اسے یہیں ملازمین اور باقی سب سے ہی پتا چلا تھا کہ اریب اس کے بابا کے بہت کلوز تھا۔۔انہوں نے اسے اپنا بیٹا ہی بنا کر رکھا ہوا تھا۔

مگر پرنیاں کو یہاں کسی بھی انسان پر بھروسہ نہیں تھا۔وہ اس وقت اپنی ماں اور دوست کے علاوہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اسے ہر دوسرا انسان اپنے بابا کا قاتل ہی نظر آرہا تھا۔۔ قاتل کوئی بھی ہو سکتا تھا۔۔۔

مگر اپنے خاندان سے زیادہ اس کا شک اب مخالف قبیلے والوں پر تھا۔۔۔اس کو کسی بھی قیمت پر اپنے بابا کی جگہ حاصل کرنی تھی۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے بارش ہوئی تھی۔۔۔وہ اس وقت گیلے گھاس پر چہل قدمی کر رہی تھی۔۔

رگ وپے میں اداسی سی گھلی ہوئی تھی۔۔۔وہ ہر دم خوش رہنے والی لڑکی یہاں آکر عجیب سی کیفیت کا شکار ہو چکی تھی۔۔۔اس کی زندگی میں ہمیشہ ایک ہی رشتہ رہا تھا۔۔۔

اسے اتنے سارے لوگوں سے ڈیل کرنا۔۔ان کی رائے سننا

نہیں آتا تھا۔۔۔

اوپر سے وہ جو سنگین فیصلہ کر چکی تھی اپنے لیے اس سے وہ خود بھی

اچھی خاصی ڈسٹرب تھی۔۔نجانے یہ کیسا فیصلہ ہونے والا تھا۔۔

وہ ٹھیک بھی کر رہی تھی یا نہیں۔۔۔

وہ انہیں سوچوں میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔جب اس کو دور سے ایک

سبز آنچل والی لڑکی اپنی جانب آتے دکھائی دی تھی۔۔پرنیاں اپنی

جگہ رک گئی تھی۔۔۔

اریب اور گھر کے باقی مرد سردار شیر افگن کے ڈیرے پر گئے ہوئے تھے۔۔۔اور پرنیاں کی بے چینی سوا نیزے پر پہنچی ہوئی تھی۔۔اسے جاننا تھا کہ وہ شخص کیا فیصلے کرنے والا تھا۔۔۔

اسے اسی فیصد امید اسی بات کی تھی کہ فیصلہ اس کے حق میں نہیں ہونے والا تھا۔۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

لبوں پر نرم مسکراہٹ سجائے تمکین نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

پرنیاں نے خاموش نگاہوں کے ساتھ پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اسے کافی دن گزر چکے تھے یہاں پر۔۔

اس نے تمکین کو بہت کم باہر آتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی۔۔۔۔ تمکین امیر الدین ہاشم کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اریب، تمکین اور بلال۔۔۔۔

یہ تین امیر الدین ہاشم اور صائمہ بیگم کی اولادیں تھیں۔۔۔

ان سے چھوٹے بھائی قیصر الدین ہاشم اور ان کی بیوی نرگس بیگم کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔۔۔

معاویہ، احد، رخسار اور ہاجرہ تھیں۔۔۔

اماں بیگم کی ایک ہی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔۔ جن کی شادی دوسرے قبیلے میں ہو رکھی تھی۔۔۔ آمنہ ہاشم کے شوہر وقاص اعظم ان کے ماموں زاد تھے۔۔۔ نصیر الدین ہاشم کے بہت قریبی دوستوں میں شمار ہوتا تھا ان کا۔۔۔

نصیر الدین صاحب کے قتل پر وہ ان کے بھائیوں سے بھی زیادہ غمگین تھے۔۔۔

آمنہ بیگم کا ایک بیٹا یاسر اور بیٹی جویریہ تھی۔۔۔

وقاص صاحب پرنیاں سے ملنا چاہتے تھے۔۔۔وہ اچھے سے جانتے تھے کہ ان کے دوست کو اپنی بیٹی سے کتنی محبت تھی۔۔۔وہ کتنا یاد کرتے تھے اسے۔۔۔

لیکن وقاص اعظم نے نصیر الدین صاحب کی موت کا اتنا صدمہ لیا تھا کہ وہ بیڈ سے اٹھ بھی نہیں پا رہے تھے۔۔۔۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔افشاں بیگم ان سے مل کر آئی تھیں۔۔۔

انہوں نے پرنیاں سے بھی کہا تھا مگر پرنیاں اس وقت جن معاملات میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔اس کے لیے فلحال وہی سب سے زیادہ اہم تھا۔۔۔۔

"ٹھیک نہیں ہوں اس وقت تو بالکل بھی نہیں۔۔۔"

اس نے بے چینی سے کہا تھا۔۔۔ تمکین اس کی جانب دیکھتے ہوئے
سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

پرنیاں کو یہ لڑکی اپنے بھائی سے بہت مختلف لگی تھی۔ نرم خو اور
ہنس مکھ سی۔۔۔

"تایا سائیں ہمیشہ سے یہی کہتے تھے کہ میری پری سب سے مختلف
ہو گی۔۔۔ وہ جیسا آپ کے بارے میں سوچتے تھے۔۔۔ آپ
بالکل ویسی ہی ہیں۔۔۔ اپنے حق کے لیے کسی سے بھی لڑ جانے
والی۔۔۔"

تمکین کی بات پر پرنیاں کتنے ہی لمحے اسے تکے گئی تھی۔۔۔

"بابا میرے بارے میں بات کرتے تھے۔۔۔؟؟"

اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"ہر وقت۔۔۔جب بھی ہم میں سے کوئی ان کے پاس جا کر بیٹھتا تھا۔۔۔وہ آپ ہی کی باتیں کرتے تھے۔۔۔اسی خاطر تو سب گھر والوں کو آپ بہت عزیز ہیں۔۔۔"

تمکین کی آخری بات پر پرنیاں کے گداز لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

"عزیز ہوں۔۔۔؟؟ ہونہہ کسی کو میرے یہاں رہنے پر خوشی نہیں ہے۔۔ سب یہی چاہتے ہیں کہ میں واپس چلی جاؤں۔۔"

پرنیاں کو تمکین کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ استہزایہ انداز میں مسکرادی تھی۔۔۔

اس کی بے چینی اس کے ہر ہر انداز سے ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔

"سب اس لیے چاہتے ہیں کہ آپ یہاں سے چلی جائیں کیونکہ آپ تایا سائیں کی اکلوتی نشانی ہیں۔۔ کوئی آپ کو نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ اس لیے اریب بھائی بھی چاہتے ہیں کہ آپ

سر داری نہ سنبھالیں آپ یہاں کی دشمنیوں کو سنبھال نہیں پائیں گی۔۔۔ بہت ظالم لوگ ہیں یہاں۔۔۔۔

کون کب پیٹھ میں چھڑا کھونپ جاتا ہے پتا بھی نہیں چلتا۔۔۔ آپ ابھی تک یہ بھی نہیں جانتیں کہ یہاں کون اپنا دشمن ہے اور کون خیر خواہ۔۔۔ جو نظر آتا ہے ضروری نہیں سب ویسا ہی ہو۔۔۔

آپ کو یہاں ایسے دشمنیوں میں الجھا دیا جائے گا کہ آپ کو خبر بھی نہیں ہو گی۔۔۔ ہم سب بس آپ کو اس اذیت سے بچانا چاہتے ہیں۔۔۔ کیونکہ اگر تایا سائیں ہوتے تو وہ یہ کبھی نا چاہتے کہ آپ ان کی جگہ سنبھالیں۔۔۔ بہت مشکل مقام ہوتا ہے یہ۔۔۔

بہت مشکل فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔۔۔"

بات کرتے کرتے پرنیاں کو محسوس ہوا تھا جیسے تمکین کا لہجہ بھیگ سا گیا ہو۔۔۔

"تم مجھے ڈرا رہی ہو۔۔۔ اگر تمہیں اس گھر میں سے کسی نے ایسا کرنے کو کہا ہے تو جا کر بتا دو ان کو۔۔ کہ میں پرنیاں نصیر الدین ہاشم ہوں۔۔۔ ایسی باتوں سے ہرگز ڈرنے والی نہیں ہوں۔۔۔ ذہنی اور جسمانی دونوں طرح سے لڑنا بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ مجھے ہرا پانا میری دشمنوں کے لیے ہرگز بھی آسان نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ تمکین کی بات سننے کو بھی تیار نہیں تھی۔

جس پر وہ گہرا سانس بھرتی اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔

"ماشاءاللہ آپ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔"

تمکین نے اس کے حسین مکھڑے کو دیکھتے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔ جس پر پرنیاں کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔ ایسی تعریفیں وہ پہلے بھی بہت سن چکی تھی۔۔

اس کے لیے نئی بات بالکل بھی نہیں تھی۔۔ اسے اپنے حسن میں کوئی خاص انٹرسٹ تھا بھی نہیں۔۔۔

"تم بھی کم نہیں ہو۔۔۔ویسے تمہیں پہلے تو کبھی اتنا بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔۔۔ آج کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟؟ کیا کسی کے کہنے پر ایسا بول رہی ہو۔۔۔"

پرنیاں کی جانچتی نگاہیں تمکین کی جانب اٹھی تھیں۔۔

جس پر تمکین اس لڑکی کی زہین آنکھوں کو ایکسرے مشین کی طرح خود پر مرکوز دیکھ گڑبڑا سی گئی تھی۔۔۔

"تمہارے بھائی نے ہی بولا ہو گا۔۔۔وہ تو ڈرا نہیں سکا مجھے۔۔۔ اس نے سوچا ہو گا تمہاری ان خوف ناک باتوں سے ڈر جاؤں گی میں۔۔۔"

پرنیاں کے طنزیہ لہجے پر تمکین نے اپنی رکی سانسیں بحال کی تھیں۔۔ یہ لڑکی اس کی سوچ سے بھی زیادہ ذہین اور ہوشیار تھی۔۔۔ تمکین نے دوبارہ اس کے سامنے کوئی بھی بات کرنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہاں اریب اور باقی سب کی گاڑیاں آ کر رکی تھیں۔۔۔

اریب کے چہرے پر مسکراہٹ واضح دکھائی دے رہی تھی۔ ان دونوں کو وہاں کھڑا دیکھ وہ چلتا ہوا انہیں کی جانب آیا تھا۔۔۔

"کیسی ہو کزن۔۔۔؟؟ کل پھر آرہی ہو نا۔۔۔ میری حلف برداری تقریب میں۔۔۔"

اس کی جانب مسکراہٹ اچھالتے وہ پرنیاں کا خون کھولا گیا تھا۔۔

پرنیاں نے دل ہی دل میں شیر افگن کو ڈھیر ساری گالیوں سے نواز دیا تھا۔۔ جس نے اس کی سوچ کے مطابق فیصلہ دیا تھا۔۔۔

امیر الدین ہاشم اور باقی سب خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔

بس ایک اریب ہی تھا جسے اس زخمی شیرنی کا غصے بھرا چہرا دیکھنے کی خواہش تھی۔۔۔ اسی خاطر وہ یہ خوش خبری دینے یہاں آیا تھا۔۔۔

پرنیاں کی سرخ پڑتی رنگت دیکھ کر تمکین نے اریب کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

"تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کزن۔۔ میں نے تمہیں کتنی بڑی مشکل سے بچالیا ہے۔۔۔ یہ ایسی دلدل جس میں قدم رکھنے والا شخص دوبارہ چاہ کر بھی باہر نہیں آسکتا۔۔ تایاسائیں سے وعدہ کیا تھا تمہاری حفاظت کرنے کا۔۔۔ اسی خاطر تمہاری یہ ضد پوری نہیں ہونے دی۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ اریب سنجیدہ ہوا تھا۔۔

جو بات پرنیاں کو مزید آگ لگا گئی تھی۔۔۔

"اپنے احسان اپنے پاس رکھو تم۔۔ میں اچھے سے سمجھتی ہوں کتنی

ہمدردی ہے تمہیں مجھ سے۔۔ ابھی سردار بنے نہیں ہو تم۔۔۔

ابھی بھی ایک رات کا وقت باقی ہے۔۔۔۔ کچھ بھی ہو سکتا

ہے۔۔۔ مجھے کمزور سمجھنے کی تم نے اور تمہارے اس سردار نے

بہت بڑی غلطی کی ہے۔۔۔"

پرنیاں اس کے سامنے آن کھڑی ہوتی نفرت بھرے لہجے میں

بولتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

تمکین نے اس کے غصے کو دیکھتے خفگی بھرے انداز میں اریب کی

جانب دیکھا تھا۔۔

"آپ جانتے ہیں وہ کتنی حساس ہیں اس معاملے میں۔۔۔ آپ کو ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔"

اریب جس کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ تمکین کی بات پر اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں پتا تھا ایسے بھڑک جائے گی۔۔۔ غصے میں کس پر چلی گئی ہے۔۔۔ تایا سائیں نے تو کبھی اتنا غصہ نہیں کیا تھا۔۔۔"

اریب تمکین کو جواب دیتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

"اب فیصلہ ہو چکا ہے۔۔۔ کیا کرو گی تم۔۔۔؟؟ پھر سے کچھ الٹا

سیدھا مت کر دینا پرنیاں۔۔۔"

دانیہ اس کو جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر چکر کاٹتے دیکھ

فکرمندی سے بولی تھی۔۔

"جا کر اس سردار کا منہ توڑ کر آؤں گی۔۔۔ کیا سمجھتا ہے وہ خود

کو۔۔۔ کیسے میرا حق کسی کو دے سکتا ہے۔۔۔"

پرنیاں کا غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

دانیہ اسے سمجھانے کی بہت کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر وہ کسی کی سن ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

"تم نے دیکھا تھا اس کو۔۔ کیسا تھا وہ سردار۔۔۔۔؟"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے دانیہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔ میں نے نہیں دیکھا۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔؟؟ اب کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔"

دانیہ نے تشویش بھرے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔

اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پر نیاں نے ریشم کو بلوا کر یہی سوال کیا تھا۔۔۔

"بی بی جی سر دار سائیں بڑے سوہنے ہیں۔۔۔ ان کو دیکھ کر نظریں نہیں ہٹتیں ان سے۔۔۔"

ریشم اس کی بات سنتے دوپٹے کا پلو لبوں میں دبائے شرماتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر جہاں پر نیاں ہو تپ چڑھی تھی۔۔ وہیں دانیہ اپنا قہقہ نہیں روک پائی تھی۔۔۔

"ریشم میں تمہارا رشتہ لے کر نہیں جا رہی وہاں۔۔۔ مجھے اس سے ملنا ہے۔۔ پہچان کرواؤ مجھے اس کی۔۔۔"

ریشم کی بات پر پرنیاں کی آنکھوں کے سامنے اس شخص کی شبیہہ ان ٹھہری تھی۔۔ جس کے روم میں اس دن وہ غلطی سے چلی گئی تھی۔۔۔اس کی دلکشی ابھی تک پرنیاں کی نگاہوں سے نہیں ہٹی تھی۔۔۔

ریشم نے اسے شیر افگن کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا وہ اس کو گھور کر ہی رہ گئی تھی۔۔

"رہنے دو تم۔۔۔"

پرنیاں نے اسے خفگی سے کہتے اس سے گاڑی کی چابیاں منگوائی تھیں۔۔۔

"پری خدا کے لیے کچھ الٹا سیدھا مت کرنا۔۔۔ جس پر بعد میں پچھتانا پڑے تمہیں۔۔۔"

دانیہ کو اس کے انداز سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ اسے ڈرائیونگ آتی تھی مگر یہاں کے پہاڑی رستوں کا تجربہ نہیں تھا اسے۔۔ اس کا اکیلے گاڑی لے کر جانے کا فیصلہ سن کر دانیہ پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

"مام کو کچھ نہیں بتاؤ گی تم۔۔۔ اس سردار سے مل کر اس کا دماغ درست کر کے ابھی تھوڑی دیر میں واپس آجاؤں گی میں۔۔۔ تم بس اپنا منہ بند رکھنا۔۔۔"

دانیہ کو وارن کرتی اس کی ایک بھی سنے بغیر پرنیاں وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔باہر پورچ میں کھڑی گاڑی کی چابیاں اس کے پاس تھیں۔۔ریشم کی مدد سے اس کے چوکیدار کو پہلے ہی گیٹ سے ہٹا دیا تھا۔۔۔

ریشم نے اس کے لیے دروازہ کھولا تھا۔اور اگلے ہی لمحے وہ گاڑی بھگاتے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

جس بات کی خبر اس وقت حویلی میں کسی کو نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اس کا دماغ غصے سے ابل رہا تھا۔۔۔

وہ بہت ریش ڈرائیونگ کر رہی تھی۔۔ ایک دو بار اس سے گاڑی ڈس بیلنس ہوئی تھی۔۔۔

مگر پھر اگلے ہی لمحے اس نے بہت مشکل سے سنبھال لی تھی۔۔

اس نے راستے میں کئی بار رک کر رستہ پوچھا تھا۔۔۔ لوگ وہاں سے عجیب عجیب نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اس نے سیاہ رنگ کی شال سے خود کو چھپا رکھا تھا۔۔۔ چہرے پر ماسک لگائے اس کی صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔

جن کے اندر چھایا غصہ اور نفرت کی چنگاریاں واضح دکھائی دیتی تھیں۔۔۔

کافی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اس کی گاڑی اس عالیشان حویلی کے سامنے جا رہی تھی۔۔۔

جہاں گیٹ کے ساتھ بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا۔۔ جس پر نور حویلی کندہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کی آنکھوں میں نفرت کا احساس آن ٹھہرا تھا۔۔۔ اس حویلی کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

مغرب کے بعد کا وقت تھا۔۔۔ تاریکی پر سو پھیل رہی تھی۔۔۔

اندر سے ڈھول اور شہنائیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔وہاں گیٹ پر بہت سارے گارڈز کھڑے تھے۔۔۔

مہمانوں کو مکمل پہچان کے ساتھ اور چیکنگ کے بعد اندر جانے دیا جارہا تھا۔۔۔

گاڑی سے نکلتے وہ بھی اسی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔وہ اس وقت لائٹ پرپل کلر کے لباس میں ملبوس تھی۔۔۔۔پینٹ ٹراؤزر اور شارٹ شرٹ کے اوپر اس نے بڑی سی سیاہ شال اوڑھ رکھی تھی۔۔۔

گلابی پیروں میں سفید رنگ کے کھسے اور ہاتھ میں موبائل اٹھائے

وہ وہاں آتی خواتین کی نسبت بہت سادہ سے حلیے میں تھی۔۔

چہرے پر سب بھی ماسک سجا تھا۔۔۔

مگر قاتلانہ نگاہوں کی دلکشی چھپائے نہیں چھپ سکتی تھی۔۔۔

جن میں سرخی اور نمی کا احساس بھی واضح تھا۔۔۔

"آپ کون ہیں بی بی۔۔۔؟؟ آپ ایسے اندر نہیں جا

سکتیں۔۔۔؟؟"

وہ جیسے ہی گیٹ کے قریب آئی تھی گارڈ نے اسے روک دیا

تھا۔۔۔

پرنیاں نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"سردار شیر افگن سے ملنا ہے مجھے۔۔ اگر اندر نہیں جانے دے سکتے۔۔ تو اسے کہو یہاں باہر آجائے۔۔۔ ضروری بات کرنی ہے مجھے اس سے۔۔۔۔ کہہ دو سردار نصیر الدین ہاشم کی بیٹی ملنے آئی ہے اس سے۔۔۔

جس کا حق چھین کر بہت سکون سے اپنی خوشیاں منا رہا ہے وہ۔۔۔"

پرنیاں انتہائی زہر خند لہجے میں بولی تھی۔۔۔اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ وہاں آس پاس کھڑے سبھی لوگوں نے رک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

سب کو یہی لگا تھا کہ اس لڑکی کی دماغی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔

نصیر الدین ہاشم کی بیٹی کو ان میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھ رکھا تھا۔۔۔مگر وہ یہاں کیسے ہو سکتی تھی۔۔وہ بھی اس طرح۔۔۔

"بی بی آپ جائیں یہاں سے۔۔۔سردار سائیں ایسے باہر نہیں آسکتے۔۔۔"

گارڈز نے بہت تحمل سے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔ مگر انہیں اندازہ نہیں تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کو کچھ بھی سمجھانا آسان نہیں تھا۔۔۔

"دیکھیں بی بی نور حویلی میں شادی ہے۔۔ آپ ایسے اندر نہیں جا سکتیں۔۔۔"

گارڈ نے اسے تحمل سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جب اسی لمحے اسے اندر سے پیغام ملا تھا کہ اسے بھیج دیا جائے۔۔۔ وہ حیران ہوتا حکم مانتے ہوئے اس لڑکی کو اندر بھیج گیا تھا۔۔

جس کی کسی بھی قسم کی تلاشی نہیں لی گئی تھی۔۔۔

ایک ملازمہ اس کو ساتھ ساتھ گائیڈ کر رہی تھی۔۔۔

"شیر افگن سے ملنا ہے مجھے۔۔۔"

اندر تو الگ ہی نظارے تھے۔۔۔ بہت بڑے پیمانے پر جشن کا انتظام کیا گیا تھا۔۔

بہروز درانی اور نایاب درانی کی شادی تھی۔۔۔ پرنیاں نے ایک نظر سٹیج کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں دلہن اور دلہا کو بیٹھایا گیا تھا۔۔۔

ان دونوں کے چہروں سے ان کی خوشی واضح چھلک رہی تھی۔۔۔

وہاں سبھی چہرے بہت خوش تھے۔۔۔

پرنیاں کے اندر نفرت کا احساس مزید بڑھنے لگا تھا۔۔۔اس کے بابا کو درد دے کر یہ سردار کیسے اپنے گھر والوں کی خوشیوں کا جشن منا رہا تھا۔۔۔

وہ ساکت نگاہوں سے اسی منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ان خوشیوں کو غموں میں بدلنے کا جذبہ دل میں مزید زور پکڑ گیا تھا۔۔۔اپنے بابا کی صورت آنکھوں میں آن ٹھہری تھی۔۔۔

اس کی آنکھ سے آنسو بہہ کر ماسک میں جذب ہوا تھا۔۔

"بی بی جی سردار بیگم آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔وہ وہاں بیٹھی ہیں۔۔۔"

ملازمہ نے بہت عزت سے پکارا تھا اسے۔۔

"مجھے کسی سردار بیگم سے نہیں ملنا۔۔۔ شیر افگن درانی سے ملنا ہے۔۔۔وہ کہاں پر ہے۔۔۔؟"

پرنیاں نے انتہائی غصے سے ملازمہ کو جواب دیا تھا۔۔۔ جس پر ملازمہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔

نصیر الدین ہاشم کے اخلاق کی جتنی تعریفیں سنی تھیں اس نے یہ لڑکی تو اتنی ہی بد لحاظ تھی۔۔۔

"السلام و علیکم کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

اس کے قریب آتی اسما بیگم نے اسے مخاطب کرتے ملازمہ کو وہاں سے جانے کو کہا تھا۔۔

"بیٹا آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں۔۔۔وہاں آجائیں سب خواتین وہیں بیٹھی ہیں۔۔۔"

انہوں نے لبوں پر نرم مسکراہٹ سجائے اسے مخاطب کیا تھا۔۔

ان کا انداز اتنا محبت بھرا اور گداز تھا کہ پرنیاں ان سے کوئی بدلحاظی نہیں کر پائی تھی۔۔اس نے نوٹ کیا تھا اب وہاں موجود سبھی خواتین اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

سردار بیگم کی نگاہیں بھی اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔وہ مٹھیاں بھینچتی اس جانب بڑھ گئی تھی۔۔

"کیسی ہو بیٹا۔۔؟؟"

وہاں سبھی خواتین بہت محبت سے ملی تھیں اسے۔۔۔ سردار بیگم نے اسے اپنے پاس بیٹھا لیا تھا۔۔۔

"آپ کے بابا کا سن کر بہت افسوس ہوا بچے۔۔ مگر زندگی اور موت تو اس غفور ورحیم پروردگار کے ہاتھ میں ہے۔۔ جانے والے کو روکا نہیں جاسکتا۔۔۔"

اس کا ہاتھ تھامتے سردار بیگم نے افسوس کرتے کہا تھا۔۔

ان کے لہجے سے دکھ واضح ہو رہا تھا۔۔۔ پرنیاں ان کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔

پرنیاں کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔۔ وہ تو نفرت میں آئی تھی یہاں۔۔۔ مگر یہ سب لوگ اس سے اتنی محبت سے پیش کیوں آرہے تھے۔۔۔ اس کا لہجہ سرد وسپاٹ سا تھا۔۔۔

وہاں سبھی خواتین مڑ مڑ کر اس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔ مگر اس کے چہرے پر سجے ماسک کی وجہ سے ان کی نگاہیں ناامید لوٹ آتی تھیں۔ اس کی بے پردہ آنکھیں ہی اتنی قاتلانہ اور دلکش تھیں کہ دیکھنے والوں کا دل چاہتا تھا اس کی صورت دیکھنے کو۔۔۔

اس کے گلابی ملائم ہاتھوں پیروں کی دلکشی بھی دیکھنے لائق تھی۔۔۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے جب سب خواتین اسے تھوڑی سنبھل کر بیٹھتیں اور انٹرنس کی جانب متوجہ ہوتی دکھائی دی تھیں۔۔

"میر اسر دار آرہا ہے۔۔۔"

وہ شخص جیسے ہی وہاں داخل ہوا سبھی لوگ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ سٹیج پر بیٹھے بہروز اور نایاب نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔۔۔ پرنیاں کی نظریں اس شخص کی جانب اٹھتیں جیسے واپس پلٹنا بھول گئی تھیں۔۔۔

جو سب سے پہلے وہاں بی بی سائیں کے قریب ہی آیا تھا۔۔۔ جو اپنی جگہ پر پہلے ہی کھڑی تھیں۔۔۔ اس کی پیشانی چومتے انھوں نے اس کے ہاتھ کو اپنی آنکھوں سے لگاتے انہیں ٹھنڈک پہنچائی تھی۔۔

پرنیاں تو اپنی جگہ سے اٹھ بھی نہیں پائی تھی۔۔۔وہ وہاں ساکت بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ وہی شخص تھا جس نے اس دن اس کمرے میں خود کو شیر افگن کا دوست کہا تھا اسے۔۔۔جس کے سامنے اس کے سردار دوست کے بارے میں وہ کیا کیا بول کر آئی تھی۔۔

اس نے انگلیاں مڑورتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جس نے ایک نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

پرنیاں بھی اسے ہی تکے جارہی تھی۔۔ نگاہوں کے تصادم پر وہ گڑبڑا سی گئی تھی۔۔۔اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں آن ٹھہری تھیں۔۔اسے گھبراہٹ ہورہی تھی۔۔۔

وہ اب سمجھی تھی کہ اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے والی وہ خود تھی۔۔۔ اس شخص کے سامنے اسی کی اتنی برائیاں کر آئی تھی۔۔۔وہ کیسے اس کے حق میں فیصلہ دیتا۔۔۔

مگر پرواہ اسے اب بھی نہیں تھی۔۔۔اسے اگر ویسا موقع دوبارہ ملتا تو وہ دوبارہ اس کی اس سے بھی کہیں زیادہ برائیاں کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی۔۔۔

سردار بیگم سے ملنے کے بعد وہ واپس پلٹ گیا تھا۔۔۔اس کا رخ اب سٹیج کی جانب تھا۔۔

"مجھے بات کرنی ہیں ان سے۔۔۔۔"

اس نے سردار بیگم کو مخاطب کیا تھا۔۔۔وہ بہت بارعب شخصیت کی مالک بزرگ خاتون تھیں۔۔ مگر ان کا لہجہ اسے بالکل اپنی اماں بیگم کی طرح شیریں اور محبت بھرا لگا تھا۔۔۔

اس کی بات پر انہوں نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اگر میں کہوں کہ سردار سے آپ کا نہ ملنا آپ کے حق میں بہتر

رہے گا پھر۔۔۔"

اس کی جانب نرم نگاہوں سے دیکھتے انہوں نے اسے سمجھانا چاہا

تھا۔۔

مگر انہیں اس لڑکی کی آنکھوں میں صاف ضد نظر آئی تھی۔۔۔

ویسی ہی ضد جیسی وہ ااس سے پہلے بھی کسی کی آنکھوں میں دیکھ

چکی تھیں۔۔۔

"میرے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔یہ میں بہت اچھے سے

جانتی ہوں۔۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔ اس کے انداز کی گستاخی پر سردار بیگم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ یہ لڑکی انہیں بہت نادان لگی تھی۔۔۔

آگ سے کھیلنا چاہتی تھی۔۔۔ اور حیرت کی بات انہیں یہ لگی تھی کہ اس کے پیارے اسے روک کیوں نہیں رہے تھے۔۔۔

اس کی اماں بیگم نے اسے کیوں نہیں روکا تھا۔۔۔ یا شاید وہ عورت کوئی نیا کھیل کھیلنا چاہتی تھی۔۔۔

سردار بیگم کے چہرے پر سنگین تاثرات آن ٹھہرے تھے۔۔۔۔ اس لڑکی کے لیے ان کی نرمی نفرت میں بدل گئی تھی۔۔۔

پرنیاں نے نگاہیں موڑ کر سٹیج کی جانب دیکھا تھا۔۔ جہاں ان کی کوئی روایتی رسمیں چل رہی تھیں۔۔۔

سب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔۔ سردار شیر افگن نے جیب سے نوٹوں کی موٹی گڈی نکالتے بہروز اور نایاب کے سروں سے وار کر ان کا صدقہ اتارا تھا۔۔۔

پرنیاں کی نگاہیں انہیں پر تھیں۔۔۔ اسے ان لوگوں کی مسکراہٹیں اندر سے جلا کر خاک کر رہی تھیں۔۔

اسے صاف نظر آرہا تھا یہ خواتین اسے اس شخص سے بات کرنے کا موقع نہیں دینے والی تھیں۔۔۔وہ جیسے ہی سٹیج سے اٹھ کر نیچے آیا پرنیاں اپنی جگہ سے آگے بڑھی تھی۔۔۔

"شیر افگن درانی۔۔۔۔"

وہ فاصلے پر تھا۔۔۔پرنیاں اتنی جلدی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔۔اس نے دور سے ہی آواز لگائی تھی۔۔۔

وہ اس شخص کو اپنے نزدیک اس وقت تک سردار کا درجہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔جب تک اس کے بابا کے قاتلوں کو پکڑ کر سزا نہ دلوادیتا یہ شخص۔۔۔

اس کی پکار اتنی اونچی ضرور تھی کہ وہاں ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔ آج تک کبھی کسی نے اسے اس طرح سے سرعام نام لے کر نہیں پکارا تھا۔۔۔ اس کا عہدہ بہت بڑا تھا۔۔۔

سرداروں کا سردار تھا وہ۔۔۔

وہ بھی اپنی جگہ رک گیا تھا۔۔ سردار بیگم کو اس لڑکی کی اس گستاخی پر بہت برا لگا تھا۔۔۔

ان کے چہرے سے ان کی ناگواریت واضح ہو رہی تھی۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔"

وہ پلٹا نہیں تھا۔۔۔ جب پرنیاں نے دوبارہ سے اسے پکارا تھا۔۔۔

سٹیج پر کھڑے بہروز اور نایاب نے بھی حیرت بھرے انداز میں اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

کیا وہ واقعی اتنی بہادر تھی۔۔۔؟؟

اس نے اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑے منصور کو اشارے سے اس لڑکی کو لانے کا کہا تھا اور وہاں سے آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہاں سبھی لوگوں کی نگاہوں کو مرکز اب پرنیاں تھی۔۔۔ جس کا چہرا اور تاثرات اب بھی پوشیدہ تھے۔۔۔

"یہ سردار نصیر الدین ہاشم مرحوم کی بیٹی ہے۔۔۔"

وہاں ہر جانب اسی بارے میں باتیں چل رہی تھیں۔۔ اس لڑکی کے آج کل گاؤں میں بہت چرچے تھے۔۔۔

ہر دوسری زبان پر یہی بات چل رہی تھی کہ پرنیاں نصیر الدین ہاشم آخر کرنا کیا چاہتی تھی۔۔ سب کو یہی لگا تھا کہ باپ کے جنازے کے بعد وہ واپس چلی جائے گی۔۔ مگر وہ تو کچھ اور کی سوچے بیٹھی تھی۔۔

جسے شاید سردار شیر افگن درانی پورا نہیں ہونے دینے والا تھا۔۔۔

پر نیاں ملازمہ کی معیت میں ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ جہاں پہلے ہی وہ شخص رخ موڑے کھڑا تھا۔۔۔

ملازمہ اسے وہاں چھوڑ کر واپس جاچکی تھی۔۔۔ دروازے کے ساتھ ہی اندر کی طرف منصور ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

پر نیاں نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ کیا اس سے بھی اس سردار کو خطرہ تھا جو اس کا آدمی اس طرح وہاں کمرے میں رک گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کی اچھنبے سے سوچا تھا۔۔۔اسے یہ سردار کچھ زیادہ ہی انوکھی شے لگا تھا۔۔۔

جو ہر وقت اپنے ارد گرد لوگوں کو رکھتا تھا۔۔۔۔

یا شاید وہ احتیاط برت رہا تھا۔۔۔۔اس لڑکی کے ساتھ یہ تنہائی گوارہ نہیں تھی اس شخص کو۔۔۔

وجوہات بہت ساری نکلتی تھیں۔۔۔مگر پرنیاں کو اس بارے میں مزید سوچنا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ اس شخص جب نزدیک آتی ہی خود پر اجنبیت کی چادر اوڑھ کر

تھی۔۔

"بولیں کیا بات کرنی ہے آپ کو۔۔۔؟؟"

وہ جو اپنی ہی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی کمرے میں گونجتی گھمبیر

آواز پر اس کے نگاہیں اٹھا کر شیر افگن کی چوڑی پشت کو گھورا

تھا۔۔۔

"میرے بابا کی وارث میں ہوں۔۔۔۔ آپ کیسے میرا حق اریب

ہاشم کو دے سکتے ہیں۔۔۔ اس کا تو یہی مطلب ہوا نا کہ میرے بابا

سے ان کا حق چھین کر ان کو جرگے کی پیشیوں سے باہر بیٹھا کر آپ نے ان سے جو دشمنی نکالی ہے۔۔

وہ آپ اب بھی نکال رہے ہیں۔۔۔"

اس نے انتہائی خفگی بھرے انداز میں یہ بات کہی تھی۔۔۔

منصور نے نگاہیں اٹھا کر اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو کچھ زیادہ ہی گستاخیاں کر رہی تھی۔۔۔ اسے خبر نہیں تھی کہ جس وقت شیر افگن کا ضبط جواب دے جاتا تو اس کی خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔

مگر نہیں وہ سب جانتے ہوئے بھی جان بوجھ کر کر رہی تھی۔۔

منصور نگاہیں جھکا گیا تھا۔۔۔

وہ ماضی کے ہر قصے کا گواہ تھا۔۔۔

"میں یہاں کا سردار ہوں۔۔۔ جو بھی فیصلہ کروں اس پر حق بجانب ہوں۔۔۔ کسی کو جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔ آپ نہ تو نصیر الدین ہاشم کی جانشین بن سکتی ہیں۔۔۔ نہ ان کی چھوڑی گدی پر بیٹھ سکتی ہیں۔۔ دوبارہ یہاں اس طرح آنے، مجھ سے بات کرنے اور اپنے لب و لہجے پر غور ضرور کیجیئے گا۔۔

اب جا سکتی ہیں آپ یہاں سے۔۔۔"

وہ انتہائی سنگینیت سے بولا تھا۔۔۔اس کا رخ اب بھی دوسری جانب ہی تھا۔۔۔

پرنیاں کا مارے غصے کے برا حال ہوا تھا۔۔۔

"میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گی۔۔۔جب تک تم میری حق میں فیصلہ نہیں دے دیتے۔۔۔تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔۔"

وہ غصے کے عالم میں پہلے سے بھی زیادہ تیز آواز میں بولی تھی۔۔۔ مگر اس بار اس کی آواز میں نمی واضح تھی۔۔

منصور نے ایک نظر اپنی سردار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔یقیناً وہ اب شدید غصے میں تھا۔۔۔

"بی بی آپ باہر آجائیں۔۔۔سائیں اب آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔۔۔"

منصور آگے بڑھا تھا۔۔۔

پرنیاں نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اسے اس پل اس سردار سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کا ماسک آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔۔

اس نے منصور کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی سرد تاثرات دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اگر وہ خود نہ گئی تو یہ شخص اسے دھکے مار کر نکال دے گا یہاں سے۔۔۔۔

"تم اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ۔۔۔ تم کتنے کرپٹ انسان ہو۔۔۔ میں سمجھ چکی ہوں اچھے سے۔۔۔ میرے بابا کی موت کے پیچھے بھی تمہارا ہی ہاتھ ہے نا۔۔۔ تم سب نے مل کر مروایا ہے انہیں۔۔۔ تاکہ ان کے جانے کے بعد کوئی روکاوٹ نہ بچے تمہارے راستے میں۔۔۔ میری یہ بات اچھے سے سن اور سمجھ لو۔۔۔

جیسے میرے بابا جو ہٹایا ہے نا۔۔ ویسے ہی مجھے بھی ہٹا دو۔۔۔ تب ہی خاموش ہو گی میں۔۔"

پرنیاں رونے کے ساتھ ساتھ چلاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔۔

سردار شیر افگن اسی لمحے اس کی جانب پلٹا تھا۔۔ جب وہ آنسوؤں میں بھیگی بھوری آنکھیں اس کے سامنے آن ٹھہری تھیں۔۔۔ جنہیں وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔۔۔

پرنیاں اس کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے وہاں سے پلٹ گئی تھی۔۔۔

اس پورے عرصے میں شیر افگن کی سفید رنگ کی بہت ہی خوبصورت بلی پرنیاں کے پیروں میں رہی تھی۔۔۔ کبھی اس کے پیروں کو چھوتی تھی۔۔۔ کبھی اوپر کو اچھلتی اس کی گود میں آنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔

پرنیاں کا دماغ آوٹ آف کنڑول ہو چکا تھا۔۔ وہ تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔ وہاں سبھی خواتین کی نگاہیں اسی پر تھیں۔۔۔۔

مگر وہ بنا کسی کی جانب دیکھے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ گاڑی میں آن بیٹھتے اس کا رخ قبرستان کی جانب تھا۔۔۔ رات ہو چکی تھی۔۔ ہر سو اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔۔

مگر اپنے بابا سے ملنے کی خاطر اسے اس وقت بھی کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ قبرستان کے باہر گاڑی روکتے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

"بابا میں ہارنا نہیں چاہتی۔۔۔ مگر یہ بہت برے اور طاقتور لوگ ہیں۔۔۔ مقابلہ نہیں کر سکتی میں ان کا۔۔۔"

باپ کی قبر پر سر رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

اس کے ہر ہر انداز سے اس کی اذیت واضح ہو رہی تھی۔۔۔ اسے وہاں بیٹھے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔۔۔ جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔

کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

وہ ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔۔ پیچھے کھڑی دانیہ اور معاویہ کو دیکھ وہ سیدھی ہو بیٹھی تھی۔۔۔ اپنے آنسو صاف کرتے وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"ہم سب اتنے پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔"

دانیہ نے اسے تھام کر کھڑا کیا تھا۔۔۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔۔۔ پرنیاں کا جسم بالکل سرد ہو چکا تھا۔۔۔

معاویہ بھی فکر مند نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ کچھ کہہ نہیں بولی تھی۔۔۔۔

خاموشی سے تھکے تھکے قدم باہر کی جانب بڑھا دیئے تھے۔۔۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کے اندر یہاں کی لوگوں کے لیے نفرت بڑھتی جارہی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"وقاص پھپھا آپ جانتے ہیں نا میرے بابا کی دشمن کون ہیں۔۔۔

کس نے مارا ہے انہیں۔۔۔؟ آپ ان کے ساتھ رہتے تھے ہر

وقت آپ کو تو پتا ہو گا نا کہ میرے بابا کو کس نے مارا ہے۔۔۔؟"

پرنیاں اس وقت اپنی آخری امید کے ساتھ وقاص صاحب کے

پاس آئی تھی۔۔۔ سرداری تو وہ شخص اس سے چھین ہی چکا تھا۔۔

مگر وہ اپنے بابا کے قاتل کو چھوڑنے کا ارادہ ہرگز نہیں رکھتی

تھی۔۔۔

"آپ کو اب بھی سمجھ نہیں آیا بیٹا کہ آپ کے بابا کا قاتل کون

ہے۔۔۔؟؟"

ان کے سوالیہ انداز پر پرنیاں نے خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہاں ایک جانے بیٹھی افشاں بیگم جو وہاں صرف پرنیاں کو وقاص صاحب کے بہت کہنے پر ان سے ملوانے لائی تھیں۔۔۔

اس گفتگو پر انہوں نے بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔۔

"شیر افگن۔۔۔؟؟"

پرنیاں کے لبوں سے یہی نام نکلا تھا۔۔۔وقاص صاحب ہولے سے مسکرائے تھے۔۔

افشاں بیگم کی بے یقین نگاہیں ان پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی صاحب۔۔۔ شیر افگن ایسا کبھی نہیں کرے گا۔۔۔"

ماں کے اس پر یقین انداز پر پرنیاں نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"آپ اتنے سال یہاں سے دور رہی ہیں بھابھی۔۔۔ آپ کو نہیں پتا کون کتنے پانی میں ہے۔۔۔ شیر افگن اپنی مخالفت برداشت نہیں کرتا۔۔۔ نصیر نے اپنے کالج بنانے والے فیصلے پر بغاوت کی

تھی۔۔ جس کے نتیجے میں شیر افگن نے اسے مکمل طور پر خاموش کروا دیا۔۔۔

وہ ایسے ہی کرتا ہے۔۔۔ اپنے آگے کسی کو ٹکنے نہیں دیتا۔۔۔

اور آپ تو یہ بھی نہیں جانتی کہ آج سے آٹھ سال پہلے شیر افگن درانی کے باپ شیر زمان درانی کے قتل کا الزام بھی نصیر پر ڈالا گیا تھا۔۔ جس کے بعد شیر افگن درانی نے ان کی جگہ سنبھالی تھی۔۔

وہ اتنا خاموشی اور امن پسند نہیں ہے جتنا نظر آتا ہے۔۔۔۔ وہ ایک ایک کر کے ہم سب کو ختم کروا دے گا۔۔۔۔ یہ دشمنی اندر ہی اندر بہت تیزی سے جڑ پکڑ رہی ہے۔۔ ہر سال دونوں قبیلوں

میں سے ایسے ہی کوئی اہم انسان مار دیا جاتا ہے۔۔۔ جس کے بعد کچھ وقت کے لیے طوفان اٹھتا ہے اور پھر ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔۔۔

شیر افگن درانی سے دشمنی نبھانا بہت مشکل ہے۔۔۔ وہ اپنے دشمن کو اندر ہی اندر دھیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔۔۔ جیسے نصیر کو کھا گیا۔۔۔۔"

وقاص صاحب شاید وہ واحد انسان تھے۔۔۔ جنہوں نے اس کے سامنے کھل کر ہر بات کر دی تھی۔۔۔۔

ورنہ اب تک ہر کوئی اس کے سامنے پردے ہی ڈال رہے

تھے۔۔۔۔

افشاں بیگم کو اب اپنے اس فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ وہ پرنیاں کو

یہاں لائی ہی کیوں تھیں۔۔

"نصیر الدین کی بیٹی اتنی جلدی ہمت نہیں ہار سکتی۔۔ تمہیں اپنی

گدی کی خاطر جنگ کرنی ہو گی۔ تمہارے بابا کے کچھ وفادار ہیں جو

تمہارا ساتھ دیں گے۔۔۔ جب گاؤں والے مل کر احتجاج کریں

گے کہ انہیں اپنے سردار کی جگہ پر تمہیں دیکھنا ہے تو شیر افگن کو

یہ فیصلہ دینا پڑے گا۔۔۔

وہ کبھی اتنے سارے لوگوں کے مخالف نہیں جائے گا۔۔۔ اریب کبھی بھی ویسی بے خوفی سے اس سے نہیں ٹکرا سکتا جیسی بے خوفی سے تم لڑ سکتی ہو بیٹا۔۔۔ کیونکہ باپ تمہارا قتل ہوا ہے۔۔۔

اریب دب جائے گا شیر افگن کے سامنے۔۔۔"

وقاص صاحب کی بات سنتے پرنیاں کی آنکھوں میں نفرت سن ٹھہری تھی۔۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کا یہاں آنا اتنا فایدہ مند ثابت ہو گا۔۔۔ افشاں بیگم اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔۔

انہیں وقاص صاحب سے اس بات کی امید نہیں تھی۔۔۔ مگر وہ خود اپنی دوست کے قتل پر اتنے غصے میں تھے کہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔ ابھی گردنیں اڑا دیں۔۔۔۔

پرنیاں اس کی بات پر عمل کرتے گاؤں والوں کے پاس پہنچ چکی تھی۔۔۔ جو سب اس کا ساتھ دینے کو تیار تھے۔۔۔ ان کے محبوب سردار کی بیٹی ان سے کچھ مانگ رہی تھی۔۔ وہ کیسے انکار کرتے۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

بہت بڑی محفل سجی ہوئی تھی۔۔۔ یہ سارا اہتمام امیر الدین ہاشم

اور اریب ہاشم کی جانب سے ہی کیا گیا تھا۔۔۔

وہ بہت زیادہ خوش نظر آ رہے تھے۔۔۔ حویلی کی سبھی خواتین کے

بیٹھنے کا بھی وہاں ایک جانب انتظام کیا گیا تھا۔۔

پرنیاں کو کل سے بہت تیز بخار تھا۔۔۔ مگر وہ اس کے باوجود وہاں

آئی ہوئی تھی۔۔ باہر گاؤں والوں کی بہت بھیڑ لگی ہوئی تھی۔۔

ان کا یہ ہی مطالبہ تھا کہ پرنیاں ہاشم کو یہ سرداری دی جائے۔۔۔

کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ گاؤں والے ایسے نکل آئیں گے۔۔۔

پرنیاں ان سب کی محبت دیکھ اپنی آنکھوں کی نمی نہیں روک پا رہی تھی۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ لوگ اس کی خاطر اس طرح سے اکٹھے ہو رہے تھے۔۔۔ سردار شیر افگن کی گاڑیاں بھی اسی جم غفیر سے گزر کر آئی تھیں۔۔

اریب کا دماغ خراب ہو رہا تھا اسے اندازہ نہیں تھا پرنیاں اس حد تک چلی جائے گی۔۔

"عوام پاگل ہو رہی ہے۔۔۔وہ چاہتے ہیں نصیر الدین ہاشم کی گدی ان کی بیٹی کو ملے۔۔۔"

احمر نے شیر افگن کو اس کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو کہا تھا۔۔۔ جبکہ شیر افگن کل سے ہی بہت سرد و سپاٹ تاثرات کے ساتھ کسی سے اس حوالے سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"کیا فیصلہ ہے تمہارا۔۔۔؟؟"

احمر اس کی خاموشی پر پھر سے بولا تھا۔۔۔

"وہی جو پہلے دن سے سوچ رکھا تھا۔۔"

اس نے اپنی کرسی کی جانب بڑھتے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔

"تو تم اریب کو گدی سونپ رہے ہو۔۔۔؟؟"

احمر اس کے فیصلے سے ناخوش تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔اصل حقدار کو۔۔۔"

اپنی بات مکمل کرتا وہ اپنی نشست سنبھال چکا تھا۔۔۔جبکہ احمر نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس لڑکی کے صبر اور ضبط کو مکمل آزمانے کے بعد اسے ہمت ہارتے نہ دیکھ شیر افگن فیصلہ کر گیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہاں شیر افگن نے جو فیصلہ کیا تھا۔۔۔ہاشم حویلی کے سبھی لوگ حیران رہ گئے تھے۔۔۔سب سے زیادہ شاک میں تو پرنیاں تھی۔۔۔اسے اس کے بابا کی گدی سونپ دی گئی تھی۔۔۔

اس لمحے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔۔اریب کی صورت دیکھنے لائق تھی اس وقت۔۔۔وہ اتنی تیاری کے ساتھ آیا تھا اور بالکل خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔۔

پرنیاں کو یقین نہیں آیا تھا کہ ایسا ہو چکا ہے۔۔

افشاں بیگم نے نم آنکھوں سے بیٹی کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ ایسا کبھی نہیں چاہتی تھیں۔۔۔ مگر اپنی بیٹی کی خوشی دیکھ انہیں ہار ماننی پڑی تھی۔۔

اپنے نام کی پکار پر پر نیاں اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔ وہ اس وقت سفید رنگ کے لباس میں ملبوس اپنے شانوں پر مہرون رنگ کی شال رکھے ہوئے تھی۔۔ آج اس کے چہرے پر ماسک نہیں لگا ہوا تھا۔۔۔

وہاں آئی نور حویلی کی خواتین اور باقی تمام لوگ کتنے ہی پل اس پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پائے تھے۔۔۔۔

جیسے ہی وہ آگے بڑھتی شیر افگن کے مقابل جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ہر سو ایک دم سے سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

فضا میں ایک سحر سا طاری ہو گیا تھا۔۔۔ پرنیاں کے سامنے ابھی بہت سی باتیں راز رکھی گئی تھیں۔۔۔ مگر شیر افگن ہر راز سے واقف تھا۔۔

وہ دونوں ہی بہت شاندار شخصیت کے مالک تھے۔۔ شیر افگن درانی کی سرد نگاہیں پرنیاں کے خوشی سے جگمگاتے چہرے پر گئی تھیں۔۔۔ اس لڑکی کو خبر بھی نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو کتنی بڑی دلدل میں دھکیل رہی تھی۔۔۔

جس سے نکل پانا اب اس کے لیے بہت مشکل ہونے والا تھا۔۔۔

شیر افگن نے خود اس کے سر پر دستار نہیں رکھی تھی۔۔ اس نے اپنے جرگے کے دوسرے معزز سردار ادریس خان سے رکھوائی تھی۔۔

جو بات وہاں سب نے ہی نوٹ کی تھی۔۔۔ ورنہ دستار سازی ہمیشہ شاہی جرگے کا سردار ہی کرتا تھا۔۔۔

یہ بات کس جانب اشارہ کر رہی تھی۔۔۔

عوام کو فیصلے میں شامل کر کے سردار کے فیصلے سے بغاوت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔

جس بات کا غصہ اس پل شیر افگن درانی کے چہرے سے صاف چھلک رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کے سر پر دستار رکھ دی گئی تھی۔۔۔ جب وہ شیر افگن درانی سے کچھ فاصلے پر آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے خوشی ہوئی کہ سردار شیر افگن درانی نے انصاف سے کام لیتے ہوئے۔۔۔ یہ گدی اس کی اصل حقدار کو سونپی ہے۔۔۔ مگر میں آج یہاں ایک خاص اعلان کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

میں ہاشم قبیلے کی سرداری پر نیاں نصیر الدین ہاشم اس شاہی جرگے

سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کرتی ہوں۔۔۔میں اس جرگے میں اس

وقت تک شامل نہیں ہو نگی جب تک میرے بابا کو انصاف نہیں

مل جاتا۔۔۔

ایک مہینہ ہو چکا ہے ان کے قتل کو۔۔۔وہ کوئی عام مزارہ نہیں تھا

جسے ایسے ہی راہ چلتے روند دیا جاتا۔۔شاہی جرگے کے سرداروں

میں شمار ہوتا تھا میرے بابا کا۔۔۔۔

یہ میرا اور میرے قبیلوں والوں کا احتجاج ہے۔۔۔جسے سردار

سائیں بغاوت سمجھیں یا کچھ بھی۔۔۔۔"

پرنیاں کی دلکشی میں ڈوبی غصے اور دکھ بھری آواز وہاں گونج رہی تھی۔۔۔

اس کے سبھی گھر والے اس کے اس فیصلے پر حیرت و بے یقینی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔اس نے ایسا کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔

افشاں بیگم نے پریشانی بھرے انداز میں اماں بیگم کو دیکھا تھا۔۔۔جو آج خاص طور پر وہاں آئی ہوئی تھیں۔۔۔

مگر افشاں بیگم نے دیکھا تھا وہ پرنیاں کی جانب دیکھتیں مسکرا رہی تھیں۔۔۔جیسے اس فیصلے پر بہت خوش ہوں۔۔۔

افشاں بیگم کا دل ساکت ہوا تھا۔۔۔ان کی بیٹی کن سازشوں میں

الجھ رہی تھی۔۔۔

وہ معصوم تھی صاف دل اور صاف نیت کی مالک۔۔۔

افشاں بیگم کی نگاہیں اب شیر افگن درانی کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

جو بہت غصے میں وہاں کھڑا تھا۔۔۔جیسے جانتا ہو کہ ایسا ہی کوئی

فیصلہ آنے والا تھا۔۔۔

اس شخص کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔۔۔مگر یہ لڑکی ابھی

تک بہت آزادی سے اس کے سامنے ہر بات کہہ رہی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ اسے مہلت دے رہا تھا۔۔۔وہ کسی کی فریاد پر ایسا کر رہا تھا۔۔۔

یہ بات پرنیاں نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی بات مکمل کرتی چہرے پر سرد تاثرات سجائے سٹیج سے اترنے لگی تھی۔۔۔جب اس کا دوپٹہ پیروں میں آجانے کی وجہ سے وہ لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ منہ کی بل نیچے جا گرتی۔۔۔

اسی لمحے دو مضبوط بانہوں نے اسے تھام لیا تھا۔۔۔

پرنیاں جو خوف سے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔اپنے چہرے پر

محسوس ہوتی گرم سانسوں پر اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔

ابھی چند سیکنڈز پہلے اس شخص کے خلاف بغاوت کرنے والی اس

وقت اسکی بانہوں میں اس کے بے پناہ قریب تھی۔۔۔

وہ بھی دونوں خاندانوں اور قبیلوں والوں کے سامنے۔۔۔

پرنیاں کے چہرے کی رنگت ایک دم سے تپ اٹھی تھی۔۔۔

اس نے اپنے گرد سب اس شخص کی گرفت کو ہٹانا چاہا تھا۔۔

"میں انتظار کروں گا۔۔۔"

اس کی بھاری آواز پرنیاں کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔اگلے ہی پل وہ اسے سیدھا کھڑا کرتا اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک پرنیاں کو اپنے گرداب بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

پرنیاں نے یک ٹک ان سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔۔جن میں عجیب سے آگ جل رہی تھی۔۔۔اور کچھ ایسا تھا جو دیکھ وہ گھبرا گئی تھی۔۔۔۔اس نے دشمنی کا آغاز کر دیا تھا۔۔۔

مگر اس شخص کی خاموشی اسے عجیب سے احساسات سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔

وہ کس انتظار کی بات کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں نے بہت مشکل سے اس ساحرانہ شخصیت کے مالک سردار

سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا اور وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔۔

واپسی پر اسے کوئی نہ کوئی کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔

اس سنگین فیصلے پر اس کے گھر والوں میں سے کوئی بھی خوش نہیں

تھا۔۔۔

مگر وہ کسی کی سن ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ اس کی نگاہوں اب بھی

ساحر ٹھہرا ہوا تھا۔۔

جو نگاہوں سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ آج پہلی بار اس کی ان سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

وہ دشمن تھا اس کا۔۔۔ صرف دشمن۔۔۔۔ جس سے کسی بھی طرح کا کوئی ربط نہیں رکھا جا سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ نے یہ ٹھیک فیصلہ نہیں کیا۔۔۔ پچھتانا پڑے گا آپ کو۔۔۔"

وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔جب اسے اپنی پشت پر اریب کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔اس نے پلٹ کر اریب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

"کیوں۔۔۔تم چاہتے تھے تم سردار بنو۔۔۔اور اپنے اس سردار شیر افگن کے قدموں میں بیٹھ جاؤ۔۔۔"

پرنیاں نے پلٹ کر اریب کی جانب دیکھتے اسی کے انداز میں کہا تھا۔۔۔

وہ خوش تھی آج۔۔۔اس نے اپنے بابا کے قاتلوں کے خلاف

پہلا قدم اٹھالیا تھا۔۔

"آپ کو کس نے کہا ہے کہ تایا سائیں کا قتل سردار سائیں نے کیا

ہے۔۔۔؟؟"

اریب کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سر پھری لڑکی کو کیسے

سمجھائے۔۔۔

کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے قبیلے والوں کو بھی مشکل میں ڈال رہی

تھی۔۔۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔میں نے بس اتنا کہا ہے کہ میرے باپ کو بے دردی سے مرتے دیکھنے کے بعد بھی تم سب کے چہروں پر جو سکون ہے۔۔۔وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔بیٹا مانتے تھے نا میرے بابا تمہیں۔۔۔

ان کے لیے تم نے بھی کچھ نہیں کیا۔۔۔"

پرنیاں کی بات پر اریب کے پاس جواب دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔۔یہ سچ تھا کہ انہوں نے مصلحت کے تحت خاموشی اختیار کی تھی۔۔۔مگر وہ بھولے کچھ نہیں تھے۔۔۔نصیر الدین ہاشم کی موت بھولنے والی تھی بھی نہیں۔۔۔۔

"آپ وہی سب کر رہی ہیں نا۔۔۔جو وقاص پھپھا نے آپ سے کرنے کو کہا ہے۔۔۔میں بس اتنا کہوں گا کہ اگر آپ ہم تک اعتبار نہیں کرنا چاہتیں تو کسی اور پر بھی نہ کریں۔۔۔یہاں آپ کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔۔۔

ہر انسان آپ کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرے گا۔۔۔آخر میں ایسے ٹوٹ کر بکھریں گی کہ کوئی سنبھالنے والا نہیں ہو گا۔۔۔"

اریب اسے سنجیدگی سے کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔جبکہ پرنیاں سرد تاثرات کے ساتھ وہاں سے پلٹ آئی تھی۔۔۔

وہ کوریڈور سے گزر رہی تھی۔۔۔جب اسے ٹیرس سے کسی کی آواز آئی تھی۔۔۔

آج سب وقت سے پہلے ہی اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔

ٹیرس سے آتی کھکھلاہٹوں کی آوازیں اسے حیران کر گئی تھیں۔۔۔

"یہ اس وقت کون ہے یہاں۔۔۔؟،"

پرنیاں نے قدم اس جانب بڑھا دیئے تھے۔۔

قدموں کی چاپ ہر جیسے دوسری جانب بھی آگاہی مل گئی تھی۔۔۔پرنیاں ٹیرس پر آئی تو اسے وہاں تمکین کھڑی نظر آئی تھی۔۔۔

"تم یہاں اس وقت کیا کر رہی ہو۔؟؟"

پرنیاں کی ارد گرد دیکھا تھا۔۔وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔

"کچھ نہیں وہ بس کمرے میں گھٹن ہو رہی تھی تو باہر آگئی۔۔"

تمکین کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔۔

"تم اکیلے ہنس رہی تھی۔۔۔؟؟ دماغی توازن ٹھیک ہے

تمہارا۔۔۔؟"

پرنیاں کی متلاشی نگاہیں وہاں چاروں جانب کچھ کھوج رہی

تھیں۔۔۔

مگر اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔

"وہ صبح کی جویریہ کی کہی بات یاد آگئی تھی۔۔۔تو اس وجہ سے ہنسی

آگئی۔۔۔"

تمکین کی حالت ایسی تھی جیسے اس کی جسم سے سارا خون خشک ہو گیا ہو۔۔۔

اسے کبھی اتنا ڈر اپنے باپ بھائیوں سے نہیں لگا تھا۔۔۔ جتنا اس نئی بنی سردارنی سے لگ رہا تھا۔۔۔

"روم میں جاؤرات کافی ہو گئی ہے۔۔۔ اس وقت تمہارا یہاں کھڑے رہنا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔"

ٹیرس پر دور دراز کا علاقہ دکھائی دے رہا تھا۔۔ یہاں حویلی کی عورتیں دن میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں۔۔۔

تمکین اس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔۔

"بہادر خان۔۔۔۔"

پرنیاں نے وہیں کھڑے اپنے بابا کی خاص آدمی جو اب اس کا سایہ بن چکا تھا۔۔۔اس کا نمبر ملایا تھا۔۔۔

"جی سردارنی۔۔۔۔۔"

کچھ ہی دیر بعد وہ ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

"حویلی کی سکیورٹی کا انتظام اور اس حویلی کے ایک ایک فرد کی حفاظت کرنا تمہارے زمہ ہے۔۔۔ کسی کو بھی کچھ نہیں ہونا چاہیے اب۔۔۔"

پرنیاں کے لہجے میں خوف کی پرچھائی تھی۔۔۔ وہ اب اس گھر کے کسی فرد کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔

"بابا کے ساتھ آخری وقت میں تم تھے نا بہادر خان۔۔۔؟"

وہ اس کے حکم پر سر اثبات میں ہلاتا جانے کے لیے پلٹ رہا تھا جب پرنیاں کے سوال نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے۔۔۔

"جی بی بی۔۔۔"

اس نے سر جھکائے ایسے اقرار کیا تھا۔۔۔ جیسے یہ کوئی جرم ہو اس کا۔۔۔

"بابا آخری بار کس سے مل کر آئے تھے۔۔۔۔؟؟"

پرنیاں کو اس حوالے سے ابھی تک کچھ پتا نہیں تھا۔۔۔

بہادر خان جو اس کے سامنے بھی نہیں آرہا تھا۔۔۔ اب اس کو اپنی سردارنی کی حفاظت کرنے کی خاطر سامنے آنا پڑا تھا۔۔۔

یہ سوال اس سے اب تک کسی نے نہیں کیا تھا۔۔۔

"سردار سائیں سردار شیر افگن کے ڈیرے پر گئے تھے۔۔۔اور ان کی آخری ملاقات بھی انہیں سے ہوئی تھی۔۔۔"

بہادر خان کے چہرے کی رنگت زرد تھی۔۔۔جیسے یہ بات کرتے وہ خود پر بہت ضبط کر رہا ہو۔۔۔

اسے بہت محبت تھی اپنے سردار سے۔۔۔جنہیں وہ بچا نہیں پایا تھا۔۔

"کیا بات ہوئی تھی۔۔؟؟"

پرنیاں نے سرخ چہرے کے ساتھ بے چینی سے پوچھا تھا۔۔ آخر ایسی کیا بات ہوئی تھی جو اس کے بابا کی موت کا سبب بن گئی تھی۔۔۔

"میں نہیں جانتا سردارنی سائیں۔۔۔"

وہ سچ بول رہا تھا۔۔

"بابا کو ہاسپٹل بھی تم ہی لے کر گئے تھے۔۔ ان کی آخری سانسیں چل رہی تھیں اس وقت۔۔۔ انہوں نے کسی سے کوئی بات کی تھی۔۔۔ یا کوئی پیغام دیا تھا۔۔۔"

پرنیاں بے چین تھی۔۔اس کے بابا کچھ تو چھوڑ کر گئے ہوں اس کے لیے۔۔۔

مگر اب کی بار بہادر خان کے نفی میں سر ہلانے پر اس کی امید ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔

بہادر کو وہاں سے بھیجتے وہ بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ آج کا دن بہت بڑا اور اتنا ہی مشکل تھا اس کے لیے۔۔۔۔بہت سنگین فیصلہ کیا تھا اس نے۔۔۔

جس کا آنے والے وقت میں کیا انجام ہونے والا تھا۔۔۔وہ سوچ کر اس کے اندر بے چینی پھیل رہی تھی۔۔۔ مگر اسے اپنے بابا کی خاطر ایسا کرنا پڑا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کہاں سے آرہے ہو۔۔۔؟؟"

وہ گاڑی سے نکلتا حویلی میں داخل ہوا ہی تھا جب سرد و سپاٹ لہجے پر اس کے قدم وہیں رک گئے تھے۔۔۔

پہلے ہی سانسیں سوکھ رہی تھیں۔۔۔اوپر سے یہاں دوسرا جلاد نازل ہو گیا تھا اس پر۔۔۔

"ضروری کام سے گیا تھا۔۔۔"

احمر نے پلٹ کر کھڑکی کے پاس کھڑے شیر افگن کو جواب دیا تھا۔۔۔

"ایسے کونسے ضروری کام ہیں جو ہاشم حویلی کے سوا کہیں نہیں ہو سکتے۔۔۔۔"

احمر جسے لگا تھا وہ جھوٹ بول کر نکل جائے گا۔۔۔۔اس کے قہر آلود لہجے پر وہ سب مجرموں کی طرح سر جھکائے اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔چابی انگلی پر گھماتے سیٹی کی دھن پر اندر آتے اسفند کے رنگ بھی اسے سامنے دیکھ کر اڑ چکے تھے۔۔۔۔

"واہ میرے مالک۔۔۔ محبت کسی اور کی اور آگ کی سمندر میں غوطہ زن ہمیں ہونا پڑے گا۔۔۔"

شیر افگن کے سنگین تاثرات پر وہ بھی زیرلب منمناتا احمر کے پیچھے پیچھے اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"ہاشم حویلی کیوں گئے تھے تم لوگ۔۔۔"

وہ اتنی اونچی آواز میں دھاڑا تھا کہ حویلی کے کھلی کھڑکی والوں کمروں سے آوازیں اندر پہنچ چکی تھیں۔۔۔

"یا اللہ خیر کیا ہوا ہے۔۔۔ کس کی شامت آ گئی آج۔۔۔ آج تو بھائی ویسے ہی بہت غصے میں ہیں۔۔۔۔ آج جو ان کے ہاتھ چڑھا ہے۔۔۔بچے گا نہیں وہ۔۔۔"

سبرینہ اور لائبہ نے دروازے کی آڑ سے اندر جھانکا تھا۔۔۔باقی بڑوں میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔

"میں تمہیں بتانے ہی والا تھا اس بارے میں۔۔۔"

احمر جو اس کا بہترین دوست تھا۔۔۔ اس وقت اسے غصے سے بپھرا دیکھ ہکلا گیا تھا۔۔۔

یہ شخص کسی اور پر غصے میں تھا اور بھڑ اس اب اس پر نکلنی تھی۔۔۔ کیونکہ پکڑ میں اس وقت وہی آسکتا تھا۔۔۔

"میں اور تمکین۔۔۔۔ مم میرا مطلب امیر الدین ہاشم کی بیٹی تمکین ہاشم ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ اور شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

احمر نے ڈرتے ڈرتے آج زبان کھول ہی دی تھی۔۔۔ پہلے چھپ چھپا کر وہ اس سے مل لیتا تھا۔۔۔ مگر اب حالات بہت بدل گئے تھے۔۔۔ جو شیر پہلے صرف یہاں دھاڑتا تھا۔۔۔ اب ویسی ہی ایک زخمی شیرنی اس حویلی میں بھی آچکی تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے حالات کچھ زیادہ ہی مشکل میں پڑ گئے تھے۔۔۔

جس میں کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ معاملات خراب ہونے سے پہلے ہی احمر چاہتا تھا کہ یہ بات وہ شیر افگن تک پہنچا دے۔۔۔۔

"یہ پہلی اور آخری بار ہونا چاہیے کہ اس لڑکی کا نام تمہاری زبان سے اس طرح نکلا ہو۔۔۔ دوبارہ ایسا نہیں ہونا چاہیے احمر۔۔۔ بھول جاؤ اب اس محبت وحبت کو۔۔۔ تمہیں اچھا خاصہ سمجھدار سمجھتا تھا میں۔۔۔۔

تم سے ایسی بے وقوفی کی امید ہرگز نہیں تھی۔ اور تم یہ جو ہم راز اور معاون بن رہے ہو۔۔۔ کل سے زمینوں کے تمام انتظامات تم

دیکھو گے۔۔۔زرا سی کوتاہی یالاپرواہی ہوئی تو تمہاری خیر نہیں

ہے۔۔۔"

وہ اسے انتہائی قہر آلود نگاہوں سے ان دونوں کو گھورتا ایک ساتھ

دونوں کو لتاڑتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

احمر نے اس کے پیچھے جانا چاہا تھا۔۔۔ مگر اسفند نے اس کا ہاتھ پکڑ

کر روک لیا تھا۔۔۔

"پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ ابھی بھائی شدید غصے میں ہیں۔۔۔ ابھی جان

بچ گئی ہے اسے ہی بہت مانو۔۔۔"

اسفند اسے روکتا اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کرتا وہیں صوفے پر

ڈھے گیا تھا۔۔۔

لائبہ اور سبرینہ جو وہاں ایک جانب چھپ کر کھڑی تھیں۔۔۔وہ

بھی اندر آ گئی تھیں۔۔۔

"کہاں گئے تھے تم لوگ۔۔۔۔؟؟ آج ہی وہ سردارنی کتنی نفرت

سے دشمنی کا آغاز کر کے گئی ہے۔۔۔اور آپ لوگ آج ہی وہاں

چلے گئے۔۔۔مرنے کا بہت شوق ہے۔۔۔اور اوپر سے بدنامی

الگ۔۔۔۔"

سبرینہ نے ملامتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو اس وقت تھکن زدہ انداز میں صوفے پر گرے ہوئے

تھے۔۔۔۔احمر کا چہرا اترا ہوا تھا۔۔۔پریشانی اور بے چینی واضح ہو

رہی تھی۔۔۔

"مت پُوچھو وہ سردارنی بھائی سے زیادہ خطرناک لگتی ہے۔۔۔۔

بہت مشکل سے بچے ہیں احمر بھائی ان کی نگاہوں سے۔۔۔ تمکین

بھابھی کی تو حالت ہی خراب ہوگئی تھی۔۔۔ سردارنی نے فوراً

سے بہادر خان کو بلوالیا تھا۔۔۔

بس موت کو چھو کر واپس آئے ہیں۔۔۔ ایسا سمجھ لو۔۔۔"

اسفند نے ان کو ساری تفصیل بتائی تھی۔۔۔وہاں حفصہ بھابھی بھی آچکی تھیں۔۔۔

جو احمر کے بڑے بھائی سبطین درانی کی بیوی تھی۔۔۔۔ سبطین درانی اس حویلی کا حصہ تو تھا۔۔۔ مگر اس کا زیادہ گٹھ جوڑ شیر افگن کے مخالفین کے ساتھ تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ سے چاہتا تھا کہ شیر افگن کی جگہ اسے ملے۔۔۔وہ عمر میں شیر افگن سے بڑا تھا۔۔۔ اسے کبھی شیر افگن کی اکڑ اور خود اعتمادی نہیں بھائی تھی۔۔۔

جو کبھی کسی فیصلے میں کسی کی نہیں سنتا تھا۔۔۔گھر کے سبھی لوگ شیر افگن کے حامی تھے۔۔۔۔یہاں تک کے اس کا اپنا باپ اور بھائی بھی۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے ان لوگوں کو چنا تھا۔۔۔جنہیں شیر افگن دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

سبطین اور شیر افگن کی ہمیشہ کسی نہ کسی بات پر جھڑپ چلتی ہی رہتی تھی۔۔۔۔

حفصہ نے بھی باقی سب کی طرح اپنی شوہر کو سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی۔۔۔لیکن وہ اسے بری طرح سے جھڑک کر رکھ دیتا

تھا۔۔۔ جس کے بعد سب نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

گھر کے باقی سبھی لوگوں میں آپس میں بہت اتحاد تھا۔۔۔۔

شیر افگن کے باپ کا آٹھ سال پہلے ایسے ہی قتل کیا گیا تھا۔۔۔

جیسے ایک مہینہ پہلے نصیر الدین ہاشم کا ہوا تھا۔۔۔۔

اس وقت شیر زمان درانی کے قتل کا الزام نصیر الدین پر آیا تھا۔۔۔ اسی وجہ سے سب کو لگتا تھا کہ نصیر الدین ہاشم کے قتل کے پیچھے شیر افگن کا ہاتھ تھا۔۔۔

اس نے اپنے باپ کے قاتل کو اس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔۔

مگر یہ الزامات پیٹھ پیچھے ہی لگائے جا رہے تھے۔۔۔ کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ منہ پر آکر کچھ بول سکے۔۔۔

سردار بیگم کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔

ان کے شوہر دستگیری درانی نے اپنی زندگی میں دو عورتوں کو چنا تھا۔۔ اور اپنے پیچھے دو ایسے خاندانوں کو چھوڑ گئے تھے۔۔ جن کے دل ابھی بھی ایک دوسرے کی نفرت سے بھرے ہوئے تھے۔۔۔

یہ دشمنی انہوں نے اپنی ہی نسل میں شروع کی تھی اور اب ان کی نسل اسی دشمنی کے ہاتھوں ختم بھی ہو رہی تھی۔۔۔

سردار بیگم کے نام سے جانی جانے والی سکینہ درانی سردار دستگیر درانی کی دوسری بیوی تھیں۔۔۔۔

جنہوں نے دستگیر کو پہلا بیٹا دیا تھا۔۔۔ ان کا وارث شیر زمان۔۔۔۔

اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دستگیر درانی کی پہلی بیوی روبینہ ہاشم نے انہیں دوسری شادی کی اجازت دے دی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں

جانتی تھیں کہ ایسا کر کے وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر چکی ہے۔۔۔۔ سکینہ درانی جو دستگیر درانی کی چچازاد تھیں۔۔۔

انہوں نے نور حویلی میں قدم رکھتے ہی روبینہ ہاشم سے ان کا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔۔ ان کا شوہر ان کا سکھ چین۔۔۔

دستگیر درانی جو اپنی پہلی بیوی سے محبت کی دعوے دار تھے۔۔۔ وہ پوری طرح سے بدل گئے تھے۔۔۔

ان کی مکمل توجہ اور محبت سکینہ بیگم کی جانب ہو چکی تھی۔۔۔۔ جو ان کو پہلی اولاد دینے جا رہی تھیں۔۔۔

روبینہ بیگم اپنے شوہر کا یہ جھکاؤ برداشت نہیں کر پا رہی تھیں۔۔۔ جب انہیں دنوں اللہ نے انہیں بھی اولاد کی خوشخبری دے دی تھی۔۔۔ وہ بہت خوش تھیں۔۔۔ انہیں لگا تھا ان کے شوہر کا پیار انہیں واپس مل جائے گا۔۔۔

پورے دس سال بعد اللہ نے ان کی سن لی تھی۔۔۔ لیکن ان کو اتنی بڑی خوشی پر بھی اپنے شوہر کو اس عورت کے ساتھ اتنی ہی محبت سے پیش آتے دیکھ برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔

سکینہ بیگم نے دستگیر درانی کے پہلے بیٹے شیر زمان کو جنم دیا

تھا۔۔۔ جس کی بعد سے شیر زمان کے ساتھ ساتھ سکینہ بیگم بھی

دستگیر درانی کی آنکھوں کا تارا بن گئے تھے۔۔۔

ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔

روبینہ ہاشم کی دی گئی خوش خبری ان کے لیے اتنی اہم نہیں رہی

تھی۔۔۔ اور پھر یہ سلسلہ رکا نہیں تھا۔۔۔ سکینہ بیگم اور ان کی

اولاد کو جو اہمیت اور مقام نور حویلی میں ملنے لگا تھا۔۔۔

اس میں روبینہ ہاشم بہت پیچھے رہ گئی تھیں۔۔۔۔

اگر سکینہ بیگم کے دو بیٹے تھے تو انہوں نے بھی تین بیٹوں کو جنم دیا تھا۔۔۔

مگر وہ چاہ کر بھی اپنے شوہر کی ویسی محبت دوبارہ حاصل نہیں کر پائی تھیں۔۔۔جو سکینہ بیگم کے لیے تھی۔۔۔

سکینہ نے بہت ہی ہوشیاری سے ان سے ان کا شوہر چھین لیا تھا۔۔۔روبینہ بیگم اور ان کی اولاد کے ساتھ وہ عورت بہت زیادتیاں کرتی تھی۔ مگر دستگیر درانی کے سامنے اتنی اچھی بن جاتی تھی اور شکایت کیے جانے پر ہر بار روبینہ ہاشم اپنے شوہر کے سامنے بری بن جاتی تھیں۔۔۔

جس کی وجہ سے ان کی حیثیت دستگیر درانی کی نظر میں مزید کم ہو گئی تھی۔۔۔۔

روبینہ ہاشم کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔۔وہ سمجھ گئی تھیں کہ ان کے شوہر کی زندگی میں آئی وہ دوسری عورت کیا چاہتی تھی ان سے۔۔۔انہوں نے اپنا گھر بچانے کی بہت کوشش کی تھی۔۔۔

پر ان کی برداشت ختم ہوئی تھی۔۔

وہ اپنے چاروں بچوں کو لے کر دستگیر درانی کا گھر چھوڑ کر اپنے باپ کے گھر آگئی تھیں۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھیں کہ سکینہ نے دستگیر درانی کو ان کے خلاف کیا بتایا تھا کہ وہ انتہائی غصے میں ان کے میکے آئے تھے۔۔وہ اپنے بچوں کو وہاں سے لے جانا چاہتے تھے۔۔۔

مگر روبینہ ہاشم نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔۔ان کے دل میں شوہر اور اس کی دوسری بیوی بچوں کے خلاف اتنی نفرت تھی کہ وہ کسی بھی قیمت پر اپنے بچوں کو اس گھر نہیں بھیجنا چاہتی تھیں۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ یہ نفرت اپنے بچوں میں منتقل کر چکی تھیں۔۔۔

جنہوں نے باپ کے منہ پر ان سے نفرت کا اظہار کرتے ان کی ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔

ان کی ایک ہی شرط تھی کہ دستگیر درانی اپنا وارث نصیر الدین کو بنائیں شیر زمان کو نہیں۔۔۔

لیکن نصیر الدین ہاشم یہ بات ماننے کو کسی بھی قیمت پر تیار نہیں تھے۔۔۔ انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ لوگ ان کے ساتھ نہیں آئیں گے تو وہ روبینہ بیگم کو طلاق دے دیں گے اور ان کی اولاد کو اپنی وراثت سے عاق کر دیں گے۔۔۔

روبینہ بیگم اور ان کے بیٹے اس وقت اتنے غصے میں تھے کہ انہوں نے یہ سزا بھی قبول کرلی تھی۔۔۔

دستگیر درانی نے روبینہ کو طلاق نہیں تھی تاکہ وہ ساری زندگی ان کے نام پر گزار دیں۔۔۔ مگر سکینہ بیگم کے ورغلانے پر ان کے چاروں بچوں کو اپنی وراثت اور نام سے عاق کر دیا تھا۔۔

جس کے بعد سے روبینہ بیگم اور ان کے بچے اپنے نانا کا نام استعمال کرتے تھے۔۔۔

وہ اپنے باپ کے قبیلے سے پوری طرح سے لاتعلق ہو گئے تھے۔۔۔

لیکن دلوں میں موجود نفرت انہیں اکثر آمنے سامنے لاتی تھی۔۔۔وہ سوتیلے بھائی ایک دوسرے کے سامنے دشمنوں کی طرح آتے تھے۔۔۔۔

جو بات بعد میں دستگیر درانی کو اندر رہی اندر اذیت دینے لگی تھی۔۔۔چاہے وہ اپنی اولاد سے لاتعلقی اختیار کر چکے تھے۔۔۔ مگر تھی تو وہ ان کی اولاد۔۔۔انہوں نے ایک بار کوشش کی تھی ان سے رابطہ کرنے کی۔۔۔

مگر ان کے اندر اپنی محرومیوں اور باپ کی زیادتیوں کی وجہ سے ایسی نفرت بھر چکی تھی کہ انہوں نے اپنے باپ کا بڑھا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔

یہی صدمہ دستگیر درانی کی موت کا سبب بنا تھا۔۔۔ وہ ایک سال کے لیے دل کے عارضے میں مبتلا رہے تھے اور پھر خالق حقیقی کو جا ملے تھے۔۔۔

سکینہ بیگم نے ہمیشہ اپنے شوہر کے دل پر راج کیا تھا۔۔ اور کہیں نہ کہیں دستگیر درانی سے ہوئی ہر زیادتی کی وجہ بھی وہی تھیں۔۔۔۔ جس کا الزام روبینہ ہاشم ہمیشہ انہیں دیتی آئی تھیں۔۔۔

مگر سکینہ بیگم کو اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔ وہ اپنے بھائیوں کی اکلوتی اور لاڈلی بہن اور اپنے سردار شوہر کی چہیتی بیوی تھیں۔۔

ان کی شوہر نے مرتے وقت وصیت میں انہیں کے بیٹے کو سرداری سونپی تھی۔۔۔ ان کے پاس غم کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں تھی۔۔۔

ان کے بڑے بھائی سلیمان درانی جو دستگیر درانی کے چچازاد بھی تھے۔۔۔ سکینہ بیگم نے انہیں شاہی جرگے کا حصہ بھی بنایا تھا۔۔

مگر پہلے ان کے بیٹے اور اب ان کے پوتے شیر افگن کی ان کے بھائیوں کے ساتھ بالکل بھی نہیں بن رہی تھی۔۔۔

وہ خود اکثر پریشان رہتی تھیں۔۔۔

شیر زمان نے جب سرداری سنبھالی تھی تو روبینہ بیگم جو اب اماں بیگم کے نام سے جانی جاتی تھیں۔۔۔انہوں نے ہر طرح کی مشکلات ان کے بیٹے کے رستے میں کھڑی کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

سکینہ بیگم جنہیں خود کو سردار بیگم کہلوانا اچھا لگتا تھا۔۔۔ انہیں شوہر کی وفات کے بعد دوسرا بڑا جھٹکا اس وقت لگا تھا جب ان کا بیٹا شیر زمان سرعام قتل کیا گیا تھا۔۔۔

جو کون کر سکتا تھا۔۔۔ یہ سمجھنے میں سردار بیگم کو زیادہ مشکل پیش نہیں آئی تھی۔۔۔۔

ان کی سوتن اور اس کی اولاد نے ہی ان کے بیٹے کی سب سے زیادہ مخالفت کی تھی۔۔۔۔ شیر زمان کے قتل کا الزام نصیر الدین پر لگانے والی بھی سردار بیگم تھیں۔۔۔ انہیں شک نہیں پورا یقین تھا کہ یہ خونی کھیل وہیں سے کھیلا گیا تھا۔۔۔

مگر نصیر الدین ہاشم کے خلاف کوئی ایسے ثبوت نہیں ملے تھے۔۔۔ جس کی بنیاد پر انہیں سزا دی جا سکتی۔۔۔

نصیر الدین ہاشم کا ہمیشہ سے یہی کہنا تھا کہ ان کے درمیان چاہے جتنے بھی اختلافات سہی مگر وہ کبھی بھی اپنے بھائی کا قتل نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

شیر زمان کے بعد ان کا لاڈلا پوتا شیر افگن باپ کی جگہ پر بیٹھا تھا۔۔۔

جس کے بعد سے سردار بیگم کے دل کو ہر وقت اسی بات کا دھڑکا لگا رہتا تھا کہ روبینہ ہاشم پھر سے کوئی گھناؤنا کھیل نہ کھیلے۔۔۔۔

مگر روبینہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ جو دکھ سکینہ بیگم کو ملنے پر وہ بے پناہ خوش ہوئی تھیں۔۔ ویسا ہی دکھ انہیں مل جائے گا۔۔۔ ان کے بیٹے کو بھی ویسے ہی سر عام مار دیا گیا تھا۔۔

دستگیر درانی کو شاید اسی خون ریزی کا خوف تھا کہ وہ اپنی اولادوں کا یہ خونی کھیل دیکھنے سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔۔۔

وہ دونوں اپنی نفرت اور حسد میں بہت آگے نکل چکی تھیں۔۔۔
جہاں سے واپس پلٹنے کا شاید اب کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"مت پوچھو وہ سردار نیشیر افگن بھائی سے زیادہ خطرناک لگتی ہے۔۔۔ بہت مشکل سے بچے ہیں احمر ادا ان کی نگاہوں سے۔۔۔ تمکین بھابھی کی تو حالت ہی خراب ہوگئی تھی۔۔۔ سردارنی نے فوراً سے بہادر خان کو بلوا لیا تھا۔۔۔

بس موت کو چھو کر واپس آئے ہیں۔۔۔ ایسا سمجھ لو۔۔۔"

اسفند نے ان کو ساری تفصیل بتائی تھی۔۔۔

جس پر ان سب نے ہی افسردگی سے احمر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

گھر کے بڑوں، سبطین اور شیر افگن کو چھوڑ کر وہ باقی سب احمر کی تمکین کے لیے محبت سے واقف تھے۔۔۔

حالات نے ان سب کو الگ کر دیا تھا۔۔ مگر ان سب کا ایک خون تھا۔۔ وہ سب دستگیر درانی کے پوتے پوتیاں تھے۔۔۔

بڑوں نے اگر اس نفرت کو مزید ہوا دی تھی تو وہ لوگ اس نفرت کو ختم کرنا چاہتے تھے۔۔ جس کے لیے محبت بھرا یہ پہلا قدم احمر نے ہی اٹھایا تھا۔۔۔

شیر زمان اور اسما بیگم کے تین بیٹے تھے۔۔۔

سب سے بڑا شیر افگن درانی، اسفندیار درانی اور سبرینہ درانی۔۔۔

دوسرے نمبر پر شیر امان درانی تھے۔۔۔ جن کی شادی ان کے چچا زاد سندس بیگم سے ہوئی تھی۔۔۔ ان کے بھی دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔ سبطین درانی، احمر درانی اور نایاب درانی۔۔۔

شیر عالم اور راحیلہ بیگم کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔۔۔ میرا درانی، بہروز درانی اور جویریہ درانی۔۔۔

میرا کی شادی سردار بیگم کے بھائیوں کے گھر ہو رکھی تھی۔۔۔ وہ بہت کم حویلی آتی تھی۔۔۔

ان سب میں بہت محبت تھی۔۔۔وہ ایک ساتھ بہت زیادہ خوش تھے۔۔۔ بہروز اور نایاب ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔۔۔ان کی محبت کی راہ میں کوئی روکاوٹ نہیں بنا تھا۔۔

شیر افگن نے خود ان کی شادی کروائی تھی۔۔۔۔وہ شخص محبت کے خلاف نہیں تھا۔۔۔ مگر جو بات احمر چاہ رہا تھا۔۔۔وہ پانا ناممکن تھا۔۔۔

"اب کیا کریں گے آپ۔۔۔؟؟"

سبرینہ نے احمر کی اتری ہوئی شکل دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

"کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں۔۔۔ آج محفل میں جو ہوا ہے۔۔۔ اس کے بعد سے تو بچی کچی امید بھی ختم ہو گئی ہے۔۔۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ پرنیاں نصیر الدین ہاشم بھی اتنی ہی سفاک نکلے گی۔۔۔"

احمر ابھی کچھ دیر پہلے اس لڑکی کا جو غصے بھرا روپ دیکھ کر آ رہا تھا۔۔۔

وہ اتنا تو سمجھ چکا تھا کہ دونوں جانب حالات سنگین تھے۔۔۔۔

"وہ ہمیں اپنے بابا کا قاتل سمجھتی ہیں۔۔۔ انہیں لگتا ہے بھائی نے ان کے بابا کا قتل کروایا ہے۔۔۔ پر وہ یہ کیوں نہیں دیکھتیں کہ

ہمارے بابا کا قتل بھی تو ہوا ہے۔۔۔ ہم بھی تو زخمی ہیں۔۔۔ اس کے باوجود بھائی نے نصیر چچا کو کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔"

سبرینہ کی آنکھوں میں اپنے باپ کے نام پر نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔ اس کے بابا کو گئے آٹھ سال ہو چکے تھے۔۔۔

مگر ان کے جانب کی اذیت اب بھی دلوں میں قائم تھی۔۔۔ وہ بھی تو سردار نصیر الدین ہاشم کے جیسے ہی تھے۔۔۔ صلاح جو طبیعت کے مالک۔۔۔ انہوں نے بھی تو بلاوجہ کسی سے دشمنی قائم نہیں کی تھی۔۔۔

شیر زمان کے ذکر پر وہاں سب کی آنکھیں نم ہو آئی تھیں۔۔۔

"ہم میں سے کوئی بھی یہ بات یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ کون کس

کا قاتل ہے۔۔۔میں نے بہادر خان کو کہتے سنا ہے کہ قتل سے پہلے

آخری بار سردار نصیر الدین شیر افگن سے مل کر گئے تھے۔۔۔

کیا ہوا تھا اس آخری ملاقات میں۔۔۔

شیر افگن کے اتنا قریب ہونے کی باوجود میں یہ بات نہیں

جانتا۔۔۔بہت سے خفیہ راز ہیں جو دلوں میں دفن ہیں۔۔۔

اصل تباہی تو تب مچے گی جب وہ راز باہر آئیں گے۔۔۔"

احمر کہ آنکھیں لال تھیں۔۔۔وہ جانتا تھا وہ بہت غلط جگہ دل لگا

بیٹھا ہے۔۔۔

اب اس کا انجام کیا ہونے والا تھا یہ تو اس کو بھی خبر نہیں تھی۔۔۔۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے بھائی نے یہ قتل کروایا ہے۔۔۔"

جویریہ اس کی جانب دیکھتی بے یقینی سے بولی تھی۔۔ باقی سب نے بھی احمر کی اس بات پر شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ یہ بات وہ لوگ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ ان کے درمیان کوئی نفرت پیدا ہو۔۔۔۔

جو بات اب تک مخالف قبیلے والے کرتے آئے تھے۔۔۔ کہیں نہ کہیں آج احمر بھی اسی کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔۔۔

"نہیں میں نے ایسا بالکل بھی نہیں کہہ رہا۔۔۔بس یہ کہہ رہا ہوں کہ کچھ ایسا ہے جو شیر افگن ہم سب سے چھپا رہا ہے۔۔۔۔شاید صحیح وقت کا انتظار کر رہا ہو۔۔۔اس کا فیصلہ کبھی ہمارے لیے غلط نہیں رہا۔۔۔"

احمر کبھی بھی شیر افگن کے خلاف نہیں جا سکتا تھا۔۔۔

اس کی بات سن کر سب نے ہی رکی ہوئی سانسیں بحال کی تھیں۔۔۔۔

"ویسے اب اس کا کوئی حل سوچنا پڑے گا۔۔۔ تمکین بھابھی کو اس گھر میں دلہن بن کر آنا پڑے گا۔۔۔یہ صرف تب ممکن

ہے۔۔۔جب ہمارا سردار اور ان کی سردارنی مان جائے تو۔۔۔۔
جو کے اس وقت بالکل ناممکن لگ رہا ہے۔۔۔"

حفصہ نے تشویش ناک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"ویسے ایک آئیڈیا ہے میرے پاس۔۔"

نایاب بھی وہاں پر آچکی تھی۔۔۔

"کیسا آئیڈیا۔۔۔۔"

احمر بھی امید بھرے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔نایاب کے
آئیڈیے ہمیشہ اچھے ہی ہوتے تھے۔۔۔اس نے جس طرح سے

اپنی اور بہروز کی شادی کے لیے سب کو منایا تھا۔۔۔سب اس کو ماننے لگے تھے۔۔۔

"بھائی اور اس سردارنی کو کچھ وقت کے لیے کہیں اکٹھا چھوڑ دیا جائے۔۔۔جہاں اور کوئی نہ ہو۔۔۔۔یہ دونوں دشمن مل کر کیا پتا اپنے تھوڑے جھر اختلافات کم کر لیں۔۔۔"

نایاب نے بہت ہی پرجوش انداز میں اپنی بات کہی تھی۔۔۔جبکہ باقی سب نے اسے ایسے دیکھا تھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو۔۔۔۔

"لگتا ہے محبت کی شادی کی خوشی تمہارے سر پر چڑھ گئ

ہے۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔ یہ قبیلوں کے سردار

ہیں کوئی چڑیا کے بچے نہیں جنہیں اٹھا کر ایک پنجرے میں اکٹھا بند

کر دیا جائے۔۔۔"

سب سے پہلے اسے لتاڑنے والا اسفند ہی تھا۔۔۔

باقی سب کے تاثرات بھی کچھ ایسے ہی تھے۔۔۔

"اگر ہم سب چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ اس کے لیے تمکین

بھابھی کو بھی ہمارا ساتھ دینا ہو گا۔۔۔ پرنیاں کو وہاں تک لانے

کے لیے۔۔۔"

نایاب اب بھی باز نہیں آئی تھی۔۔۔ سبرینہ کو بھی تھوڑا بہت اس کا پلان سمجھ آنے لگا تھا۔۔۔

"ہاں ویسے ہم چانس لے سکتے ہیں۔۔۔ کسی ایمرجنسی کا کہہ کر دونوں کو ایک جگہ بلایا جا سکتا ہے۔۔۔۔ مگر ان کے ارد گرد تو ہر وقت گارڈز ہی ہوتے ہیں۔۔۔ واقعی انہیں اکیلے لانا تو مشکل ہو گا۔۔۔"

سب ہی اپنی اپنی جگہ کچھ نہ کچھ سوچنے لگے تھے۔۔۔۔ مگر احمر ڈر بھی رہا تھا کہ اگر یہ پلان ناکام ہو جاتا۔۔۔۔

کوئی گڑبڑ ہو جاتی تو انہیں لینے کے دینے پڑ جانے تھے۔۔۔

مگر محبت کے کھیل میں رسک تو لینے پڑتے تھے۔۔۔ جس کے لیے وہ اب تیار تھا۔۔۔ اس کے سبھی کزنز ہر طرح کے تعاون کے لیے اس کے ساتھ تھے۔۔۔ انہیں سب بس تمکین کو منانا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"پرنیاں۔۔۔"

وہ اپنے کمرے سے تیار ہو کر نکلی تھی۔۔۔ اسے آج اپنا پہلا کام اس کالج کی رکی ہوئی تعمیر کو دوبارہ شروع کروانا تھا۔۔ وہ اپنے بابا کے قاتل کو پکڑنے کے ساتھ ساتھ ان کے ادھورے رہ گئے خوابوں کو بھی پورا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

افشاں بیگم نے قریب آتے محبت پاش نگاہوں سے بیٹی کو دیکھا تھا۔۔۔ جو اس وقت مہرون رنگ کے شیفون کے پرنٹڈ لباس میں ملبوس کندھوں پر سکن کلر کی شال اوڑھے بالکل تیار کھڑی تھی۔۔۔

اس کے سر کو مہرون رنگ کا دوپٹہ ڈھکا ہوا تھا۔۔۔ جس سے نکلی سلکی حسین بالوں کی دو شریر لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔۔ آنکھوں میں کاجل اور لبوں پر ہلکی سے لپسٹک لگائے وہ جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔۔

"اللہ کی امان میں دیا تمہیں میری جان۔۔۔ اپنا بہت خیال رکھنا۔۔۔ تمہاری ماں کے پاس تمہارے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔ ایسی ہی خونی جنگوں میں اپنے بیٹے اور شوہر کو کھو چکی ہوں۔۔۔۔ ان کی بعد تم میرے جینے کا سہارا تھی۔۔ لیکن اگر تمہیں کچھ ہوا تو تمہارے ساتھ تمہاری یہ ماں بھی مر جائے گی۔۔۔"

افشاں بیگم اب اس کو کسی بات سے روکتی نہیں تھیں۔۔۔ مگر وہ ماں تھیں۔۔۔ ان کا دل اپنی بیٹی کے لیے ہر وقت بے چین رہتا تھا۔۔۔

"آپ فکر مت کریں ماما۔۔۔ آپ کی بیٹی آپ کی سوچ سے زیادہ مضبوط اور بے خوف ہے۔۔۔ میرا دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔"

پرنیاں نے انہیں تسلی دی تھی اور آگے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ جبکہ افشاں بیگم اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔ جسے سو فیصد یقین تھا کہ اس کا دشمن شیر افگن درانی تھا اور اسے سب سے زیادہ خطرہ بھی اسی انسان سے تھا۔۔۔۔

وہ افشاں بیگم سے مل کر اماں بیگم کے پاس آئی تھی۔۔۔ جو اسی کی منتظر تھیں۔۔۔

"میں جانتی تھی میری بچی میرے پاس ضرور آئے گی۔۔۔ نصیر بھی ایسے ہی ہر روز مجھ سے دعائیں لینے میرے پاس آتا تھا۔۔۔"

اپنے مرحوم بیٹے کا ذکر کرتے ان کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔ پرنیاں کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ اس نے ان کے آنسو صاف کرتے ان کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا تھا۔۔۔

"آپ کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے اماں بیگم۔۔۔ اپنی قوت سے زیادہ بڑی جنگ لڑنے جارہی ہوں۔۔۔ دعا کیجیے گا جیت صرف میری ہو۔۔۔۔"

اس کی بات پر اماں بیگم نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔

"جیت صرف تمہاری ہوگی مجھے پورا یقین ہے۔۔۔ مگر بس اتنا کہوں گی اپنے دشمن کو ہرانے کے لیے جو بھی حربہ استعمال کرنا چاہو۔۔۔ وہ کرنے سے پیچھے مت ہٹنا۔۔۔ اگلے کے دل و دماغ میں اتر کر اسے تباہ و برباد کر دینا۔۔۔۔

مگر کبھی اپنے دل کو بیچ میں مت آنے دینا۔۔۔ ورنہ ہار جاؤ گی۔۔۔۔ اپنے دل کو مضبوط رکھنا اور اگر ہو سکے تو اگلے کے دل سے کھیل کر اسے کچل دینا۔۔۔ دشمن جتنا تڑپ تڑپ کر مرتا

ہے۔۔۔مارنے والے کے سکون کہ شدت اور جیت اتنی بڑی ہوتی ہے۔۔۔"

اماں بیگم کی نگاہیں اس کے حسین چہرے پر گردش کر رہی تھیں۔۔۔وہ ان کی سوچ سے بھی کہیں زیادہ حسین تھیں۔۔۔وہ دلوں کو تسخیر کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔۔۔وہ ہرا سکتی تھی۔۔۔

اماں بیگم کو اپنی اس پوتی سے بہت ساری امیدیں تھیں۔۔۔جس طرح سے اس نے اپنا حق حاصل کیا تھا۔۔۔ویسے ہی وہ مقابل کا تخت الٹنے کی صلاحیت بھی رکھتی تھی۔۔۔

اس وقت ان کے دشمنوں میں جو انسان تخت پر بیٹھا تھا۔۔۔وہ سردار بیگم کا بہت ہی زیادہ قیمتی اثاثہ تھا۔۔۔جس کو پہنچی زرا سی تکلیف سردار بیگم کے دل پر لگنی تھی۔۔۔

جبکہ پرنیاں ان کی باتیں سنتی اپنی جگہ پر ساکت بیٹھی تھی۔۔۔وہ اسے کیا کہنا اور سمجھانا چاہ رہی تھیں۔۔۔وہ سمجھنا اس کے لیے مشکل نہیں تھا۔۔۔

ان کی بات اور الفاظ بہت واضح اور صاف تھے۔۔

پرنیاں اس وقت کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔ان سے ملتی وہ خاموشی سے اٹھ آئی تھی۔۔۔۔اس کے دماغ میں پہلے ہی بہت ساری جنگیں چھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ جیسے ہی نیچے آئی سامنے ہی اسے تمکین اور رخسار کھڑی نظر آئی تھیں۔۔۔۔

"السلام وعلیکم سردارنی کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

تمکین نے بہت ہی خوشدلی کے ساتھ اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔گھر کے سبھی لوگ آہستہ آہستہ اس کی حیثیت قبول کر کے اس کے ساتھ نارمل ہو رہے تھے۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

پرنیاں نے باہر کی جانب بڑھتے سرسری سا جواب دیا تھا۔۔۔اس کا دماغ اس وقت بہت الجھا ہوا تھا۔۔۔

"وہ ہمیں ایک بات کرنی تھی۔۔۔"

تمکین نے جھجھکتے ہوئے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

"واپس آکر بات کروں گی ابھی میں کالج جا رہی ہوں۔۔۔وہاں کی رکی ہوئی تعمیر دیکھنی ہے۔۔۔"

پرنیاں نے ان دونوں کو نرمی سے کہا تھا اور باہر نکل گئی تھی۔۔۔ جبکہ ان دونوں کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ انہیں بتا گئی تھی کہ وہ اس وقت کہاں جا رہی ہے۔۔۔

"ہیلو احمر۔۔۔ پرنیاں گرلز کالج کی طرف گئی ہیں۔۔۔ وہاں کی تعمیر دوبارہ شروع کروانے۔۔ تم اب دیکھ لو کہ آگے کیا کرنا ہے۔۔۔ مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

تمکین ان دونوں کی ایک دوسرے کے لیے نفرت اور غصہ دیکھ چکی تھی۔۔ اسے ہول اٹھ رہے تھے کہ کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔۔

احمر نے اسے تسلی دیتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا جہاں شیر افگن اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟؟"

شیر افگن اس پر غصے میں تھا۔۔۔اس لیے اس سے ٹھیک سے بات نہیں کر رہا تھا۔۔اس کے پوچھنے پر سرد نگاہوں سے دیکھتا گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔

"ہاشم قبیلے کی سرداری دونوں قبیلوں کی مشترکہ زمین پر بنے کالج کی تعمیر دوبارہ شروع کروانا چاہتی ہے۔۔۔وہ آج وہیں گئی ہے۔۔۔ شاید مزدور بھی آج ہی لگا دے۔۔۔"

احمر نے اسے جلدی جلدی بتایا تھا۔۔۔جس پر شیر افگن کی آنکھوں کی سرخی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس نے احمر کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔اس کی بیٹھتے ہی گاڑیاں وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔

"کیا بنا۔۔۔؟؟بھائی جائیں گے وہاں پر۔۔۔؟؟"

سبرینہ اور جویریہ اس کی نکلتے ہی وہاں آئی تھیں۔۔۔۔ اسفند اور بہروز پہلے ہی وہاں آچکے تھے۔۔۔۔

"یہ تم لوگ ان کی صلح کروانا چاہتے ہو یا مزید جھگڑا۔۔۔"

بہروز نے ان کی عقل پر افسوس کیا تھا۔۔

جن کی اپنی سانسیں اس وقت رکی ہوئی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کھولو اس تالے کو۔۔۔۔"

وہ اس کالج کی بلڈنگ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جو اس وقت صرف اینٹوں کا ڈھانچہ بنا کھڑا تھا۔۔۔اس کے اوپر ابھی چھت ڈالنا بھی باقی تھی۔۔۔وہ بہت بڑھ احاطے پر مشتمل تھا۔۔۔

اس کے بیرونی گیٹ کا باہر سے بڑا سا تالہ لگایا گیا تھا۔۔۔

پرنیاں اس وقت وہاں بہادر خان اور کچھ گارڈز کے ساتھ وہاں پر آئی تھی۔۔۔اسے بڑوں کی جانب سے سخت ہدایت تھی کہ وہ جہاں کہیں بھی جائے گی تو معاویہ، اریب یا بلال اس کے ساتھ رہیں گے۔۔۔

جو نصیحت اس نے سن تو لی تھی۔۔۔ مگر اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا اسی پر تھا۔۔۔

"سردارنی جی یہ تالہ سردار سائیں نے لگوایا ہے۔۔۔ یہ ان کی اجازت کے بغیر نہیں کھل سکتا۔۔۔"

وہاں کھڑے گارڈز نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

"یہ کالج میری علاقے میں بھی آتا ہے۔۔۔ تم لوگ ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔۔ اگر یہ تالہ کھلے گا نہیں تو ٹوٹے گا۔۔۔۔ خبردار جو تم لوگوں میں سے کوئی آگے آیا۔۔۔"

پرنیاں نے پلٹ کر بہادر خان کو اشارہ کیا تھا۔۔۔جو ہر وقت اس کے حکم کے لیے تیار کھڑا ہوتا تھا۔۔۔وہ آگے بڑھا تھا اور ایک بڑا پتھر اُٹھاتے اس نے تالے پر وار کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

وہ گارڈز اسے مسلسل روک رہے تھے۔۔۔مگر پرنیاں کے اشارے پر انہیں مجبوراً خاموش ہونا پڑا تھا۔۔۔تالا چند ضربوں میں ہی ٹوٹ گیا تھا۔۔۔گیٹ کھولتے ہی سب سے پہلے اندر قدم رکھنے والی وہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی تیر گئی تھی۔۔۔اس کے بابا نے اس کالج کا خواب دیکھا تھا۔۔۔جو ان کی زندگی میں اس شخص نے پورا نہیں

ہونے دیا تھا۔۔۔اپنے گالوں پر ٹھہرے آنسوؤں کو صاف کرتے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

سکول کی بلند و بالا دیواریں اور روشن کمرے بنائے گئے تھے۔۔۔

کچھ کمروں پر چھت بنے ہوئے تھے۔۔۔ مگر زیادہ بغیر چھت کے تھے۔۔۔یہ تعمیر درمیان میں ہی روکی گئی تھی۔۔۔

"بہادر خان جاؤ اور اس ٹھیکدار کو یہاں بلواؤ۔۔۔جس نے اس کالج کی تعمیر شروع کی تھی۔۔۔"

پرنیاں کے حکم پر بہادر خان سر اثبات میں ہلاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

پرنیاں ابھی ایک کمرے میں کھڑی تھی۔۔۔۔جو پورا بند تھا۔۔ مگر اس کے روشن دان بہت ہی روشن اور ہوادار تھے۔۔۔یہ شاید سٹاف کے لیے کوئی آفس وغیرہ کا ایریا بنایا گیا تھا۔۔۔ایک جانب ہوادان کی جگہ رکھی گئی تھی۔۔۔

کھڑکی بھی اسی جانب تھی۔۔۔جو اس وقت اس کمرے میں روشنی کا ذریعہ بنی ہوئی تھی۔۔۔

بہادر خان جو اپنے دھیان میں باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے سر پر وار کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ بہادر خان پلٹ وار کرتا۔ جب دوسری جانب سے اس کے منہ پر رومال رکھ کر اسے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔

دو لوگوں نے ایک ساتھ قابو کرتے اسے رسیوں سے باندھ کر اس کی منہ پر پڑی باندھے اسے وہاں ایک خالی کمرے میں باندھ دیا تھا۔۔

اس کی جانب دے فارغ ہونے کے بعد اسفند اور احمر نے ہاتھ صاف کرتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

بہادر خان چالیس کی عمر کا ہونے کے باوجود ایک بہت طاقتور انسان تھا۔۔۔ جسے قابو کرنے کے لیے ان دونوں کو آنا پڑا تھا۔۔۔

مگر دوسری جانب جسے انہیں قابو کرنا تھا وہ کوئی اور نہیں منصور تھا۔۔۔ شیر افگن درانی کا خاص الخاص آدمی۔۔۔ جو اسے کبھی اکیلے نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔

"اگر بعد میں ان لوگوں کو زرا سی بھنک بھی پڑ گئی کہ یہ ہم نے کیا ہے تو ان سردار اور سردارنی نے مل کر ہماری گردنیں اڑا دینی ہے۔۔۔ محبت تیری ہے اور حلال میں نے ہو جانا ہے۔۔۔"

اسفند وہیں ایک جانب چھپا ہوا تھا۔۔ اور مسلسل بڑبڑا بھی رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد انہوں نے شیر افگن کو وہاں آتے دیکھا تھا۔ باقی گارڈز باہر تھے۔۔۔ مگر اندر منصور شیر افگن کے ساتھ آیا تھا۔۔۔

اسفند اور احمر نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہاں اندر سنگلز نہیں آرہے تھے۔۔ اسفند باہر نکلا تھا اور سائیڈ پر ہوتے اس کے منصور کو فون کرتے فوری کسی کام کے لیے باہر بلایا تھا۔۔

منصور شیر افگن کو بتاتا ابھی تھوڑا سا کی باہر آیا تھا۔۔۔ جب ان دونوں نے مل کر منصور کے ساتھ بھی وہی کیا تھا۔۔۔ اور اپنے

چہروں کو ڈھکتے آگے بڑھ کر اس کمرے کی دروازے کو باہر سے لاک کر دیا تھا۔۔۔ جس کے اندر وہ دونوں اس وقت موجود تھے۔۔۔

یہ کارنامہ سرانجام دیتے ان کے چہروں پر مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ خوف بھی نمایاں تھا۔۔۔ نجانے ان کا اٹھایا گیا یہ قدم ٹھیک بھی تھا یا ان کے لیے مزید آزمائش بننے والا تھا۔۔۔وہ جس پچھلے گیٹ سے آئے تھے۔۔۔

وہاں سے واپس نکل گئے تھے۔۔۔

گیٹ کے باہر شیر افگن اور پرنیاں کے گارڈز کھڑے تھے۔۔۔جو اس وقت تک وہاں سے ہلنے نہیں والے تھے۔۔۔جب تک انہیں اپنے مالکوں کا حکم نہ ملتا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پرنیاں اس کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔اور ساتھ میں بہادر خان کے لوٹنے کا انتظار بھی کر رہی تھی۔۔جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔

جو بہادر خان کی نہیں تھی۔۔وہ ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔۔

کمرے میں آن کھڑے اس شخص کو دیکھتے پرنیاں کے چہرے کے

زاویے بگڑے تھے۔۔۔وہ کہیں نہ کہیں جانتی تھی یہ شخص آئے گا۔۔۔

"کس کی اجازت سے یہ گیٹ کھلوایا ہے آپ نے۔۔۔"

وہ انتہائی غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔اس کی دھاڑ خالی کمرے میں گونج گئی تھی۔۔۔

مگر پرنیاں کے چہرے پر اس انسان کو لے کر کوئی خوف نہیں تھا۔۔۔

جو اس وقت نیوی بلو کلر کے لباس میں ملبوس اوپر اسی رنگ کا کوٹ پہنے اپنے شاندار شخصیت کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ مگر پرنیاں کو اس شخص سے نفرت کے سوا کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

وہ اس کے باپ کا قاتل اور اس کا دشمن تھا۔۔۔

"آپ بھول رہے ہیں مسٹر شیر افگن درانی۔۔۔ آپ ہی کے فیصلے پر سردارنی بنی ہوں میں۔۔۔ اس علاقے کی سردارنی پرنیاں نصیر الدین ہاشم۔۔۔ مجھے اپنے علاقے میں کچھ بھی کرنے کے لیے آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

پر نیاں بھی بنا خوف کھائے اس کی مقابل آتے اسی کے انداز میں بولی تھی۔۔۔

مہرون رنگ کے دوپٹے میں لپٹا وہ گلابی چہرا غصے سے بولنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش میں بالکل لال ہو چکا تھا۔۔۔ شیر افگن درانی نے کچھ لمحے اس دھان پان سی نازک لڑکی کا جائزہ لیا تھا۔۔ یہ چھوٹی سی لڑکی اس کا مقابلہ کرنے چلی تھی۔۔

وہ استہزایہ انداز میں ہنسا تھا۔۔۔

وہ چند قدم آگے بڑھا تھا اور اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"ایک بات بتاؤں۔۔۔"

ان کے درمیان بہت کم فاصلہ بچا تھا۔۔۔وہ خوف سے پیچھے نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔ مگر یہ شخص اس کا ضبط آزمارہا تھا۔۔۔جس کی گرم سانسیں اب پرنیاں کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔

"آپ کا سب سے بڑا دشمن اس وقت پتا ہے کون ہے۔۔؟؟"

اس کے بولنے پر اس کی گرم سانسیں پرنیاں کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔۔

پرنیاں کی رنگت بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔۔

"جو آپ کو مجھ سے یہ دشمنی کرنے کے لیے اکسا رہا ہے۔۔۔"

اس شخص کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو پرنیاں کے حواسوں پر سوار ہونے لگی تھی۔۔۔وہ بے اختیار پیچھے ہوئی تھی۔۔۔اس کی یہ حرکت مقابل کی سیاہ آنکھوں نے دیکھی تھی۔۔۔

"میرے باپ کو مار کر تم میرے دشمن بن چکے ہو۔۔۔مجھے کوئی نہیں اکسا رہا۔۔۔مجھے اچھے سے پتا ہے میں نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔"

پرنیاں نے اس سے خوف کھائے بغیر جواب دیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ شیر افگن کچھ بولتا باہر کا دروازہ بند ہوا تھا۔۔۔

دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر دروازے کی سمت دیکھا تھا۔۔۔

پرنیاں کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

"کک۔۔ کس نے کیا ہے یہ۔۔۔؟؟"

کمرے میں روشنی اب کم ہو چکی تھی۔۔۔ ہوادان سے ہی جو روشنی مل رہی تھی۔۔۔

"کس ارادے سے آئے ہو تم یہاں۔۔۔۔؟؟"

پر نیاں کے رگ وپے میں خوف سرایت کر گیا تھا۔۔۔وہ اس شخص کے ساتھ اس کمرے میں بالکل اکیلی تھی۔۔۔

اس کا دل ہول رہا تھا۔۔۔یہ دشمن تھا اس کا۔۔۔جس نے اس کے باپ کو مارا تھا۔۔۔

اس کی بات کا جواب دیئے بغیر شیر افگن نے موبائل پر منصور کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔مگر سروس نہ ہونے کی وجہ سے کال نہیں جا پائی تھی۔۔۔

شیر افگن کے چہرے پر اس وقت قہر آلود تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔ اسے سمجھنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ یہ حرکت کس نے کی تھی۔۔۔

"یہ کیا حرکت ہے۔۔؟؟ دروازہ کھلواؤ۔۔۔ ایسے کیسے خاموش کھڑے ہو سکتے ہو تم۔۔۔ اتنے بڑے سردار ہو تم۔۔۔"

پرنیاں کی بوکھلاہٹ دیکھنے لائق تھی اس وقت۔۔۔

اس کی بات پر شیر افگن نے اپنی آئی برو اٹھا کر انتہائی خفگی بھرے انداز میں اسے دیکھا تھا۔۔۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے سردارنی بن کر

اس پر رعب جھاڑ رہی تھی۔۔۔ مگر ابھی اس کی حالت ایسی تھی۔۔۔ جیسے ابھی سانس نکل جائے گی۔۔۔

"آپ کے لیے کونسا نئی بات ہے۔۔۔ کسی کے کمرے میں اکیلے پائے جانا۔۔۔"

وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتا اس پر گہرا طنز کرتا اسے سلگا گیا تھا۔۔۔

اسے کل سے اس لڑکی پر بے پناہ غصہ تھا۔۔۔ جس نے بھری محفل میں اس کا فیصلہ اسی پر الٹا تھا۔۔۔

اس کی بات پر پر نیاں نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

"وہ ایک غلط فہمی تھی۔۔۔"

وہ شر مندہ تھی۔۔اس کے دلفریب نقوش سے نگاہیں ہٹا تا وہ چھت کو گھورنے لگا تھا۔۔۔ان دونوں کے بیچ دشمنی ہی ٹھیک تھی۔۔۔۔

پر نیاں کی انگلیاں تھک چکی تھیں بہادر خان اور معاویہ کا نمبر ملا ملا کر۔۔۔ مگر نیٹ ورک نہ ہونے کی وجہ سے اس کی کال ہی نہیں جا پا رہی تھی۔۔۔

اس کی حالت اس وقت بہت عجیب تھی۔۔۔ گاہے بگاہے اسے اپنے چہرے پر گرم سانسوں کی تپش محسوس ہوتی تھی۔۔۔ مگر جیسے ہی وہ اس شخص کی جانب دیکھتی تھی۔۔۔ وہ اسے فون پر مصروف نظر آتا تھا۔۔۔

پرنیاں اس کی جانب سے رخ موڑ کر کھڑکی کے قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اسے کچھ دیر بعد دروازے پر ضربیں لگانے کی آواز آئی تھی۔۔۔ وہ دروازہ کھولنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔۔

مگر بہت عرصے سے بند رہنے کی وجہ سے وہ دروازے بالکل جام ہو چکے تھے۔۔۔

اس شخص کی کوششیں دیکھ پرنیاں اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ یہ حرکت اس نے نہیں کی تھی۔۔۔۔

پرنیاں کو تھوڑی بہت تسلی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کی جانب سے اب بھی رخ موڑے کھڑی تھی۔۔۔ کالج کا احاطہ اچھا خاصہ تھا۔۔۔ مین گیٹ بہت شروع میں تھا۔۔۔ اور یہ کمرہ بلڈنگ کے بہت اندرونی حصے میں۔۔۔

اس کے دروازہ پیٹنے پر بھی باہر آواز نہیں جا پا رہی تھی۔۔۔

جس بات کا اندازہ لگا تا وہ اب یہ کوشش ترک کر گیا تھا۔۔اس کا غصہ بتا رہا تھا کہ جس نے بھی یہ حرکت کی تھی۔۔وہ شیر افگن درانی کے ہاتھوں بچنے نہیں والا تھا۔۔

وقت گزر رہا تھا۔۔۔اور ٹھنڈ کا احساس بڑھنے لگا تھا۔۔ان دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔

دونوں جانب خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

شیر افگن درانی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔۔اس کے ہاتھ میں سیگریٹ تھا۔۔

دھویں کی سمیل پر پرنیاں نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اسے بالکل نظر انداز کیے کھڑا تھا۔۔۔ مسلسل اتنی دیر سے کھڑے ہونے کی وجہ سے پرنیاں کی ٹانگیں اب شل ہو چکی تھیں۔۔۔ وہ بہت مشکل سے کھڑی تھی۔۔۔

نجانے باہر کھڑے گارڈز کہاں مر گئے تھے۔۔۔ اتنی دیر لگانے پر انہیں اندر تو آنا چاہیے تھا۔۔۔ پرنیاں یہی سوچ رہی تھی۔۔

اس بات سے انجان کے انہیں یہاں بند کرنے والوں نے باہر کھڑے گارڈز کا بھی انتظام کر دیا تھا۔۔۔ انہیں باہر مشروب بانٹنے کے بہانے ایسا مشروب پلایا گیا تھا۔۔ جس میں بے ہوشی کی دوا تھی۔۔۔

وہ سب باہر بے ہوش پڑے تھے۔۔۔۔ یہ کالج آبادی سے زرا ہٹ کر تھا۔۔ اس جانب لوگوں کا آنا نہ ہونے کی برابر تھا۔۔۔ اور جب سے کالج کا تنازع شروع ہوا تھا اور یہاں قتل ہوئے تھے۔۔۔

لوگوں کا اس طرف آنا بالکل بند ہو چکا تھا۔۔

پرنیاں کو اب شدید ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔ہوا دان سے ٹھنڈی ہوائیں سیدھی اسی جانب آرہی تھیں۔۔۔۔اس کی ویسے بھی ٹھنڈ سے جان جاتی تھی۔۔۔

وہ وہاں سے ہٹ کر دوسرے کونے میں سکڑ سمٹ کر بیٹھتی اپنی شال کو اچھے سے اپنے گرد پھیلا گئی تھی۔۔۔اس کی کن اکھیوں سے مقابل کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو ابھی بھی ایسے ہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔

پرنیاں یہی چاہتی تھی کہ اس کا دھیان اس جانب نہ ہی ہو۔۔ لیکن اسے جس حساب سے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔ پرنیاں کو لگ رہا تھا کہ کچھ کرنے سے پہلے ہی اس نے یہاں ٹھنڈ میں مر جانا ہے۔۔۔ اس کی ساری دشمنی دھری کی دھری رہ جانی تھی۔۔۔

کتنا بے حس انسان تھا یہ۔۔۔۔؟؟

اس سے پوچھ تو سکتا تھا نا کہ اسے کیا ہو رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کو مدد چاہیے بھی تھی۔۔۔ مگر وہ اس سے مدد مانگنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھتی شکوہ کر گئی

تھی۔۔۔جب اسی لمحے اس شخص نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جیسے اس کے دل کی بات سن چکا ہو۔۔۔پرنیاں اس کے دیکھنے پر گڑبڑا گئی تھی۔۔۔۔

اس نے نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔جب اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ شخص اس کے قریب آرہا ہے۔۔۔۔بھاری قدموں کی چاپ اسے اپنے بہت پاس محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

پرنیاں نے اس کی جانب سے چہرا موڑ لیا تھا۔۔۔وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔۔

اپنا کوٹ اتار کر اس کے اوپر ڈالتا وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔اس کا گرم کوٹ اتنا حدت بھرا تھا کہ پرنیاں کو محسوس ہوا تھا جیسے وہ اس انسان کے مضبوط حصار میں قید ہو گئی ہو۔۔

ٹھنڈ کی شدت میں کمی آئی تھی۔۔۔وہ بنا اس سے کوئی بات کیے واپس پلٹ گیا تھا۔۔

پرنیاں نے اس کی چوڑی پشت کو تکا تھا۔۔وہ خود اس وقت بنا کسی گرم شے کے اسی ٹھنڈ میں کھڑا تھا۔۔۔

کیسی دشمنی تھی یہ۔۔۔؟؟

پرنیاں نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا

تھا کہ ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر یہاں سے نکل جائے۔۔۔

"میرے بابا کی آخری ملاقات تم سے ہوئی تھی نا۔۔۔۔"

پرنیاں وہ سوال زبان پر لے ہی آئی تھی جو وہ اتنی دیر سے پوچھنا

چاہتی تھی۔۔۔

اس کی نظریں مقابل کے مغرور چہرے پر تھیں۔۔۔۔اس کے

اعنابی لبوں پر سجی گھنیری مونچھیں اس کی مغروریت میں مزید

اضافہ کر رہی تھیں۔۔۔۔بلاشبہ وہ ایک شاندار مرد تھا۔۔۔

جس کے سحر میں کوئی بھی مبتلا ہو سکتا تھا۔۔۔

اس کی بات کے جواب میں وہ شخص بنا دیکھے سر اثبات میں ہلا گیا تھا۔۔

"کیا کہا تھا انہوں نے تم سے۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم ان کے دشمن ہو۔۔وہ کیوں آئے تھے تمہارے پاس۔۔"

اس کی جانب دیکھتے پرنیاں کو امید تھی وہ اسے بتائے گا۔۔۔

"میں جاننا چاہتی ہوں میرے بابا کے آخری الفاظ کیا تھے۔۔۔ بہادر خان چھپا رہا ہے مجھ سے۔۔۔ مگر مجھے پتا چلا ہے کہ تم ہاسپٹل

میں بھی بابا سے آخری بار ملے تھے۔۔۔میں جاننا چاہتی ہوں

میرے بابا کے آخری الفاظ کیا تھے۔۔

اپنے پورے خاندان کو چھوڑ کر انہوں نے تمہیں کیوں بلوایا اپنے

آخری وقت میں۔۔۔اور یہ بات سب سے پوشیدہ کیوں رکھی گئی

ہے۔۔۔"

پرنیاں کا جسم اس شدید ٹھنڈ میں جم رہا تھا۔۔۔اس علاقے کی ٹھنڈ

کو ویسے بھی سب سے زیادہ خطرناک مانا جاتا تھا۔۔۔

اس شخص سے سوال کرتے پرنیاں کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری

تھی۔۔۔

اس کی تڑپ اور بے چینی کو دیکھتے شیر افگن درانی اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔۔

"تم دشمن ہو میری۔۔۔ مجھ سے ایسی کسی بھی خیر خواہی کی امید مت رکھنا۔۔۔"

وہ سیگریٹ سلگھاتا سنگین لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس شخص کی سرخ جلتی آنکھوں میں کسی بھی طرح کی رعایت نہیں تھی۔۔۔

اس کے جواب پر پرنیاں کی امید ٹوٹ گئی تھی۔۔۔

"تم اچھا نہیں کر رہے۔۔۔"

پرنیاں نے غصے سے کہا تھا۔۔۔

"تم نے اچھا کیا تھا؟؟"

وہ جواباً اس سے بھی زیادہ غصے سے بولا تھا۔۔۔

پرنیاں نے اس کی جانب دیکھا تھا اور اپنی آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیے نگاہوں کو زاویہ بدل گئی تھی۔۔۔

ایک دم سے درد سوا نیزے پر جا پہنچا تھا۔۔۔

"مجھے مت چھیڑو پرنیاں نصیر الدین ہاشم۔۔۔۔ورنہ تمہارے پاس بولنے کے لیے بھی کچھ نہیں بچے گا۔۔۔ کرنا تو دور کی بات ہے۔۔۔"

وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑا تھا۔۔۔۔

"میرا بھائی مرا تھا۔۔۔۔"

پرنیاں کی آواز میں چھپی اذیت اس سے کم نہیں تھی۔۔۔

"کس کی وجہ سے مرا تھا تم اچھے سے جانتی ہو۔۔۔۔؟"

وہ شخص اس وقت اس لڑکی کو بہت مشکل سے اپنے سامنے برداشت کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

"ہاں بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ تم قاتل ہو میرے بھائی کے بھی اور میرے باپ کے بھی۔۔۔۔"

پرنیاں چلائی تھی۔۔۔۔

"تمہارے چیخنے سے جھوٹ سچ ثابت نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"

وہ شخص ضبط کی انتہا پر تھا۔۔۔ جس نے اسے اس لڑکی کے ساتھ قید کرنے کی یہ گھٹیا حرکت کی تھی وہ آج اگر اس کے سامنے آجاتا تو اس نے قتل ہو جانا تھا۔۔۔

"تم اقرار کرو گے شیر افگن درانی۔۔۔۔ اب تمہارے سامنے نصیر الدین ہاشم نہیں ہے۔۔۔ جو رحم کر لے۔۔۔ مصلحت اختیار کرے۔۔۔ تمہارے سامنے پرنیاں ہاشم ہے۔۔۔۔ جواب نور حویلی میں بھی ویسے ہی لاشوں کے ڈھیر لگائے گی۔۔۔ ویسا ہی درد تمہاری سردار بیگم کی آنکھوں میں نظر آئے گا جیسا میری اماں بیگم کو ملا۔۔۔

اب ہر حساب سود سمیت واپس کیا جائے گا۔۔۔"

پرنیاں کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔۔۔

شیر افگن درانی نے سلگتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"سوچ سمجھ کر اپنے الفاظ ادا کرو پرنیاں ہاشم۔۔۔ اگر حساب کی بات کر رہی ہو تو پھر یہ یاد رکھنا ہر حساب بے باک ہو گا۔۔۔ سود سمیت۔۔۔۔"

اس کی سرخی مائل آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔وہ شخص اپنی سیاہ مقناطیسی آنکھیں اس کی براؤن کانچ سی نفرت میں ڈوبی آنکھوں میں گاڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ دونوں اس وقت نفرت کی انتہا پر تھے۔۔۔دونوں کے پاس طاقت تھی اور دلوں میں نفرت۔۔۔۔

اس کی علاوہ کوئی جذبہ آس پاس نہیں تھا۔۔۔دلوں سے باقی کر احساس کو جلا کر راکھ کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

اس کی دھمکی پر پر نیاں کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

اب مزید وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔نہ وہ کچھ بولنے کی ہمت رکھتی تھی۔۔۔اسے لگا تھا اس کا جسم برف کا پتلا بن چکا ہے۔۔وہ اپنے ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا پا رہی تھی۔۔۔

وہ شخص بے حس بننا چاہتا تھا۔۔۔مگر نہیں بن پایا تھا۔۔۔

وہ اپنے دشمن کی بے بسی اور کمزوری سے فایدہ اٹھانے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔

وہ سردار شیر افگن درانی تھا۔۔۔جو دشمن کو بھی اپنے مقابلے پر لا کر لڑتا تھا۔۔

وہ اس کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"اپنے ہاتھوں کو رب کرو۔۔۔ اور خود کو حرارت پہنچانے کی کوشش کرو۔۔۔"

اس نے اپنے لہجے کی سنگینی ہر قابو پاتے کہا تھا۔۔۔

"اپنی یہ جھوٹی ہمدردی اپنے پاس رکھ۔۔۔ مر جاؤں گی مگر تمہاری مدد کبھی نہیں لوں گی۔۔۔۔"

پرنیاں نے اس کا کوٹ اتار کر پھینک دیا تھا۔۔۔

جس پر اس شخص کے چہرے کی سنگینیت میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھا تھا اور اس کی کلائی سے پکڑ کر اسے کھینچ کر اپنے مقابل کھڑا کر گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کے لبوں سے مارے درد کی چیخیں نکل گئی تھیں۔۔۔اس کے پورے وجود سے درد کی ٹیسیں نکلی تھیں۔۔۔

وہ ایک دم سے اس شخص کے مکمل حصار میں قید ہو گئی تھی۔۔۔

"شیر افگن درانی چھوڑو مجھے۔۔۔"

پرنیاں کے لبوں سے بمشکل یہ آواز نکل پائی تھی۔۔۔

"تاکہ ہاشم قبیلے کے ایک اور فرد کے قتل کا الزام مجھ پر آجائے۔۔۔"

یہ لڑکی غصے اور نفرت میں اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچانے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی۔۔۔

اس کی بھاری گھمبیر سرگوشی پر پرنیاں نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔پرنیاں کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں سے ایک آنکھوں نکلا تھا اور گال سے لڑھک کر بے مول ہوا تھا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس سامنے کھڑے شخص کو اس سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔۔۔ہاں بس وہ اسے مرنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔وہ اسے کسی بھی قیمت پر مرنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

ورنہ بہت سارے راز ایسے کی دم توڑ جاتے۔۔۔

دشمنی کا ایسا اختتام وہ دونوں نہیں چاہتے تھے۔۔۔جس کے لیے ان دونوں کو زندہ رہنا تھا۔۔۔

انہیں وہاں قید ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔۔۔

شام ڈھل رہی تھی اور اب رات کی تاریکی پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔

اس کمرے میں بجلی کا انتظام نہیں تھا ابھی۔۔۔۔ پرنیاں اسی کے سہارے اس کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔۔۔

جس کا کوٹ ابھی کچھ دی پہلے اتنی بے دردی سے پھینکا تھا ابھی اسی کی بانہوں میں قید اسی کے مضبوط سینے پر سر رکھے وہ لڑکی اس پل خود پر شدید غصہ تھی۔۔۔

اس ٹھنڈ سے ہمیشہ اس کی جان جاتی تھی۔۔۔۔ اور اسی کی وجہ سے وہ اس انسان کے آگے کمزور پڑ رہی تھی۔۔۔۔

شیر افگن درانی کے ساتھ ساتھ یہ حرکت کرنے والا اس کے ہاتھوں بھی نہیں بچنے والا تھا۔۔۔

اس شخص کا ایک بازو پرنیاں کی گرد حمائل تھا۔۔۔اس کے بہت قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے اس کے وجود کی حرارت پرنیاں کے وجود کو گرمائش بخش رہی تھی۔۔۔

پرنیاں کی رنگت اس وقت مارے شرم کے اتنی سرخ ہو چکی تھی جیسے ابھی خون ٹپک پڑے گا۔۔۔مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ دور ہو سکتی تھی۔۔

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس شخص کے لیے بھی یہ لمحے انتہائی ناگواریت بھرے تھے۔۔۔۔

اس کے حواس اب کافی حد تک بحال ہونے لگے تھے۔۔۔۔

جب اسی لمحے انہیں باہر دروازے پر آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

شاید کوئی ان کی تلاش میں وہاں پہنچ چکا تھا۔۔۔

اس شخص کا مضبوط ہات اس کی کمر کے گرد سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

پرنیاں بھی ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

دونوں کے چہرے اس وقت انتہائی ناقابلِ فہم تاثرات سے سجے ہوئے تھے۔۔۔

دونوں جانب ضبط اور برداشت اپنی آخری حد کو جا پہنچا تھا۔۔۔ یہ چند لمحے اگلی کئی راتوں پر بھاری پڑنے والے تھے۔۔۔ یہ بظاہر دکھائی دینے والی بے حسی اندر سے دلوں کو کاٹ رہی تھی۔۔۔

باہر سے کوئی دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔

بنا اس پر دوسری نگاہ ڈالے شیر افگن درانی دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جواب کھل چکا تھا۔۔۔ دروازہ کھولنے والے شیر افگن کے گارڈز

تھے۔۔۔

"سائیں۔۔۔۔"

وہ سب شیر افگن کے خطرناک تاثرات دیکھ بوکھلا گئے تھے۔۔۔۔

پیچھے سے نکلی پرنیاں کو دیکھ کر توان کی بولتی بالکل بند ہو چکی

تھی۔۔۔

پرنیاں کے گارڈز بھی پیچھے سے بھاگتے آئے تھے۔۔۔

"منصور اور باقی گارڈز کہاں پر ہیں۔۔۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔اس کو اس قدر غصے میں دیکھ وہاں سب کی حالت غیر ہو چکی تھی۔۔۔۔

"سائیں منصور اور بہادر خان بے ہوش پڑے ہیں۔۔۔ان کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔۔۔"

گارڈز اسے بتا رہے تھے۔۔۔جبکہ پرنیاں بنا کچھ کہے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ان دونوں نے اپنے گارڈز کو سختی سے منع کیا تھا کہ اگر اس حوالے سے کوئی بھی بات باہر نکلی تو ان کی خیر نہیں ہو گی۔۔۔

منصور اور بہادر خان کا یہی کہنا تھا کہ ان پر پیچھے سے وار کیا گیا تھا۔۔۔وہ کچھ نہیں جانتے تھے۔۔۔۔

پرنیاں گیٹ سے نکل رہی تھی جب اسی لمحے اسفند اور احمر کی گاڑی وہاں آن رکی تھی۔۔۔

"اسلام و علیکم۔۔۔۔"

احمر نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں وہ ان پر بس ایک تیز نگاہ ڈالتی گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس سمیت وہاں کھڑا ہر شخص دہل اٹھا تھا۔۔۔۔

جب شیر افگن درانی نے باہر آتے بنا کوئی لحاظ کیے زور دار تھپڑ باری باری ان دونوں کے چہروں پر رسید کیا تھا۔۔۔

وہ اس قدر شدید غصے میں تھا کہ اگر اس وقت اس کے ہاتھ میں کوئی گن ہوتی تو وہ بھی ان پر داغ دیتا۔۔

پرنیاں کو بھی ایک لمحے کے لیے اس شخص کا غصہ اور نفرت ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔۔اس تھپڑ کی شدت بتا رہی تھی کہ اس شخص کے لیے پرنیاں نصیر الدین ہاشم کی موجودگی کس قدر ناگواریت بھری تھی۔۔۔

وہ مزید یہ منظر نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔اس کے حکم پر ڈرائیور گاڑی وہاں سے نکال کر لے گیا تھا۔۔

"بھائی۔۔۔۔"

سب گارڈز کے سامنے شیر افگن درانی کے اس جلالی انداز پر وہ دونوں ہی صدمے کا شکار ہوئے تھے۔۔۔ جنہوں نے یہ شرارت کی تو تھی مگر وہ پورا وقت کالج ایریا کے آس پاس ہی رہے تھے۔۔ ابھی بھی یہ دوسرے گارڈز انہوں نے ہی بھیجے تھے۔۔۔ شیر افگن کے سامنے وہ ایسے پکڑے جائیں گے انہیں اندازہ نہیں تھا۔۔

"میرے سامنے اپنی صورت لے کر مت آنا اب۔۔۔'

وہ غصے کی انتہا پر پہنچتا انہیں وارن کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

احمر اور اسفند کے چہرے سرخ ہو چکے تھے۔۔۔انہوں نے بہت بڑی غلطی کی تھی۔۔۔ مگر انہیں شیر افگن کی جانب سے ایسے رد عمل کی امید ہر گز نہیں تھی۔۔ جس نے گارڈز کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔۔

اتنا غصہ۔۔۔اتنی نفرت۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پر نیاں اس وقت باقی سب گھر والوں کے ساتھ ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی ڈنر کر رہی تھی۔۔۔۔وہاں گھر کے سبھی لوگ اب اس کی

حیثیت تسلیم کر چکے تھے۔۔۔امیر الدین ہاشم سے وہ مختلف فیصلوں میں رائے لیتی تھی۔۔۔

جو وہ اسے بہت اچھے سے دیتے تھے۔۔۔اریب بالکل خاموش ہو گیا تھا۔۔۔وہ اس کے سامنے بھی آتا تھا تو زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔۔۔معاویہ اس سے بات کرنے کی بہت کوشش کرتا تھا۔۔۔مگر یہ لڑکی اب سردارنی بن کر مزید خونخوار ہو گئی تھی۔۔

وہ نہ ان کزنز کے بیچ بیٹھتی تھی۔۔۔نہ ان سے کوئی بات کرتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے خول میں ہی قید رہتی تھی۔۔۔اس کا فارغ وقت اپنے بابا کہ سٹڈی میں گزرتا تھا۔۔۔

اماں بیگم اسے نفرت کے داؤ پیچ سکھانے کی کوشش کرتی تھیں۔۔۔جس پر وہ ہنس دیتی تھی۔۔۔اس سے کہیں زیادہ نفرت اس کے اندر بھری تھی۔۔۔بس نکل نہیں رہی تھی۔۔۔

اندر ہی اندر اکٹھی ہو کر اسے اذیت دے رہی تھی۔۔

اس دن کے اس واقع کو وہیں دبا دیا گیا تھا۔۔۔

کسی کو بھی اس بارے میں خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔نہ ہی اس کا دوبارہ اس شخص سے کوئی سامنا ہوا تھا۔۔

وہ شاہی جرگے میں نہیں جاتی تھی۔۔۔

وہ اپنے فیصلے اپنے بل بوتے پر کرتی تھی۔۔۔

"آج سب اس ٹیبل پر ایک ساتھ جمع ہیں تو میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔مگر اس کے لیے پہلے مجھے پرنیاں کی رائے چاہیے ہو گی۔۔۔اس کے فیصلے سے ہی اس بات کو آگے بڑھایا جائے گا۔۔۔"

سب کھانے میں مصروف تھے جب اماں بیگم نے بات کا آغاز کیا

تھا۔۔۔

سب نے ہی ان کی اس سنجیدگی پر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میں چاہتی ہوں اس گھر کی بچیاں اسی گھر میں رہیں۔۔۔ یہ رشتے

پہلے اپنے بیٹوں کے ساتھ طے کر چکی ہوں میں۔۔ مگر پھر بھی اب

اس گھر کا حتمی فیصلہ پرنیاں کے ہاتھ میں ہے تو اس کی رائے بھی

لینا چاہتی ہوں۔۔۔۔"

اماں بیگم کی بات پر وہاں بیٹھ کر کھانا کھاتے معاویہ، تمکین اور باقی

سب کے ہاتھ رک چکے تھے۔۔۔

وہ سمجھ گئے تھے کہ اماں بیگم آج کل کیا چاہ رہی تھیں۔۔۔

"میں نے اریب کا رشتہ رخسار کے ساتھ اور معاویہ کا رشتہ تمکین کے ساتھ طے کیا ہے۔۔۔ ابھی فلحال چھوٹی سی رسم کی جائے گی۔۔۔ اور کچھ عرصے بعد شادی۔۔۔"

نصیر الدین ہاشم کی وجہ سے وہ ابھی اس گھر کی شہنائیاں نہیں بجانا چاہتی تھیں۔۔۔ ان کی بات سن کر وہاں کچھ لوگوں کی زندگیوں میں جیسے سناٹا چھا گیا تھا۔۔

اماں بیگم نے بہت آرام سے ان کے گردنوں پر چھڑی رکھ کر چلا دی تھی۔۔۔۔

تمکین کو لگا تھا اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔۔ اس نے شا کی نگاہوں سے اماں بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

آخری فیصلہ پر نیاں کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اماں بیگم۔۔۔۔ آپ لوگ جو بھی فیصلہ کریں۔۔۔۔"

پر نیاں کو ان سب باتوں میں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔۔۔ اس کا جواب سن کر اماں بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔۔ باقی سب بھی مسکرا دیئے تھے۔۔۔

مگر وہاں کچھ لوگ ایسے تھے۔۔ جن کے حلق سے نوالہ نیچے بھی نہیں اتر پایا تھا۔۔۔

جن چاروں کی زندگیوں کے فیصلے ہوئے تھے۔۔۔ وہ چاروں ایسے ہو گئے تھے۔۔ جیسے ان کے جسم سے خون نچوڑ گیا ہو۔۔۔

کچھ دیر بعد ایک ایک کر کے وہاں سے سارے اٹھ گئے تھے۔۔۔۔ پرنیاں عادت کی مطابق لان میں ٹہل رہی تھی۔۔۔ جب تمکین زرد پڑتے چہرے کے ساتھ اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟ تم ٹھیک ہو۔۔۔"

پرنیاں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کرسی پر بیٹھایا تھا۔۔۔اس کی جانب سے نرمی پاتے ہی تمکین رو دی تھی۔۔۔

"میں معاویہ سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔آپ پلیز میری مدد کریں۔۔۔میں خوش نہیں رہوں گی اس کے ساتھ۔۔۔نہ وہ میرے ساتھ خوش رہ سکتا ہے۔۔۔ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔۔۔پلیز آپ اماں بیگم سے کہہ کر یہ رشتہ ختم کروادیں۔۔۔"

تمکین نے روتے ہوئے اس کے سامنے التجا کی تھی۔۔۔

"اگر معاویہ نہیں پسند تو کسے پسند کرتی ہو۔۔۔؟؟"

پرنیاں کے سنجیدگی سے پوچھے جانے والے سوال پر تمکین کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اسے بتائے یا نہ بتائے۔۔۔

اسے پرنیاں کی اس خاندان سے نفرت کا بھی اندازہ تھا۔۔۔ مگر اسے یہ بھی لگتا تھا کہ یہ لڑکی باہر سے سخت نظر آتی تھی۔۔۔ اندر سے نرم دل ہے۔۔۔ اس کی بات سن لے گی۔۔۔

اپنے اندر حوصلہ پیدا کرتے اس نے بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔

پرنیاں بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"میں۔۔۔میں سردار سائیں کے چچازاد احمر درانی سے محبت کرتی ہوں۔۔اور اسی سے شادی بھی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

انگلیاں مڑورتے تمکین نے اس کے سامنے اپنے دل کا راز رکھ دیا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا اس کی بات سن کر پرنیاں کو غصہ آئے گا۔۔۔وہ پچھ بولے گی۔۔۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

وہ اس کی بات سنتے ہنسنے لگی تھی۔۔۔ عجیب سی مذاق اڑاتی ہنسی تھی۔۔۔پرنیاں کی آنکھوں میں نمکین پانی آن ٹھہرا تھا۔۔۔ تمکین حیرت زدہ سی اسے تکے گئی تھی۔۔۔

اس لمحے اسے پرنیاں کی آنکھوں میں عجیب سا دکھ سرایت کرتا دکھائی دیا تھا۔۔ ایسا درد جس کی کوئی دوا نہیں تھی۔۔۔

"احمر درانی بھی محبت کرتا ہے تم سے اور شادی بھی کرنا چاہتا ہو گا۔۔۔"

پرنیاں نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ تمکین اب بھی ساکت نگاہوں سے اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو بہت زیادہ سرخ تھیں۔۔۔

اس حسین نقوش سے سجے دلفریب مکھڑے پر اس وقت صرف اذیت رقم تھی۔۔۔

اس کے سوال کے جواب میں تمکین نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں تلخی بھری مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

"نور حویلی کے مردوں میں اتنا جگرا نہیں ہے کہ وہ محبت جیسے طاقتور جذبے کو نبھا سکیں۔۔۔ وہ صرف شکاری بن کر شکار کرتے ہیں۔۔۔ اور پھر دل پر وار کر کے اگلے کی اذیت کا تماشا دیکھتے ہیں۔۔۔ انہیں اس محبت وحبت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اماں بیگم نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو قبول کرو۔۔۔

معاویہ اچھا انسان ہے۔۔۔ خوش رہو گی اس کے ساتھ۔۔۔"

پرنیاں کے چہرے کی مسکراہٹ اب سمٹ چکی تھی۔۔۔ اسے سنجیدگی سے کہتی وہ اس کے سامنے سے اٹھ گئی تھی۔۔

جبکہ اس کی جانب سے انکار سن کر تمکین کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"وہ بہت اچھا ہے۔۔۔۔ مجھ سے سچی محبت کرتا ہے۔۔۔ وہ میری خاطر اپنی جان بھی دینے کو تیار ہے۔۔۔ وہ دھوکے باز نہیں ہے۔۔۔"

تمکین نے اس کے سامنے التجا کی تھی۔۔۔

"تو ٹھیک ہے اسے کہو جان دے دے۔۔۔"

پرنیاں نے بہت آرام سے یہ بات کہہ دی تھی۔۔۔۔

تمکین کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔۔وہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ اٹھ گئی تھی۔۔۔جب اسی لمحے اریب وہاں آیا تھا۔۔۔اسے تمکین کو وہیں روک لیا تھا۔۔۔

"اگر آج تایا سائیں زندہ ہوتے تو وہ کبھی تمکین کو یوں رونے نہ دیتے۔۔۔ ان کے لیے اس گھر کے لوگوں اور اپنے قبیلوں والوں کی خوشی اپنی ضد اور انا سے اوپر تھی۔۔۔"

اریب نے تمکین کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

وہ پہلے دن سے جانتا تھا یہ لڑکی کیسی تھی۔ اس کے دل میں کتنا غبار بھرا تھا۔۔ وہ اس دشمنی کی آگ کو کم کرنے کے بجائے اسے مزید ہوا بڑھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

اریب کی بات پر پرنیاں غصے سے پلٹی تھی۔۔۔

"میں بھی سب کی خوشی کی چاہتی ہوں۔۔۔یہ جو ابھی رو رہی ہے۔۔۔بعد میں اس سے زیادہ روئے گی۔۔۔اس درد کی کوئی دوا نہیں ہو گی۔۔۔میں اس کی بھلائی چاہتی ہوں۔۔۔"

پرنیاں کو اریب کی بات اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔۔

"کیوں ایسا کیا کرنے والی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

اریب کے مشکوک انداز پر پرنیاں نگاہیں پھیر گئی تھی۔۔۔

"میں کچھ نہیں کرنے والی۔۔۔بس اتنا کہوں گی کہ اماں بیگم نے جو فیصلہ کیا ہے۔۔۔اسے قبول کرلو تم لوگ۔۔۔اسی میں بہتری ہے سب کی۔۔۔"

پرنیاں نے سختی سے کہا تھا اور وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

اریب مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔

اپنے کمرے میں آتے پرنیاں نے دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔۔

اس کے کمرے میں بیٹھی دانیہ اس کا سرخ پڑتا چہرا دیکھ اس کے قریب آئی تھی۔۔۔

"کیا ہوا پری۔۔۔؟"

پرنیاں دیوار سے ٹیک لگاتی وہیں نیچے بیٹھ گئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔جو اس نے باہر سب سے چھپا لیے تھے۔۔۔

دانیہ کے قریب آنے پر وہ اس کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔بالکل ویسے ہی جیسے باہر تمکین روئی تھی۔۔۔یا اس سے بھی کہیں زیادہ شدت سے۔۔۔

"ان سب کو لگتا ہے۔۔۔میں دشمنی بڑھانا چاہتی ہوں۔۔۔میں بری ہوں سب کی نظر میں۔۔۔وہ انسان برا نہیں ہے۔۔۔جس

نے پہلے میری بھائی کو مارا اور پھر میرے باپ کو بھی ختم کر دیا۔۔۔

کیوں کیا اس نے ایسا۔۔۔"

پرنیاں کی آنکھوں سے آنسو سیلاب کی طرح رواں تھے۔۔۔وہ اپنا درد صرف اپنی دوست کے سامنے رکھتی تھی۔۔۔جو اس وقت اس کی ساتھ رو رہی تھی۔۔

اس نے پرنیاں کے آنسو صاف کرتے اس کے گال پر لب رکھے تھے۔۔۔

"میری دوست بری نہیں ہے۔۔۔وہ بری ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔

جس کا اپنا دل محبت سے بھرا ہو۔۔وہ بھلا خون ریزی اور نفرت کی

آگ کو بڑھاوا کیسے دے سکتا ہے۔۔۔۔"

اس کے آنسوؤں صاف کرتے دانیہ نے اس کے بارے میں بولتے

ساتھ میں کسی اور کا بھی دفاع کیا تھا۔۔۔

جوسن کر پرنیاں نے اس کا ہاتھ بھی اپنے گرد سے جھٹک دیا

تھا۔۔۔

"محبت۔۔۔ہونہہ۔۔۔۔تماشا بن گیا ہے یہ لفظ سب کے

لیے۔۔۔جس کا دل آتا ہے اس کی آڑ میں کچھ بھی کر لیتا ہے۔۔۔

نہیں استعمال ہونے دوں گی میں اس کا سب۔۔۔ دیکھتی ہوں کیسے اس کا وہ کزن مزید تمکین کو بے وقوف بناتا ہے۔۔۔

اور یہ اریب۔۔ اس کی عقل تو گھاس چرنے چلی گئی ہے۔۔"

پرنیاں اس وقت شدید جھنجھلاہٹ اور خفگی کا شکار تھی۔۔۔۔ وہ آنسو بہا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر چکی تھی۔۔۔۔

دانیہ اس کی جانب دیکھتے مسکرا دی تھی۔۔۔۔ یہ لڑکی پاگل ہو چکی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کمرے میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔سب خاموش گم صم بیٹھے تھے۔۔۔۔

سب کی نظریں احمر پر تھیں۔۔۔جو اس وقت بالکل مجنوں بنا ہوا تھا۔۔۔بڑھی ہوئی شیو، سوجی حلقہ زدہ آنکھیں اور بے تاثر چہرا۔۔۔

نایاب ایک جانے مجرموں کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اسی کے مشورے سے انہوں نے ان دونوں کو ایک کمرے میں بند کیا تھا۔۔۔جس سے معاملے سنورنے کی بجائے مزید بگڑ گیا تھا۔۔۔

حالات مزید کشیدہ ہو گئے تھے۔۔۔شیر افگن ان پر اتنا غصہ تھا

کہ اس دن کے بعد سے ان کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی۔۔۔

دوسری جانب تمکین کی بات طے ہو چکی تھی۔۔۔کچھ دنوں تک

اس کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہنا دی جانی تھی۔۔۔

احمر کیا چاہتا تھا اس بات کی خبر گھر میں سب کو ہو چکی تھی۔۔۔

جس کی سب سے زیادہ مخالفت سردار بیگم کر رہی تھیں۔۔۔ان کو

کہنا تھا کہ وہ کسی بھی قیمت پر اس گھر میں ہاشم خاندان کی لڑکی کو

نہیں آنے دیں گی۔۔۔۔

پہلے صرف شیر افگن خلاف تھا۔۔۔اب اور بھی بہت ساری مخالفتیں سر اٹھانے لگی تھیں۔۔۔

احمر کو اب اپنا ہی قصور لگ رہا تھا۔۔۔ کہ اتنی دشمنیوں کے بیچ اس نے دل لگانے کی غلطی کی ہی کیوں تھی۔۔۔ مگر وہ کس کو گلا دیتا۔۔۔ اپنے دل کو۔۔۔ جو اس کے اختیار میں ہی نہیں تھا۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔۔؟ کس بات کا سوگ منایا جا رہا ہے۔۔"

سبطین نے ان سب کو خاموش اور افسردہ بیٹھے دیکھ پوچھا تھا۔۔۔

وہ سب جانتے ہوئے بھی جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا۔۔۔

سبطین ہمیشہ سے یہی چاہتا تھا کہ اس کا بھائی اس کی سائیڈ پر رہے۔۔۔ مگر احمر نے ہر معاملے میں شیر افگن کا ساتھ ہی دیا تھا۔۔۔

اب سبطین کو جب سے پتا چلا تھا کہ احمر کو سب کے سامنے شیر افگن نے تھپڑ مارا ہے۔۔۔ تب سے سبطین مسلسل احمر کے کان بھرتا اسے شیر افگن کے خلاف کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"شیر افگن کو اب کسی کی پرواہ نہیں ہے۔۔۔ طاقت کا نشہ سر چڑھ کر بول رہا ہے اس کے۔۔۔ جو انسان ایک لڑکی کو اقتدار

سونپ سکتا ہے وہ اور کیا کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔سنا ہے بڑی حسین ہے وہ لڑکی۔۔۔اس سے دو ربار تنہائی میں مل بھی چکی ہے۔۔۔پر قیمت بڑی بھاری ادا کی ہے سردار صاحب نے اس حسن کی۔۔۔"

سبطین صوفے پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے جو الفاظ ادا کر گیا تھا اس پر وہاں بیٹھے سبھی افراد نے انتہائی ناگواریت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"سبطین بھائی آپ کو شرم آنی چاہیے ایسے کسی پر الزام لگاتے ہوئے۔۔۔"

احمر ہی سب سے پہلے ان کی وکالت میں بولا تھا۔۔ جو اس وقت ان دونوں کے سنگین فیصلوں کی وجہ سے بہت اذیت میں تھا۔۔۔

"کیوں جب انہوں نے شرم محسوس نہیں کی تو میں کیوں کروں۔۔ باہر سے پڑھ کر آئی آزاد خیال لڑکی ہے۔۔۔ اس کے لیے تو کسی بھی غیر مرد کے پاس جانا کوئی بڑی بات نہیں شیر افگن تو شاہی جرگے کا سردار ہے۔۔۔

اسے زیب نہیں دیتا یہ سب کرنا۔۔ ویسے تم سب کو کیا لگتا ہے۔۔۔ مجھ سے چھپا لو گے کہ اس زیر تعمیر کالج میں وہ دونوں

ایک ساتھ کئی گھنٹے بند رہے ہیں۔۔۔ دو جوان لوگ ایک ساتھ تنہا ایک کمرے میں۔۔۔۔"

سبطین کی ابھی بات نکل بھی نہیں ہوئی تھی جب سردار بیگم کی دھاڑ پر اس کے الفاظ وہی رک گئے تھے۔۔۔

سب نے پلٹ سردار بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو عندلیب بیگم کے ساتھ سیڑھیوں پر کھڑیں سبطین کی باتیں سن کر غصے سے آگ بھگویا ہو چکی تھیں۔۔۔

"اگر دوبارہ ایسی بکواس کی یا ہمارے سردار پوتے کا نام اس لڑکی سے جوڑا تو زبان کھینچ لیں گے ہم تمہاری۔۔۔"

سردار بیگم اس وقت اتنے غصے اور اشتعال کا شکار تھیں کہ ان کے ہاتھ بری طرح سے کانپ رہے تھے۔۔۔

سب گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ سردار بیگم کو آج تک اتنے غصے میں کسی نے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

شیر عالم صاحب بھی وہاں آچکے تھے اور اس وقت انتہائی خونخوار نگاہوں سے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو پہلے سے بھی زیادہ بے لگام ہو چکا تھا۔۔۔

شیر افگن کے مخالفین اس کے پر نیاں کو سر داری دینے کے فیصلے پر بہت اعتراض اٹھا رہے تھے۔۔۔لوگوں کو اس کے خلاف کر رہے تھے۔۔۔ جن میں سبطین بھی شامل تھا۔۔۔

وہ ایسا دشمن تھا جو سر دار شیر افگن درانی کے اپنے گھر میں پل رہا تھا۔۔

"کیوں سر دار بیگم۔۔۔۔؟؟اس گھر کے باقی لوگوں کی چھوٹی سی کوتاہی بھی معاف نہیں کی جاتی تو اس انسان کو اتنا با اختیار کیوں کیا گیا ہے۔۔۔وہ جو چاہے کرتا پھرے۔۔ آپ اور بابا سائیں مجھ سے بات نہیں کرتے۔۔

صرف اس وجہ سے کے میں ان لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہوں جو آپ کی چہیتے ہوتے کو پسند نہیں ہیں۔۔۔اس حویلی میں کھل کر وہ زندگی تو وہی جی رہا ہے۔۔۔ہم سب تو غلام ہیں۔۔۔"

سبطین آج بولنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔۔

ابھی اس کی بات بھی نہیں ہوئی تھی جب شیر عالم صاحب کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔۔۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے تم اتنی نفرت اور بدلحاظی سے جس انسان کے بارے میں بات کر رہے ہو۔۔۔وہ کون ہے۔۔۔شاہی جرگے کا سردار۔۔۔۔"

شیر عالم کے اٹھائے ہاتھ پر سب کے ساتھ ساتھ سبطین بھی بے یقین کھڑا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ اس کا باپ ایسا بھی کر دے گا۔۔۔۔ گھر والوں کے ساتھ ساتھ ملازمین نے بھی یہ تھپڑ دیکھا تھا۔۔۔

جو بات سبطین کو مزید طیش دلا گئی تھی۔۔۔

اس تھپڑ کی بعد وہاں سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔۔ سبطین اپنے باپ سے کوئی گستاخی نہیں کر سکا تھا۔۔۔۔ وہ غصے سے پاگل ہوتا راستے میں آئی ہر شے کو ٹھوکروں سے اڑاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

سردار بیگم جو کبھی بھی اپنے بیٹوں کو اولاد پر ہاتھ نہیں اٹھانے دیتی تھیں۔۔۔ آج یہ تھپڑ انہیں بالکل ٹھیک لگا تھا۔۔۔

سب اپنی اپنی جگہ خاموش ہو چکے تھے۔۔۔ سبطین کو جو تھپڑ پڑا تھا وہ اس پر خاموش بیٹھنے والا ہرگز بھی نہیں تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ماشاءاللہ میری بچی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔"

پرنیاں تیار ہو کر نیچے آئی تھی جب سامنے بیٹھی اماں بیگم نے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔

آج ان سب کو سردار حشمت کے بیٹے کی شادی میں جانا تھا۔۔۔ پرنیاں کا بالکل بھی دل نہیں تھا۔۔۔ مگر اب وہ یہاں کی گدی نشین تھی۔۔۔ اسے یہ تکلفات نبھانے تھے۔۔۔۔

حشمت صاحب نصیر الدین کے بہت قریب دوست تھے۔۔۔ ان سے ہاشم حویلی والوں کے بہت ہی خوشگوار تعلقات تھے۔۔۔ اس لیے اس شادی میں وہ سب ہی شرکت کر رہے تھے۔۔۔

اماں بیگم بھی آج بہت دنوں بعد اس طرح سے کہیں جانے کے لیے راضی ہوئی تھیں۔۔۔ ورنہ بیٹے کی موت کے بعد تو وہ اپنے

کمرے کی ہی ہو کر رہ گئی تھیں۔۔۔ان کی جانب دیکھتے پر نیاں ہولے سے مسکرائی تھی۔۔

اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ یہاں رہنا اور ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنا آسان نہیں تھا۔۔۔اماں بیگم کی زندگی اس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔

جنہوں نے پہلے شوہر کھویا تھا اور پھر بیٹا۔۔۔

مگر اس کا درد بھی اماں بیگم سے کم نہیں تھا۔۔۔اس نے بھی تو اپنا باپ اور بھائی کھویا تھا۔۔۔اماں بیگم کے ہاتھ چومتے وہ دل ہی دل

میں خود سے عہد کر گئی تھی کہ وہ اب دوبارہ انہیں کوئی غم نہیں پہنچنے دے گی۔۔۔۔

"افشاں بھابھی پرنیاں کی نظر اتار لیں۔۔۔ ہماری پیاری سی سردارنی کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔۔۔"

صائمہ بیگم نے قریب آتے اس کی پیشانی چومتے کہا تھا۔۔۔

وہ پرنیاں کو جیسا سمجھ رہی تھیں وہ ویسی نہیں تھی۔۔۔ اس نے یہ گدی ان پر حکومت کرنے کے لیے نہیں اپنے باپ کے قاتلوں تک پہنچنے کے لیے حاصل کی تھی۔۔۔

اس کا کہنا تھا جس دن وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو سزا دلوا دے گی۔۔۔اس دن سے گدی چھوڑ دے گی۔۔۔اسے دوسروں کو اپنے اشاروں پر چلانے کا بالکل بھی شوق نہیں تھا۔۔

وہ ان سب سے بہت محبت کرتی تھی۔۔اس کی اسی محبت نے وہاں سب کے دل جیت لیے تھے۔۔۔وہ پہلے جتنا سب سے دور اور کٹی کٹی رہی تھی۔۔۔۔اب اتنا ہی سب کے ساتھ اچھا اخلاق رکھتی تھی۔۔۔

اس کے اندر زرا سی اکڑ اور غرور نہیں تھا۔۔

وہ نصیر الدین ہاشم کے جیسی ہی تھی۔۔۔ان کی جھلک اکثر اس میں نظر آتی تھی۔۔۔

مگر وہیں اس کی سب کزنز اس سے خفا اور کھنچے کھنچے رہتے تھے۔۔۔انہیں لگتا تھا وہ اپنی انا اور نفرت میں اس دشمنی کو مزید بڑھاوا دے رہی تھی۔۔۔

وہ سب لوگ اس ایک ہی خاندان کے اس بٹوارے کو ختم کرنا چاہتے تھے۔۔۔وہ ایک ہونا چاہتے تھے۔۔۔

مگر نہ پرنیاں ایسا ہونے دے رہی تھی اور نہ ہی شیر افگن درانی کے مزاج سے ایسا کبھی لگتا تھا۔۔۔

ان سب کی گاڑیاں ایک سورج حشمت صاحب کی حویلی میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔ پرنیاں کی گاڑی سب سے آگے تھی۔۔۔ جس میں اس کے ساتھ اماں بیگم اور امیر الدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

ان کے پیچھے باقی سب کی گاڑیاں تھیں۔۔۔

پرنیاں پہلی بار اس کی حویلی آئی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے حشمت صاحب اپنی بیگم اور بیٹے کے ساتھ اس کا استقبال کرنے کے لیے کھڑے تھے۔۔۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں اطلاع ملی

تھی کہ ابھی تھوڑی دیر میں وہاں سردار شیر افگن درانی بھی اپنی پوری فیملی کے ساتھ پہنچنے والا تھا۔۔۔

حشمت صاحب اور ان کے گھر والوں کے پسینے اس وجہ سے بھی چھوٹے ہوئے تھے۔۔۔ان دونوں گھرانوں کی نفرت سے سب لوگ ہی بہت اچھی طرح سے واقف تھے۔۔۔

ان کے دونوں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔۔۔وہ کسی ایک کو بھی نہ پوچھتے تو تعلقات خراب ہو جانے تھے۔۔۔۔

ان کے اکلوتے بیٹے کی شادی تھی۔۔۔انہوں نے دونوں کو بلا تو لیا تھا۔۔مگر اس وقت ان سب گھر والوں کی سانسیں سوکھ رہی تھیں۔۔۔وہ چاہتے تھے ان کو جلدی سے اندر لے جایا جائے۔۔۔

مگر گاڑی سے اترتے پرنیاں ابھی ان کے پاس پہنچی ہی تھی جب اسی لمحے سردار شیر افگن کی گاڑی اس کی گاڑی کے ساتھ آن رکی تھی۔۔۔حشمت صاحب نے گھبرا کر اپنی بیوی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ دونوں خاندان اس وقت آمنے سامنے تھے۔۔۔

پرنیاں نے پلٹ کر شیر افگن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ منصور کے

دروازہ کھولنے پر وہ گاڑی سے نکلا تھا۔۔۔

سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس وہ شخص کندھوں کے گرد کریم کلر کی

شال اوڑھے سحر انگیزی اور وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کچھ لمحوں کے لیے اپنی نگاہیں ہی اس پر سے ہٹا نہیں پائی

تھی

۔۔۔

اسی لمحے اس شخص کی نظریں بھی پرنیاں کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

پنک کلر کے پیروں تک آتے فراک میں ملبوس وہ دوپٹے کو سر پر

کھڑا رکھنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی سرخ چہرے اور لرزتی پلکوں

کے ساتھ سب کے سامنے اس شخص کو یوں سرعام اپنی جانب دیکھتا پا کر پزل ہوئی تھی۔۔۔

انجانے احساس سے اس کا دل بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

اس نے دوبارہ اس کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

مگر اس کی نگاہوں کو ارتکاز وہ محسوس کرتی رہی تھی۔۔۔ یہ شخص ایسی حرکت کیوں کر رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔ مگر غصے کے مارے اس کی رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔

احمر نے گاڑی سے نکلتے بے قراری بھری نگاہوں سے تمکین کو دیکھنا چاہا تھا۔۔۔جو اسے وہاں ایک جانب اپنی کزنز کے بیچ گھری نظر آئی تھی۔۔دنوں کی نظریں ملی تھیں۔۔۔

مگر اداسی اور اذیت میں ڈوبی ہوئیں۔۔۔

اریب نے بھی نگاہیں اٹھا کر کسی کو تلاشا تھا۔۔۔مگر وہ اسے وہاں کہیں بھی نظر نہیں آئی تھا۔۔۔اسفند کے پیچھے چھپتی وہ اسے نظر آگئی تھی۔۔۔اریب کے دل کو قرار ملا تھا۔۔۔

مگر ساتھ ہی بے چینی بھی۔۔۔وہ اب اس کی نہیں تھی۔کسی اور کی ہو چکی تھی۔۔۔

میرا نے اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا تھا۔ اب اس کو کوئی فایدہ نہیں تھا۔۔ اب وہ کسی اور کی بیوی تھی۔۔۔ جب وقت تھا تب تو اس انسان نے بزدلی دکھادی تھی۔۔ اب کیا فایدہ تھا اس طرح بے قرار ہونے کا۔۔۔

آنکھوں کی نمی کو جھٹکتے وہ اندر کی جانب بڑھ گئ تھی۔۔۔

"اسلام و علیکم۔۔"

بھاری گھمبیر سحر انگیز لہجہ۔۔۔ اس نے قریب آکر سلام کیا تھا۔۔۔ جب پرنیاں جان بوجھ کر اس کو واضح طور پر نظر انداز کرتی اس کا راستہ کاٹتی اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی۔۔۔

اس کی یہ حرکت شیر افگن درانی کی روشن پیشانی پر شکنوں کا جال بن گئی تھی۔۔۔۔اس نے ایک نظر اس نازک سی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔جو اپنے طاقت سے زیادہ بڑی دشمنیاں مول لیتی تھی۔۔

اس نے جان بوجھ کر اپنا پیر پرنیاں کے پیروں میں الجھا دیا تھا۔۔ اس کی یہ حرکت کسی کی نگاہوں میں نہیں آئی تھی۔۔۔

مگر پرنیاں جو ہیلز پہن کر تیزی سے آگے جا رہی تھی۔۔اس کے بیچ میں آجانے کی وجہ سے وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی۔۔

وہ بہت بری طرح سے منہ کہ بل زمین پر جا گرتی جب اس نے خود کو زخمی ہونے سے بچانے کی خاطر اسی انسان کا بازو تھام لیا تھا۔۔۔ جس نے جان بوجھ کر یہ گستاخ کی تھی۔۔۔

وہ پہلے سے ہی اسے تھامنے کے لیے تیار کھڑا تھا۔۔

پرنیاں کی کمر کی گرد اپنا بازو حمائل کرتے اس نے اسے گرنے سے بچا لیا تھا۔۔۔

وہ سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ کوئی سمجھ نہیں پایا تھا کہ حادثاتی طور پر ہوا ہے یا جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔۔۔ جبکہ پرنیاں اچھے سے اس شخص کی حرکت سمجھ گئی تھی۔۔۔

مگر وہ اتنی حواس باختہ ہو گئی تھی کہ فوری طور پر وہ کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔۔

وہاں اتنے سارے لوگوں کے سامنے وہ پھر سے اس شخص کی بانہوں میں آ چکی تھی۔۔۔ جس سے اس نے اعلان جنگ کر رکھا تھا۔۔۔

"اس سے بھی کم وقت لگے گا تمہیں اپنی باہنوں میں لانے کے لیے۔۔۔اگر تم نہیں میرے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ ملایا تو۔۔۔۔"

اس کے کان میں بہت باریک مگر انتہائی غضبناک لہجے میں دھمکی دی تھی۔۔

اس کا اشارہ سبطین اور اس کے ماموں زاد کزنز کی جانب تھا۔۔وہ سب سردار بیگم کے بھانجے کے بیٹے تھے۔۔۔

سردار بیگم جو اپنے بھائی پر جان دیتی تھیں۔۔۔ دس سال پہلے انہوں نے اپنے انہیں بھائی سے تعلق ختم کر دیا تھا۔۔۔ ان کے بھائی سعید لغاری کا ایک ہی بیٹا تھا۔۔۔ اجمل لغاری۔۔۔۔

جو شاہی جرگے کے ممبران میں سے تھے۔۔۔ مگر کبھی شیر افگن نے ان کی کوئی بات نہیں سنی تھی۔۔۔ وہ جو کرنے کو کہتے تھے۔۔۔ شیر افگن اس سے الٹ کرتا تھا۔۔

شیر افگن کو کسی کی سننے کی عادت نہیں تھی۔۔۔ وہ وہی کرتا تھا جو اسے ٹھیک لگتا تھا۔۔۔

یہ چپقلش ایک معمولی سے جرگے کے فیصلے سے شروع ہو کر بہت بڑھ گئی تھی۔۔۔ سردار بیگم نے معمالات ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر یہ اختلافات بڑھتے ہی چلے گئے تھے۔۔۔

اجمل لغاری کے دو بیٹے تھے۔۔۔ ولید لغاری اور احسن لغاری۔۔۔

میرا کی شادی احسن لغاری سے ہو رکھی تھی۔۔

ولید کو ان جھگڑوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔۔ وہ زیادہ تر شہر میں رہتا تھا۔۔۔ جبکہ احسن بالکل باپ دادا کے نقشہ قدم پر چل کر اس دشمنی کو مزید طول دے رہا تھا۔۔۔

جس میں اس کے ساتھ شامل تھا سبطین درانی۔۔۔

شیر افگن کو سننے میں مل رہا تھا کہ پرنیاں اس کی جرگے کے ممبران کے سے شامل ہو کر ان تمام لوگوں کے ساتھ اتحاد بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جو اس کی مخالفین تھے۔۔۔ وہ شاید اسے شاہی جرگے کی سرداری سے ہٹانا چاہتی تھی۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ شیر افگن درانی اس کی ایک ایک سرگرمی پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

اس وقت اس شخص کی بات سنتے پرنیاں کے چہرے کی رنگت مزید سرخ ہوئی تھی۔۔۔

یہ صرف چند الفاظ نہیں تھے۔۔۔ ان میں چھپی وارننگ اور دھمکی

وہ اچھے سے سمجھ گئی تھی۔۔۔

ایک سیکنڈ کے اندر اس شخص نے اسے خود سے دور کیا تھا۔۔۔

وہاں کھڑے سب لوگ ہی یہ منظر دیکھ اپنی جگہ ساکت ہوئے

تھے۔۔۔

وہاں کھڑے جو لوگ اس بٹے ہوئے گھرانے کو ایک ہوتے دیکھنا

چاہتے تھے۔۔ ان کے دلوں سے بے اختیار دعا نکلی تھی کہ کاش یہ

دونوں ایک ہو جائیں۔۔۔۔

ان کے دلوں میں موجود نفرت محبت میں بدل جائے۔۔۔ پھر بہت کچھ ٹھیک ہو سکتا تھا۔۔۔۔

یہ دعا ان دونوں کے لیے دعا ہی بنے والی تھی یا بد دعا میں تبدیل کرنے والی تھی اس بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

سردار بیگم یہ منظر دیکھ کر جل اٹھی تھیں۔۔۔ وہیں اماں بیگم کے چہرے پر بہت ہی پراسرار مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔۔

"میرے شوہر کو تم نے چھینا تھا مجھ سے۔۔۔ کیا ہی اچھا ہو۔۔۔ تمہارے سردار پوتے کو میری پوتی چھین لے تم سے۔۔۔۔"

سر دار بیگم کے پاس سب گزرے روبینہ ہاشم نے جو الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔وہ سر دار بیگم کو آگ میں جھونک گئے تھے۔۔۔

"اگر ایسا کچھ ہو تو وہ دن تمہاری ہوتی کا اس دنیا میں آخری دن ہو گا۔۔۔"

سر دار بیگم بازی مارنا جانتی تھیں۔۔۔اسی خاطر توان کا نام آج بھی سر دار بیگم ہی تھا۔۔۔۔

شیر افگن درانی حشمت صاحب کے ساتھ اندر جا چکا تھا۔۔۔

پرنیاں نے پلٹ کر ان دونوں کو آمنے سامنے کھڑے دیکھا تھا۔۔۔

امیر الدین صاحب کو ڈر تھا کہ کہیں کوئی بدمزگی نہ ہو جائے۔۔۔

ان کی اشارے پر پرنیاں ان دونوں کے قریب گئی تھی۔۔۔ تاکہ

اماں بیگم کو وہاں سے لے جاسکے۔۔۔

سردار بیگم نے انتہائی نفرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔ پرنیاں کو پہلی ملاقات میں ان کی آنکھوں میں اج اپنے

لیے بے پناہ نفرت نظر آئی تھی۔۔۔

"تم اپنی دادی کے کہنے پر تنہائیوں میں میرے سردار پوتے سے مل

کر اس حویلی میں اپنی کو جگہ بنانا چاہتی ہو۔۔۔ بھول جاؤ وہ کبھی مل

پائے گی۔۔۔ آئندہ ایسا کیا تو پورے قبیلے میں بدنام کروں گی

تمہیں۔۔۔اپنی دادی سے پوچھ لینا کس حد تک جاسکتی ہوں میں۔۔۔"

ان کی آواز اتنی اونچی تھی وہاں ارد گرد کھڑے سبھی افراد نے سنی تھی۔۔۔

پرنیاں کی رنگت مارے تذلیل کے سرخ ہوئی تھی۔۔۔اسماء بیگم نے ایک نظر پرنیاں کا چہرا دیکھا تھا۔۔۔اور پھر سردار بیگم کو نرمی سے تھام کر وہاں سے لے گئی تھیں۔۔۔

"اس کی بکواس پر زیادہ دھیان مت دو۔۔۔ تمہیں جو ٹھیک لگتا ہے وہ کرو۔۔۔۔ مجھے تمہارے اور شیر افگن کے تعلق پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔"

سردار بیگم نے اس پر کم غضب ڈھایا تھا کہ اب اماں بیگم بھی غصے سے بپھرتے اسے سب کے سامنے جو بول گئی تھیں۔۔۔ پرنیاں اپنی جگہ پتھر کی ہو چکی تھی۔۔۔

وہاں سب کی نظریں پرنیاں پر تھیں۔۔۔

"پری۔۔۔۔"

افشاں بیگم کو اس وقت بہت غصہ آرہا تھا۔۔۔ان کی بیٹی کو ان سب نے سمجھ کیا رکھا تھا۔۔۔

"ماما پلیز میں کچھ دیر اکیلے رہنا چاہتی ہوں۔۔۔"

پرنیاں آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دھکیلتے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

"جو دوسروں کے جذبات اور احساسات کا خیال نہیں کرتے ان کا یہی حال ہو گا ہے۔۔۔اب کتنی تکلیف ہوئی ہے سردارنی صاحبہ کو۔۔۔"

آج پرنیاں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ تمکین کو خوشی ملی تھی۔۔۔

وہاں اس وقت وہ سب کزنز کھڑے تھے۔۔۔۔بڑے سب اندر جا چکے تھے۔۔۔۔

تمکین کی بات پر احمر سمیت سب نے ہی خفگی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"ایسے مت بولو۔۔۔۔ہو سکتا ہے وہ اچھا ہی چاہ رہی ہوں۔۔۔ اس رشتے سے انکار کر کے۔۔۔۔"

یہ بات کرنے والا اریب تھا۔۔جو ہمیشہ اس سے خفا رہتا تھا۔۔

"اریب ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ یہ اتنی سخت دل لگتی نہیں ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کچھ ایسا ہو جو ہمیں نہ پتا ہو۔۔۔۔ ابھی تک کچھ ایسے راز چھپے ہیں۔۔۔ جن سے بہت کچھ بدل سکتا ہو۔۔۔"

احمر نے بھی اریب کی بات کی تائید کی تھی۔۔ شیر افگن نے کبھی اس کی کسی بات میں مخالفت نہیں کی تھی۔۔

اب جس فیصلے میں اس کی سب سے بڑی خوشی تھی۔۔۔ وہ اس میں دیوار بن رہا تھا۔۔۔ یہ بے وجہ تو نہیں تھا۔۔۔

اگر وہ محبت کے خلاف ہوتا تو وہ نایاب اور بہروز کی شادی بھی نہ ہونے دیتا۔۔۔

"کونسے راز ہیں ایسے جو پرنیاں کو پتا ہیں اور ہمیں نہیں۔۔۔وہ جو اتنے سال یہاں پر رہی ہی نہیں۔۔۔۔وہ ان رازوں کے بارے میں کسی جانتی ہے۔۔۔وہ بس سردار سائیں کی ضد میں اور نفرت میں ایسا کر رہی ہیں۔۔۔وہ نہیں چاہتیں یہ دو گھرانے ایک ہوں۔۔۔ہم سب نور حویلی میں جائیں۔۔۔

ایسا ہونے سے ان کی سرداری ختم ہو جائے گی۔۔۔انہیں سردار سائیں کے تابع ہونا پڑے گا۔۔۔جو وہ ہونا نہیں چاہتیں۔۔۔"

تمکین اس پر بہت زیادہ غصے میں تھی۔۔۔وہ اسے جتنا اچھا سمجھتی تھی۔۔۔اب اتنی ہی اس کے خلاف ہو چکی تھی۔۔۔

"زبان سنبھال کر بات کرو تم۔۔۔ تم خود غرض ہو کر صرف اپنی خوشی کے بارے میں سوچ سکتی ہو۔۔ پرنیاں ایسی نہیں ہے۔۔۔ وہ خود سے پہلے اپنوں کے بارے میں سوچتی ہے۔۔۔"

دانیہ جو کب سے خاموش کرنی تمکین کی باتیں سن رہی تھیں۔۔۔ خود کو اسے ٹوکنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔

اسفند نے مڑ کر اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ آنکھوں سے گلاسز نیچے کرتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

"سردارنی کی دوست بھی انہیں کے جیسی ہی ہے۔۔۔"

وہ زیر لب مسکرایا تھا۔۔۔ جس پر سبرینہ نے زور سے اسے کہنی ماری تھی۔

"پہلے ایک محبت کا قصہ تو پورا ہو جائے۔۔۔ تم نیا مت شروع کر دینا۔۔۔"

اس کے ٹوکنے پر وہ نگاہیں پھیرتا مسکرایا تھا۔۔۔ وہ سب اندر کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔۔

پرنیاں ٹیرس پر کھڑی تھی۔۔۔ اس کی نگاہیں اندھیرے میں گم تھیں۔۔۔

اس کا دل بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ اپنا آپ اس وقت بہت اکیلا محسوس ہو اتھا۔۔۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

وہ خود کو مضبوط رکھنا چاہتی تھی۔۔۔ جب اس کا موبائل بجا تھا۔۔۔

اس نے چونک کر سکرین کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ انجان نمبر تھا۔۔۔ پرنیاں نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ دوبارہ سے کال آنے لگی تھی۔۔۔

اس نے خفگی بھرے تاثرات کے ساتھ کال پک کی تھی۔۔۔

"اگر مزید زندہ رہنا چاہتی ہو تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی ماں کو لو اور چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔ ورنہ تمہارا وہی حشر ہو گا۔۔۔ جو تمہارے بھائی اور باپ کا ہوا ہے۔۔۔"

سفاک سرد لہجہ تھا۔۔۔ پرنیاں کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟"

پرنیاں جلدی سے بولی تھی۔۔۔ جیسے مقابل بتا دے گا اسے۔۔۔

"وہی جس نے تمہاری نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔۔۔"

کال کاٹ دی گئی تھی۔۔ پرنیاں نے دوبارہ کوشش کی تھی مگر اب نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔

"کون ہو سکتا ہے یہ۔۔۔؟؟ یہ لہجہ۔۔۔ یہ انداز۔۔۔۔ شیر افگن درانی۔۔۔؟؟"

پرنیاں کے چہرے کی رنگت بدلی تھی۔۔۔۔ وہ تیزی سے وہاں سے ہٹتی نیچے آئی تھی۔۔۔۔ جہاں سب مہمان بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ اس نے فوراً اپنے چہرے کی بوکھلاہٹ دور کی تھی۔۔۔۔ خود کا نارمل ظاہر کرتے وہ اندر کی جانب بڑھ آئی تھی۔۔

وہاں درمیان میں ایک باریک پردہ لگا ہوا تھا۔۔۔ دائیں جانب مرد بیٹھے تھے اور بائیں جانب عورتیں۔۔۔۔

جو پردہ کرنا چاہتی تھیں وہ اس درمیانی حصے میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔۔

باقی سب ادھر ادھر پھر رہی تھیں۔۔۔ انٹرس دونوں جانب دیکھی جا سکتی تھی۔۔

پرنیاں نے جیسے ہی وہاں قدم رکھا۔۔۔ بہت ساری نگاہیں اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ وہ لڑکی جو سادہ سے سفید رنگ کے لباس

میں غضب ڈھاتی تھی۔۔۔اس وقت پنک فراک میں ملبوس

نازک اندام سی مگر بڑے بڑے عزم رکھنے والی۔۔۔

گداز گلابی لبوں پر دھیمی دل موہ لینے والی مسکراہٹ سجائے وہ نظر

لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔کئی دل اس سردارنی

کے قدموں میں ڈھیر ہوئے تھے۔۔۔

جسکی براؤن کانچ سی متلاشی نگاہیں اس وقت بھی ایک ہی انسان

کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔

جو اسے دوسرے دروازے سے اندر داخل ہوتا دکھائی دیا تھا۔۔

اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔۔۔پرنیاں کا شک یقین میں بدلنے لگا تھا۔۔یہی شخص تھا جس نے اسے دھمکی دی تھی۔۔۔

دل چاہا تھا ابھی جا کر اس کا گریبان مٹھیوں میں جکڑ لے۔۔۔

پرنیاں نے نوٹ کیا تھا جیسے ہی وہ وہاں آیا تھا۔۔۔وہاں بیٹھی بہت ساری لڑکیوں کی نگاہیں اسی رخ پر مڑ گئی تھیں۔۔

نگاہوں کو جکڑ لینے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ شخص۔۔۔۔

مگر پرنیاں کو اس وقت وہ بہت برا لگا تھا۔۔۔ وہ آگے بڑھی تھی اور اس نے ریشم کو پاس بلایا تھا۔۔ دانیہ بھی اس کے قریب آن بیٹھی تھی۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔"

اس کی سرخ پڑتی رنگت دیکھ دانیہ نے پوچھا تھا۔۔۔

وہ بہت سارے لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھی۔۔۔

"مجھے شیر افگن سے ملنا ہے ابھی۔۔۔ کسی بھی طرح میرا پیغام اس تک پہنچاؤ۔۔۔"

پرنیاں نے ریشم کو کہا تھا۔۔۔ جس نے اس بات پر ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"بی بی جی۔۔۔"

ریشم نے نگاہیں گھما کر پورے پنڈال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

نجانے کتنے قبیلے جمع تھے وہاں۔۔۔

وہ ان سب کا سردار تھا۔۔۔ اس وقت ان سب کی نگاہوں کا مرکز بھی۔۔۔ وہ کیسے مل سکتی تھی اس سے۔۔۔

"مجھے ملنا ہے اس سے۔۔۔ میں نہیں جانتی۔۔۔"

پرنیاں اپنی بات پر بضد تھی۔۔۔

"وہ اسفند سائیں سے نمبر کا دوں آپ کو سردار سائیں کا۔۔۔"

ریشم کو ان سب میں اسفند ہی زرا نرم مزاج لگتا تھا۔۔۔

اس کی بات سنتے پرنیاں نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔ ریشم نے بہت مشکلوں سے جا کر اسفند سے وہ نمبر لیا تھا۔۔۔ جو پیچھے بیٹھا تھا۔۔۔

پرنیاں نے نمبر میچ کیا تھا۔۔۔ یہ وہ نمبر نہیں تھا جس سے اسے دھمکی ملی تھی۔۔۔

"وہ اپنا نمبر کیوں استعمال کرے گا۔۔"

اس نے دل میں سوچا تھا اور نمبر ڈائل کر دیا تھا۔۔۔اس کی نظریں اسی پر تھی۔۔۔جس نے کال آنے پر سکرین کو گھورا تھا اور پھر کال پک کر لی تھی۔۔۔

"مجھے ملنا ہے آپ سے۔۔۔"

ساتھ بیٹھی دانیہ کا لحاظ کرتے اس نے مہذب لہجہ اختیار کیا تھا۔۔۔اس کی آواز سن کر شیر افگن نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ان دنوں کے کان کے ساتھ موبائل لگے ہوئے تھے۔۔۔

بھری محفل میں وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔بہت ساری نظروں نے یہ بات نوٹ کی تھی۔۔۔۔

شیر افگن کچھ دیر اس کی جانب دیکھتا رہا تھا۔۔۔اسے منصور نے باہر ہوئے واقع کے بارے میں بتا دیا تھا۔۔۔منصور اسے ہر بات سے آگاہ کرتا تھا۔۔۔

پرنیاں کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔۔۔یہ لڑکی اپنی برداشت سے زیادہ سہہ رہی تھی۔۔۔

"ابھی اس وقت۔۔۔"

وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

پرنیاں نے جواب دیا تھا۔۔

"سب کو شک ہو جائے گا۔۔۔ تم پر انگلیاں اٹھ سکتی ہیں۔۔۔۔"

وہ نہیں چاہتا تھا یہ لڑکی اس کے ساتھ بدنام ہو۔۔۔

جو بات پرنیاں کو مزید طیش دلا گئی تھی۔۔۔

"آپ کا خاندان پہلے سے ہی ایسا کرنا شروع ہو چکا ہے۔۔۔"

وہ غصے میں تھی۔۔۔

"میں نہیں ملنا چاہتا۔۔۔"

وہ اس کی جانب سے نگاہیں موڑ گیا تھا۔۔۔کال کاٹ دی گئی تھی۔۔۔

پرنیاں کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟"

دانیہ نے اس سے پوچھا تھا۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔"

اس نے پلکیں جھپکتے اپنے آنسوؤں کو باہر آنے سے روکا تھا۔۔۔

"پرنیاں۔۔۔"

دانیہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے محبت سے پکارا تھا۔۔

"ہاں۔۔۔"

پرنیاں کتنی مشکل سے اپنے آنسو روک کر بیٹھی تھی کہ وہی جانتی تھی۔۔

"واپس چلتے ہیں۔۔۔ وہاں اگر تم خوش نہیں تھی تو اتنی تکلیف میں بھی تو نہیں تھی۔۔۔ یہ بہت سنگدل لوگوں کی بستی ہے۔۔۔ تم زیادہ وقت زندہ نہیں رہ پاؤ گی یہاں۔۔۔"

دانیہ اس کی تکلیف نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔۔

"ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔۔۔اب پرنیاں نصیر الدین یہاں سے نہیں جایے گی۔۔۔۔چاہے اس کا جنازہ ہی کیوں نہ اٹھ جائے۔۔۔"

اس نے بوجھل سانس ہوا میں خارج کی تھی۔۔۔اس کی نظریں اسی شخص پر تھیں۔۔۔جو وہاں بہت خوشگوار موڈ میں سب کے بیچ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔وہ کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔۔

پرنیاں اسے تکے گئی تھی۔۔

کیا بظاہر اس قدر حسین دیکھنے والا شخص اندر سے اتنا سنگدل ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"بی بی جی احمر سائیں ملنا چاہتے ہیں آپ سے۔۔۔"

وہ وہاں بالکل خاموش تھی۔۔۔ سب ہنس رہے تھے مسکرا رہے تھے۔۔۔ مگر اس کا کسی سے بات کرنے کو دل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔

"مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔۔ میں واپس حویلی جا رہی ہوں۔۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔دوسری جانب شیر افگن بھی کوئی فون کال آجانے کی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

پرنیاں کی ایسے ہی غیر ارادی نگاہیں دائیں جانب اٹھی تھی۔۔۔

جب اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔۔

وہاں کوئی نقاب پوش ہاتھ میں بندوق اٹھائے کھڑا تھا۔۔۔

اس کا نشانہ شیر افگن درانی تھا۔۔۔پرنیاں کے چہرے کی رنگت اڑچکی تھی۔۔۔

"شیر افگن۔۔۔۔"

وہ چیخی تھی۔۔۔سب نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔سب حیران ہوئے تھے کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔۔

شیر افگن بھی اپنی جگہ رک گیا تھا۔۔۔وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اسی لمحے دوسری جانب سب فائر ہوا تھا۔۔پرنیاں شیر افگن کو سمجھنے کا موقع دیئے اس کے آگے آگئی تھی۔۔۔

شیر افگن کے سینے پر نشانہ باندھ کر چلائی جانے والی گولی پرنیاں کے کندھے میں پیوست ہوئی تھی۔

گولی چلانے والا یہ دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔۔۔اور تیزی سے بھاگ گیا تھا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے اس پنڈال میں سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔خون میں لت پت حواس کھوتی پرنیاں شیر افگن درانی کی بانہوں میں تھی۔۔۔

اس شخص کی آنکھیں اس پل لہو رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔دل ساکت ہو گیا تھا۔۔۔

"پرنیاں۔۔۔"

وہاں ایک ساتھ کئی لبوں سے چیخ کی صورت یہ نام نکلا تھا۔۔۔

مگر شیر افگن درانی کے لب بالکل ساکت تھے۔۔۔۔ آنکھوں میں قہر اترا تھا۔۔۔

چہرے پر وحشت نا کی چھا گئی تھی۔۔۔ وہ اسے بانہوں میں اٹھاتا تیزی سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔ اس شخص کی یہ بے قراری اور تڑپ وہاں کئی آنکھوں میں محفوظ ہوئی تھی۔۔۔

"کسی کی نفرت میں کوئی اپنی جان خطرے میں کیسے ڈال سکتا تھا۔۔۔"

یہ سوال بہت سارے لبوں پر تھے۔۔۔

جس کا جواب وہاں موجود صرف دو فرد جانتے تھے۔۔۔۔

افشاں بیگم میں سکت نہیں بچی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھ پاتیں۔۔۔

ان کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر نہیں ہٹ رہا تھا۔۔۔ماضی

کا منظر پھر سے روشن ہوا تھا۔۔خون میں لت پت بیٹے کی لاش اور

اب ویسی ہی خون میں لت پت بیٹی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیٹی کے حوالے سے ایسی کوئی خبر

سنیں۔۔۔وہ مر جانا چاہتی تھیں۔۔۔

جب انہیں ایک کانپتا ہوا پر حدت ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس ہوا تھا۔۔۔انہوں نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔

اسماء بیگم کی چہرے پر بھی ویسی ہی اذیت رقم تھی۔۔۔ان کی لخت جگر کو مارنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔

جس کو ان کی بیٹی اپنے اوپر لے گئی تھی۔۔۔

△△△△△△△△△△△△△

ہاسپٹل میں اس وقت ہلچل مچی ہوئی تھی۔۔۔سردار شیر افگن خون میں لت پت تھا جس وجود کو وہاں لایا تھا۔۔۔وہ بھی ہاشم قبیلے کی سردارنی تھی۔۔۔

ہاشم حویلی کے ساتھ ساتھ نور حویلی کے بھی بہت سارے لوگ

وہاں آچکے تھے۔۔۔ کیونکہ ان کا سردار وہاں پر تھا۔۔۔

اور اس لڑکی نے یہ قربانی اسی کے لیے دی تھی۔۔۔

پرنیاں کو آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔۔۔

آئی سی یو کے باہر وہ شخص ایسے کھڑا تھا جیسے کوئی لٹا پٹا مسافر کھڑا

ہو۔۔۔ وہاں اس وقت سبھی لوگوں صدمے اور فکر میں مبتلا

تھے۔۔۔ کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ سردار شیر افگن جس

کے سامنے بول پانا مشکل ہو جاتا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اس کے سامنے بنا خوف کھائے اعلان جنگ کر چکی تھی۔۔۔جو حرکت اگر کوئی اور کرتا تو شیر افگن نے اسے فوراً گدی سے ہٹا دینا تھا۔۔۔

مگر حیرت انگیز طور پر اس شخص نے یہ بات بہت خاموشی سے قبول کی تھی۔۔۔جس بات پر سب حیران تو ہوئے تھے پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گئے تھے کہ وہ وہاں نئی تھی اور اپنے باپ کی قتل کی وجہ سے شدید غصے میں تھی۔۔

شاید شیر افگن نے اسے یہی سوچ کر مہلت دی ہو۔۔

مگر آج جو ہوا تھا۔۔۔ وہ سب کو ہی ہلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔ ایسے قاتلانہ حملے شیر افگن پر پہلے بھی بہت ہو چکے تھے۔۔۔ کئی بار وہ زخمی بھی ہوا تھا۔۔۔ بہت بار اس کے حصے کی گولیاں منصور نے بھی کھائی تھیں۔۔۔

جو اس پر جان دیتا تھا۔۔۔ مگر کسی نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ پرنیاں شاہ کو اس قدر نفرت کا اظہار کرتی تھی اس سے۔۔۔ اس دشمنی کا خاتمہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس کی شیر افگن درانی کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال دی تھی۔۔۔

اس کی حالت اس وقت خطرے میں تھی اور باہر کھڑے سبھی افراد اسکی سلامتی کے لیے دعا گو تھے۔۔۔

مگر وہ شخص بنا کچھ بولے خاموشی سے کھڑا تھا۔۔۔اس کی ساکت نگاہیں اس وقت آئی سی یو کے بند دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

اماں بیگم کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔۔۔۔

جب اسی لمحے ان سب کی نظریں اسفند کا ہاتھ پکڑ کر وہاں آتی سردار بیگم کی جانب اٹھی تھیں۔۔

"کیوں آئی ہو تم یہاں۔۔۔؟؟ یہ دیکھنے کہ کہیں میری پوتی زندہ تو نہیں بچ گئی۔۔۔"

اماں بیگم اس عورت کو وہاں دیکھ بھڑک اٹھی تھیں۔۔۔ وہاں نور حویلی کے تقریباً سبھی لوگ موجود تھے۔۔۔ مگر اماں بیگم کی نفرت بھری نگاہیں صرف اپنی سوتن پر تھیں۔۔۔

شیر افگن نے بھی پلٹ کر ان دونوں کو آمنے سامنے کھڑے دیکھا تھا۔۔۔

"گولی میرے پوتے پر چلی تھی۔۔۔ قاتلانہ حملہ اس کر ہوا ہے۔۔۔ اس گولی کا نشانہ میرے پوتے کا سینہ تھا۔۔۔ تمہاری ہوتی

بیچ میں آگئی۔۔۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ دادی کی چلی چال میں اس کی اپنی ہی ہوتی پھنس گئی۔۔۔"

سردار بیگم ان سے کہیں زیادہ غصے سے بولی تھیں۔۔۔ ان کی بات پر سب نے گھبرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ دونوں جگہ بھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتی تھیں۔۔۔ ایسے ہی الزام تراشی کرتی تھی۔۔۔

"پلیز آپ لوگ شور مت کریں۔۔۔ اندر پیشنٹ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"

نرس پریشان حال بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔۔ اپنے ہی بچوں کو نگل جانے والی ڈائن۔۔۔"

اماں بیگم سکینہ بیگم کے لگائے جانے والے الزام پر غصے سے بڑھ اٹھی تھیں۔۔۔

"بس۔۔۔"

اس سے پہلے کہ سردار بیگم کچھ بولتی شیر افگن درانی ہلکی آواز میں دھاڑا تھا۔۔

"اگر آپ دونوں کو یہاں رکنا ہے تو خاموشی کے ساتھ بیٹھیں یہاں۔۔۔ورنہ میں یہاں ایک سیکنڈ کے لیے بھی کسی کو نہیں رکنے دوں گا۔۔۔"

اس کی آنکھیں اس وقت لہو رنگ تھیں۔۔۔باقی سب تو اس انسان کی حالت دیکھ رہی تھے۔۔۔یہ کیسی نفرت تھی پرنیاں ہاشم کی شیر افگن کے لیے اور شیر افگن کی پرنیاں ہاشم کے لیے۔۔۔

ایک نے اس کی حصے کی گولی کھالی تھی۔۔۔اور دوسرا اس کی خاطر ایسے دیوانہ ہو رہا تھا۔۔۔جیسے اس کے اپنے جسم سے جان نکل رہی ہو۔۔۔

باقی سب خاموش تماشائی بنے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔

یہ دو عورتیں اب تک اپنی اس نفرت میں بہت خسارے دیکھ چکی تھیں۔۔۔

اس کی باوجود وہ یہ دشمنی ختم کرنے کو تیار نہیں تھیں۔۔۔

"میری پوتی میرا خون ہے اندر۔۔۔ میں کہیں نہیں جاؤں گی یہاں سے سردار سائیں۔۔۔۔ یہ عورت جائے گی۔۔۔ آپ سب لوگ جائیں گے یہاں سے۔۔۔ جو میری پوتی کی اس حالت کے زمہ دار ہیں۔۔۔ کوئی حق نہیں ہے آپ لوگوں کا میری پوتی پر اور یہاں رکنے کا اور ہماری اذیت کا تماشا دیکھنے کا۔۔۔"

اماں بیگم کا غصہ ان کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ جس حق پر سوال اٹھا گئی تھیں۔۔۔۔ اس کا جواب وہ برداشت نہیں کر پائیں گی۔۔۔

"آپ سب کو ایک سیکنڈ میں نکال سکتا ہوں یہاں سے۔۔۔ اتنا حق رکھتا ہوں میں اس پر۔۔۔۔"

شیر افگن درانی اس وقت حواسوں میں نہیں تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے خون کی شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔

وہ جانتا تھا آج اس پر حملہ ہونا تھا۔۔اسی خاطر جب پر نیاں نے اسے ملنے کا کہا تھا تو وہ انکار کر گیا تھا۔۔ مگر اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس طرح سب لوگوں کی بیچ حملہ ہو گا اور یہ لڑکی اس کے آگے آجائے گی۔۔

وہ کیسے اس سے پہلے مر سکتی تھی۔۔۔ابھی بہت حساب باقی تھی۔۔جو دیئے بغیر وہ کیسے جا سکتی تھی۔۔۔

اس کی بات پر وہاں سب نے بے یقینی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ کیا کہنے جا رہا تھا۔۔۔

سامنے کھڑی وہ نفرت میں ڈوبی دونوں خواتین بھی اس پل اپنی سانسیں روک گئی تھیں۔۔۔

"کیسا حق۔۔۔۔؟؟"

یہ سوال کرنے کی ہمت اماں بیگم نے ہی کی تھی۔۔۔ سردار بیگم تو صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

"وہی حق جو ایک شوہر کو اپنی بیوی پر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پرنیاں نصیر الدین ہاشم بیوی ہے میری۔۔۔۔"

یہ الفاظ تھے یا کوئی آتش فشاں جو ان سب کو پگھلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔ وہاں موجود ہر شخص پھٹی پھٹی بے یقین آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

سوائے اسماء بیگم اور افشاں بیگم کے۔۔۔ جو پہلے سے سب جانتی تھیں۔۔۔

سردار بیگم پیچھے کی جانب ڈھے گئی تھیں۔۔۔ ان کے پوتے نے ان سے اتنی بڑی بات چھپا رکھی تھی۔۔۔

جبکہ اماں بیگم کو ان کی حالت دیکھ اس پل اپنے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار گرتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ بھی اس بات پر حیران تھیں

کہ یہ کب ہوا تھا۔۔۔ مگر ان سے ہزار گنا بری حالت اس وقت سردار بیگم کی تھی۔۔۔۔

شیر افگن درانی اپنی بات کہہ کر کسی کے بھی ری ایکشن کی پرواہ کیے بغیر وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔

اسے اس وقت صرف اندر زندگی اور موت کی جنگ لڑتی اس لڑکی کی پرواہ تھی۔۔۔ اور بے پناہ غصہ بھی۔۔۔

وہ کیوں آئی تھی اس کی راستے میں۔۔۔ اسے کیا لگا تھا۔۔۔ وہ ایسے ہی کوئی حساب دیئے بغیر دنیا چھوڑ کر چلی جائے گی اور وہ اسے جانے دے گا۔۔۔

"واٹ۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔یہ کب اور کیسے ہوا۔۔۔۔"

اسفند اور احمر نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔باقی سب بھی حیرت و بے یقینی سے شیر افگن کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔ آہستہ آہستہ حیرانی خوشی میں بدلنے لگی تھی۔۔۔

معاویہ کی حالت بھی غیر ہو چکی تھی۔۔۔یہ لڑتی جھگڑتی اپنا درد اندر چھپائے مسکرانے کی کوشش کرتی لڑکی کب اس کے دل کو اتنی اچھی لگنے لگی تھی۔۔۔وہ اس کے آگے اپنے جذبات کا اقرار کرنے کی ہمت بھی نہیں کر پایا تھا۔۔

اور اب یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ تو اس کی بن ہی نہیں سکتی
تھی۔۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ اس نے تو بنا جنگ لڑے
ہی اپنی محبت کھو دی تھی۔۔

تمکین نے اسے دور جاتے دیکھا تھا۔۔۔ جس دن اس کی اور تمکین
کے رشتے کی بات کی تھی اماں بیگم نے۔۔۔ معاویہ نے اسی دن
اس کے سامنے اقرار کیا تھا کہ وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا۔۔

وہ پرنیاں سے محبت کرتا ہے۔۔۔ اور بہت جلد اسے بتانے والا ہے۔۔۔ محبت نہ ملنے کا درد کیسا ہوتا تھا کہ تمکین اچھے سے سمجھتی تھی۔۔۔

مگر وہاں باقی بہت سارے چہروں پر خوشی تھی۔۔۔ سب ٹھیک ہو جانے کی امید بڑھ گئی تھی۔۔۔

سردار بیگم وہاں سے جا چکی تھیں۔۔۔ ان کے ساتھ عالم صاحب اور امان صاحب بھی نکل گئے تھے۔۔۔

انہوں نے آج تک کبھی بھی اپنی ماں کو اکیلے نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

اسماء بیگم اپنے بیٹے کے ساتھ ہی کھڑی تھیں۔۔۔وہ جانتی تھیں ان کی ساس ان سے کس قدر خفا ہونے والی تھیں۔

مگر چاہے پوری دنیا روٹھ جاتی۔۔۔وہ اپنے بیٹے کے ساتھ آخری دم تک کھڑی رہنے والی تھیں۔۔

اسفند، احمر اور بہروز بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے تھے۔۔۔

"سردار شیر افگن درانی اور سردارنی پرنیاں نصیر الدین ہاشم کے بیچ اتنا گہرا رشتہ تھا۔۔۔مگر انہوں نے کبھی ظاہر ہی نہیں کیا۔۔۔

جب لگا تھا ہر طرح سے ناامیدی چھا گئی تھی۔۔۔ تو کیا زبردست بازی پلٹی ہے۔۔۔

اب یہ رشتہ ہی دونوں گھرانوں کو ایک کر دے گا۔۔۔

اور یہ صرف ایک رشتہ نہیں ہے۔۔۔ سو فیصد دونوں جانب سے اس میں جذبات بھی جڑے ہیں۔۔۔ کیسے پرنیاں بھابھی نے شیر افگن بھائی کے لیے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی اور ان کی جان بچانے کے لیے ان کے آگے کھڑی ہو گئیں۔۔۔

اور دوسری طرف بھائی جان کی تو جیسے واقعی جان نکل رہی

ہے۔۔۔ان کو آج تک ایسے تڑپتا ہوا اور بے قرار میں نے کبھی

نہیں دیکھا۔۔۔"

اسفند کی بات پر ان کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔ مگر

احمر کے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا۔۔۔

"رشتہ تو بہت مضبوط ہے۔۔ مگر اسے چھپایا ایسے گیا ہے جیسے اسے

رکھنا ہی نہیں چاہتے۔۔۔ اور دوسری بات سردار بیگم کی ہاشم

حویلی والوں سے نفرت سے ہم سب بہت اچھی طرح سے واقف

ہیں۔۔۔

یہ رشتہ اب تک ٹکا ہوا تھا کیونکہ سردار بیگم بے خبر تھیں۔۔۔ جتنے غصے سے وہ یہاں سے گئی ہیں۔۔ مجھے نہیں لگتا وہ زیادہ وقت اس رشتے کو رہنے دیں گی۔۔۔ یہ رشتہ بہت جلد ختم ہو جائے گا۔۔۔

سردار بیگم اور اماں بیگم کی ایک دوسرے کے لیے نفرت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔۔۔ اب تک اس دشمنی میں بہت ساروں کی بعلی چڑھ چکی ہے۔۔۔ مجھے کیوں لگتا ہے اب اگلی باری اسی رشتے کی ہے۔۔۔"

احمر کے لہجے میں خوف واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

یہ دل کے معاملات تھے۔۔۔ مگر دشمنی اور خون ریزی میں سب سے پہلے انہیں کی موت ہوتی تھی۔۔

وہاں سب اپنی اپنی سوچ کے مطابق بات کر رہے تھے۔۔ اماں بیگم بے پناہ خوش تھیں۔۔۔

انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ جو چاہتی تھیں وہ پہلے سے ہو چکا تھا۔۔۔

ان کی پوتی نے تو ان کا دل خوش کر دیا تھا۔۔۔ اب بس اسے اس طرح سے راضی کرنا تھا کہ وہ سکینہ بیگم کے پوتے کو جس کے نام پر وہ بہت زیادہ اکڑتی تھیں۔۔

اسے ان کی پوتی پوری طرح سے اپنا بنا دے۔۔۔۔

وہاں سب کی دماغ بھٹک چکے تھے۔۔۔ مگر ایک شیر افگن درانی ہی تھا۔۔۔ جس کا سارا دھیان اس وقت بس اس دروازے کے پیچھے موجود وجود کی جانب تھا۔۔۔

اس کا دل اس کی سلامتی کے لیے دعا گو تھا۔۔۔۔

ابھی بہت ساری جنگیں باقی تھیں۔۔۔ وہ ایسے نہیں جا سکتی تھی۔۔۔۔

شیر افگن درانی کو اس کا جانا منظور نہیں تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دشمن کہتے تھے اپنا۔۔۔

مگر وہ دنیا کے واحد ایسے دشمن تھے۔۔۔جو ایک دوسرے کو زندہ رکھنا چاہتے تھے۔۔۔ جس کی خاطر وہ اپنی قربانی دینے کے لیے بھی تیار تھے۔۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تھا اور ڈاکٹر باہر آئی تھی۔۔۔

"ہم نے گولی نکال دی ہے۔۔۔پیشنٹ خطرے سے باہر ہیں اب۔۔۔ کچھ دیر میں ہوش آجائے گا۔۔۔انہیں آرام کی اشد ضرورت ہے۔۔۔ ان کا خیال رکھا جائے۔۔۔اور زیادہ ڈسٹرب نہ کریں۔۔۔"

شیر افگن کے پیچھے اتنے سارے لوگوں کو کھڑا دیکھ ڈاکٹر نے اسے ہدایت کی تھی اور وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد پرنیاں کو پرائیوٹ روم میں منتقل کر دیا گیا تھا۔۔۔

"میں نے اسے منانے کی بہت کوشش کی۔۔۔ کہ یہاں سے واپس چلے جاتے ہیں۔۔۔ مگر وہ میری بات نہیں مانتی۔۔۔"

افشاں بیگم نے شیر افگن کے پاس آن کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔

"وہ کسی کی بات نہیں مانتی۔۔۔"

شیر افگن کے لہجے میں عجیب سی چبھن تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے اس لڑکی کے لیے جو تڑپ تھی وہ اب واپس غصے میں بدل چکی تھی۔۔۔

کس سے پوچھ کر اس نے اتنا بڑا اقدم اٹھایا تھا۔۔ اپنی جان خطرے میں ڈالی تھی۔۔

اسے اگر کبھی ہو جاتا پھر۔۔۔ شیر افگن درانی کو اس سے آگے کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔

ڈاکٹرز نے ملنے کی اجازت دی تھی۔۔۔ سب نے شیر افگن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ سب کو یہی لگا تھا کہ وہ جو طرح سے پورا

وقت وہاں کھڑا رہا تھا، ڈاکٹرز سے ڈیلنگ اور اس کی تڑپ و بے

قراری۔۔۔

جو وہاں ہر آنکھ نے محفوظ کی تھی۔۔ سب کو یہی لگا تھا کہ اندر

جانے والا اور پرنیاں سے ملنے والا پہلا انسان وہی ہو گا۔۔۔

مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔ڈاکٹرز نے جیسے ہی اس کے ہوش میں

آنے کی خبر دی تھی۔ اس شخص کے قدم پیچھے ہٹ گئے تھے۔

اماں بیگم نے یہ منظر دیکھا تھا اور مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔۔۔

سردار بیگم کا لاڈلا پوتا بھلا ان کی پوتی کے لیے دیوانہ کیسے ہو سکتا

تھا۔۔۔

یہ فکر اور تشویش صرف اسی وجہ سے تھی کہ اس نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر شیر افگن کی جان بچائی تھی۔۔۔

بہت سارے لوگوں کی خوش فہمی اس لمحے ختم ہوئی تھی۔۔۔۔

جب وہ شخص واپسی کی جانب مڑا تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر وہاں کھڑے نور حویلی کے باقی افراد پر ڈالی تھی۔۔۔۔

"چلو۔۔۔"

سرد وسپاٹ لہجے میں ان سب کو حکم جاری کرتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

"اف خدایا۔۔۔یہ دشمنی یہ خون خرابہ کب ختم ہو گا۔۔۔"

اریب گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔ان سب کی امیدیں پھر سے ٹوٹ چکی تھیں۔۔۔

شیر افگن کے پیچھے ہی باقی سب بھی پرنیاں سے ملنے، اسے دیکھنے کی چاہ لیے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔۔

ابھی تو حویلی میں ان سب کو سردار بیگم کا جلال دیکھنا تھا۔۔۔جن کے کہنے کے باوجود وہ سب شیر افگن کے پیچھے وہاں کھڑے رہے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"پرنیاں میری بچی۔۔۔یہ کیا کیا تم نے۔۔۔؟؟اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تھا۔۔۔سوچا ہے تمہاری ماں کا کیا بنتا۔۔۔جی پاتی میں۔۔؟"

اس کے قریب آتے اس کی پیشانی چومتے افشاں بیگم رو دی تھیں۔۔۔پرنیاں نے خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہوا تھا۔۔۔

وہاں سب ہی اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ یقیناً سب ہی حیران تھے شاید۔۔۔

وہ یہی سمجھی تھی۔۔۔ اسے ابھی خبر نہیں تھی کہ شیر افگن درانی سب کے سامنے کتنا بڑا انکشاف کر چکا ہے۔۔۔ جو ان دونوں نے اب تک خود سے بھی چھپا رکھا تھا۔۔

"ماما اسے کیسے مرنے دیتی۔۔۔ میرے بابا کا قاتل ہے وہ۔۔۔ اتنی آسان موت کیسے مرنے دیتی اسے۔۔۔"

پرنیاں کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

اس کی اس بات پر وہاں سب کی نگاہیں اس پر جم کر رہ گئی تھیں۔۔۔

"صرف یہی وجہ ہے۔۔ اپنے دشمن کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈالنے کی۔۔۔۔وہ گولی تمہاری زندگی کا خاتمہ بھی کر سکتی تھی۔۔۔ سینہ پر بھی لگ سکتی تھی۔۔۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔یا یہ گولی دشمنی میں نہیں۔۔

اپنے شوہر کی جان بچانے کے لیے کھائی گئی ہے۔۔۔"

اماں بیگم کی بات پر پرنیاں نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔وہ اس وقت بہت تکلیف میں تھی۔۔۔

اپنی رائٹ سائیڈ ہلا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔ایسے میں یہ انکشاف۔۔۔

وہ شاک رہ گئی تھی۔۔۔۔اسے یقین نہیں آیا تھا کہ یہ شخص یہ بات اس طرح سے سب کے سامنے کر گیا ہے۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔"

پرنیاں نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔وہ جو رشتے کو مانتی ہی نہیں تھی۔۔۔ پھر وہ شخص اس رشتے کو پرچار کیسے کر سکتا تھا۔۔۔

وہ خود بھی تو نہیں مانتا تھا اس رشتے کو۔۔۔۔

پرنیاں نے ان سب کی نگاہوں اور سوالوں سے بچنے کے لیے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

یہ وہ شخص کیا کر گیا تھا۔۔۔پرنیاں کو بہت غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔

اماں بیگم نے اس کی حالت دیکھ سب کو منع کر دیا تھا کہ اس حوالے سے کوئی اس سے کوئی بات نہ کرے۔۔۔ان کے لیے اب ان کی یہ پوتی پہلے سے بھی کہیں زیادہ عزیز ہو چکی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ اب صرف ہاشم قبیلے کی سردارنی نہیں تھی۔۔۔وہ شاہی جرگے کے سردار کی بھی سردارنی تھی۔۔۔

وہ سب اسے آرام کرنے کا کہتے کمرے سے جا چکے تھے۔۔پرنیاں کے ساتھ اس وقت صرف ریشم کھڑی تھی۔۔۔

"میرا موبائل کہاں پر ہے۔۔۔؟؟"

اس کے پوچھنے پر ریشم موبائل لے کر قریب آئی تھی۔۔ جس کا

چہرا آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔

"تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔؟؟"

پرنیاں کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اتنی شدتوں سے اس کے لیے تو

رہی تھی۔۔۔

"بی بی جی اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ سردار سائیں تو بہت مضبوط

ہیں۔۔۔ انہیں تو پہلے بھی بہت گولیاں لگ چکی ہیں۔۔۔ بہت بار

قاتلانہ حملے ہوئے ہیں ان پر۔۔۔ اللہ انہیں ہمیشہ سلامت اور

ایسے ہی تندرست رکھے۔۔۔

لیکن وہ اپنی دشمنی خود نبھا سکتے ہیں۔۔۔ آپ کو اس طرح سے بیچ میں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔ آپ کو کچھ ہو جاتا تو ہم کیا کرتے۔۔۔ ہمارے پاس ہماری سردارنی تو صرف آپ ہیں نا۔۔۔"

ریشم اسکی محبت میں بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔ ایک لمحے کے لیے پرنیاں کے لبوں کو بہت دلفریب مسکان چھو گئی تھی۔۔۔

"اس کو کیسے اپنی آنکھوں کے سامنے مرنے دیتی۔۔۔"

پرنیاں نے یہ بات دل میں ہی کہی تھی۔۔۔

"پہلے کتنی بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں اس پر۔۔۔"

یہ بات پرنیاں کے دماغ میں اٹک کر رہ گئی تھی۔۔۔

"بہت بار بی بی جی۔۔۔وہ جتنے بڑے سردار ہیں۔۔۔اتنے ہی دشمن ہیں ان کے یہاں۔۔۔کئی بار مارنے کی کوشش کی گئی ہے انہیں۔۔۔مگر اسے اللہ رکھے اسے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔

سردار سائیں کے ساتھ اتنے سارے قبیلے کے لوگوں کی دعائیں ہیں۔۔۔انہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔"

ریشم کو لگا تھا کہ اس کی بات سن کر پرنیاں پریشان ہو گئی ہے۔۔۔ اسی خاطر وہ تسلی دیتے بولی تھی۔۔۔

"ہاں بالکل۔۔۔ جس انسان کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہو۔۔۔

وہ بھلا کسی اور کی گولی سے کیسے مر سکتا ہے۔۔۔'

اس کی بات پر ریشم نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

"نمبر ملا کر دو مجھے اس کا۔۔۔"

پرنیاں نے ریشم سے موبائل مانگا تھا۔۔۔

"بی بی جی سردار سائیں آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔وہ پورا وقت باہر کھڑے رہے۔۔۔وہ اتنے پریشان تھے جیسے ان کی جان اٹکی ہو۔۔۔آپ کو ان سے صلح کر لینی چاہیے۔۔۔"

ریشم اس کی بات سن کر خود کو بولنے سے روک نہیں پائی تھی۔۔۔

جبکہ محبت کے نام پر پرنیاں کی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔غصے کے مارے اس کا دل چاہا تھا وہ اٹھ سکے اور یہ بات زبان پر لانے والی ریشم کا منہ توڑ دے۔

"آج یہ بات کی ہے۔۔۔ آئندہ اگر ایسا کوئی گھٹیا لفظ تمہاری زبان پر آیا تو زبان کھینچ لوں گی میں تمہاری۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔"

پرنیاں غصے سے دھاڑی تھی۔۔۔ ریشم اس کو پہلی بار اتنے غصے میں بات کرتے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ورنہ وہ ہمیشہ بہت نرمی اور محبت سے بات کرتی تھی۔۔۔

ریشم ڈرتی گھبراتی موبائل اسے پکڑاتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

پرنیاں نے اس شخص کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔جو پہلی ہی بیل پر پک کر لیا گیا تھا۔

جیسے مقابل موبائل ہاتھ میں لے کر بیٹھا ہو۔۔۔

"شیر افگن درانی کس سے پوچھ کر اور کیوں تم نے اس رشتے کے بارے میں سب کو بتایا۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری دلہن بن کر اس حویلی میں آؤں گی۔۔۔

تم ایک انتہائی۔۔۔"

پرنیاں کی غصے کی مارے دماغ کی شریانے باہر کو ابھر آئی تھیں۔۔۔

اسے بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔۔وہ یہ بات کبھی باہر نہیں لانا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ شخص دوسری شادی کرلیتا۔۔

یا کچھ بھی کرتا۔۔۔ مگر پرنیاں اپنا نام اس طرح بیچ میں آنے پر سلگ اٹھی تھی۔۔۔

"تم سے کس نے کہا تمہیں اپنی بیوی بنا کر حویلی میں لانے کے لیے تڑپ رہا ہوں۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔"

دوسری جانب اس شخص کے انداز میں بھی سنگینی واضح تھی۔۔۔

"تم نے جو آج حرکت کی ہے۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں اس کے لیے تمہیں معاف کروں گا۔۔ تم نے کس حیثیت سے میرے نام کی گولی کھائی ہے۔۔۔"

وہ چنگارتی آواز میں بولا تھا۔۔۔

پرنیاں کی جانب سے خاموشی چھاگئی تھی۔۔۔

"مجھے جواب سنایے۔۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔پرنیاں کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہوا تھا۔۔

"میرا احساب دیئے بغیر تم کیسے مر سکتے ہو۔۔۔"

اس کی آواز بھرا سی گئی تھی۔۔اب دوسری جانب سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

اور پھر کال کاٹ دی گئی تھی۔۔پرنیاں کو اپنے آنسوؤں پر غصہ آ رہا تھا۔۔جو اب بلاوجہ بہہ رہے تھے۔۔۔

اس کے سامنے بار بار وہ منظر گھوم رہا تھا۔۔۔جب وہ گولی شیر

افگن پر چلی تھی۔۔۔نشانہ اس کا سینہ تھا۔۔۔

پرنیاں نے رخ بدلنا چاہا تھام۔۔جب کندھے میں ہوتے درد پر اس

کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رات کا نجانے کونسا پہر تھا۔۔جب پرنیاں کی آنکھ انجانے احساس

سے کھلی تھی۔۔۔

وہ آج رات ہاسپٹل میں ہی تھی۔۔۔ڈاکٹرز نے کل ڈسچارج کرنا

تھا۔۔۔

جب وہ سوئی تھی تو کمرے میں بلب روشن تھا۔اس قریب کرسی پر افشاں بیگم بیٹھی تھیں اور پیچھے صوفے پر ریشم سوئی تھی۔۔۔

مگر اس وقت ہر جانب گہرا اندھیرا اور سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔

جب اسے اندھیرے میں کوئی ہیولہ سا اپنی جانب بڑھتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

پرنیاں نے ساکت نگاہوں سے اس جانب دیکھا تھا۔۔

"کک کون ہو تم۔۔۔؟؟"

پرنیاں مارے خوف کے ہکلا سی گئی تھی۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔اس کے وجود کی مسحور کن مہک محسوس کرتے پرنیاں اپنی مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔۔۔بیڈ پر اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔۔؟؟"

پرنیاں کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔جب اسی لمحے اس نے اس شخص کو اپنے اوپر جھکتے پایا تھا۔۔۔

اس کی سانسیں سینے میں اٹک گئی تھیں۔۔۔

"تم حساب مانگ رہی تھی۔۔۔"

اس کے کان کی لوح پر جھکتا وہ اس پر اپنے لبوں کی جارحانہ کاروائی کرتا اسے شرم سے سرخ کر گیا تھا۔۔۔اس نے بیڈ کی چادر کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

وہ ہل نہیں سکتی تھی۔۔۔اس کے کندھے میں درد تھا۔۔۔وہ بالکل ساکت پڑی تھی۔۔۔

اور یہ شخص اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔۔

"شیر افگن فاصلے پر رہو۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

پرنیاں چیخی تھی۔۔۔جب وہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔

"آہستہ بولو۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔تمہاری یہ چیخیں باہر کھڑے ملازمین کے سامنے کیا ظاہر کریں گی۔۔۔کہ شیر افگن درانی ان کی سر دارنی کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔۔۔

بنا کچھ کیے ہی الزام اپنے سر لینے کا کوئی خاص شوق نہیں ہے مجھے۔۔۔"

اس کی گرم سانسیں پرنیاں کے چہرے کو جھلسانے لگی تھیں۔۔

وہ اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔وہ شخص کیوں آگیا تھا اس کے

اتنے قریب۔۔۔۔۔

پرنیاں کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔احساسات و جذبات تو

دونوں طرف سے منجمند ہو چکے تھے۔۔۔پھر یہ کونسا احساس تھا جو

اس کے قریب آنے پر دل پر حاوی ہونے لگا تھا۔۔۔

اس شخص کی سانسیں پرنیاں کو اپنی گردن پر محسوس ہوئی

تھیں۔۔۔

"کیوں کیا ایسا۔۔۔؟؟"

ہلکی آواز میں غرایا تھا۔۔۔اس کے لہجے میں شعلوں کی سی لپک تھی۔۔

وہاں ہر گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔ آواز تھی تو صرف ان سانسوں کی۔۔۔

جو آج بہت لمبے عرصے بعد اس طرح سے اتنے قریب تھیں۔۔۔

پرنیاں کو اپنی گردن سلگتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔وہ تکلیف میں تھی۔۔۔ مگر اس شخص کا غصہ ہر شے پر بھاری تھا۔۔۔

"جواب دو پرنیاں ہاشم۔۔۔کیوں کیا ایسا تم نے۔۔۔؟؟؟جب ہمارے راستے بہت پہلے جدا ہو چکے ہیں تو کیوں یہ حرکت کی تم نے۔۔"

وہ غصے کی انتہا پر تھا۔۔۔اس لڑکی نے اس کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈالی تھی۔۔۔جس بات پر اس شخص کا دماغ خراب تھا۔۔۔

"جب تک تم اپنا جرم قبول نہیں کر سکتے۔۔میں کیسے مرنے دے سکتی ہوں تمہیں۔۔۔میرے بابا کے قاتل ہو تم۔۔۔تمہارے وجود میں گولیاں میں اتاروں گی۔۔"

پرنیاں نے اس کے آگ اگلتے لمس پر سلگتے بہت کمزور سی آواز

میں جواب دیا تھا۔۔

جس کے بدلے مقابل نے جو حرکت کی تھی۔۔اس کے لبوں سے

بے ساختہ سسکاری نکل گئی تھی۔۔۔

وہ غصے سے اس کے شہہ رگ پر اپنے لبوں سے قہر ڈھاتا مونچھوں

کی سختی سے اسے لال کر گیا تھا۔۔

وہ اس کے حصار میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔۔

"شیر افگن درانی دور ہو جاؤ۔۔۔ تم میری بے بسی اور کمزوری سے فایدہ نہیں اٹھا سکتے۔۔"

پرنیاں کی جان حلق میں اٹک چکی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی کہ شخص اس وقت غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

وہ یہاں اپنا غصہ نکالنے آیا تھا۔۔۔اور وہ اس کے ہاتھ لگ گئی تھی۔۔

"کیوں ایسا کرنے کا حق صرف تمہارے پاس ہے۔۔۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتا اس کے چہرے کو ہلکا سا اوپر اٹھا گیا تھا۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لیمپ آن کیا تھا۔۔۔

اس حسین چہرے کو وہ بہت قریب سے دیکھ پا رہا تھا۔۔۔ پرنیاں کی جان نکل رہی تھی اس کی مہک اور اس وحشیانہ لمس پر۔۔۔

وہ ایسی ملاقات کبھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ یہ شخص جنونی تھا۔۔۔ اور وہ اس جنون میں نہیں ڈوبنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کا دل اتنے زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ جیسے ابھی باہر آن ٹھہرے گا۔۔۔ اس کی دھڑکنیں مقابل بھی سن پا رہا تھا۔۔۔

"میرے بابا نے آخری ملاقات میں کیا کہا تھا تم سے۔۔۔ کیوں مارا تم نے انہیں۔۔۔۔"

پرنیاں کے لبوں سے سسکی کی صورت یہ سوال نکلا تھا۔۔۔

جب اسے اس شخص کے اعنابی ہونٹوں کا دہکتا لمس اپنی ٹھوڑی پر محسوس ہوا تھا۔۔وہ شخص اپنے نکل حواسوں میں رہ کر اپنی شدتیں اس پر انڈیل رہا تھا۔ جیسے اپنا غصہ نکال رہا ہو۔۔۔

"اس آخری ملاقات میں تمہارے بابا چاہتے تھے میں تمہیں طلاق دے دوں۔۔"

یہ بات کرتے پرنیاں نے اس کی آنکھوں میں خون اترتے دیکھا

تھا۔۔۔

"تو اس وجہ سے تم نے انہیں مار دیا۔۔۔"

پرنیاں نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ شیر افگن کی

نگاہیں ان قاتلانہ نقوش سے الجھ رہی تھیں۔۔ وہ گداز ملائم ہونٹ

بار بار آنسوؤں سے بھیگ رہے تھے۔۔۔

وہ شخص جھکا تھا اور اس کے لبوں کی وہ نمی اور کپکپاہٹ اپنے لبوں

میں اتار گیا تھا۔۔۔ اس کے انداز میں ایک سلگتا ہوا احساس

تھا۔۔۔ جو پرنیاں کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔۔۔اس نے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔وہ ایک ہاتھ سے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔اس کے ناخن شیر افگن کی گردن پر خراشیں ڈال گئے تھے۔۔

مگر اس شخص کی شدت میں کمی نہیں آئی تھی۔۔۔۔وہ ایسے کی اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اسے کچھ باور کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں کو لگا تھا اس کی سانسیں رک جائیں گی۔۔۔وہ اس کی بانہوں میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ میں نے تمہارے بابا کو مارا

ہے۔۔۔۔وہ طلاق چاہتے تھے میں نے انکار کر دیا۔۔۔اگلی بار مجھ

پر یہ الزام تب لگانا جب تمہارے پاس اسے ثابت کرنے کے لیے

ثبوت موجود ہوں۔۔۔

اگر یہاں رہنا چاہتی ہو تو دوبارہ میرے راستے میں مت آنا۔۔۔

مجھے کوئی گولیوں سے چھلنی بھی کر دے۔۔تم ایک قدم بھی میری

جانب نہیں بڑھاؤ گی۔۔۔"

وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اب چنگارتی ہوئی آواز میں اسے

وارن کر رہا تھا۔

اس کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا اس کا لمس اس لڑکی کے لیے ناگواریت بھرا تھا۔۔۔اسی خاطر وہ یہ حربہ آزما کر اسے باز رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔تم مر جاؤ۔۔۔۔اب میں بھی یہی دعا کروں گی کہ تم مر ہی جاؤ۔۔۔تب ہی سکون ملے گا مجھے۔۔۔"

وہ بھی چیخ پڑی تھی۔۔۔۔شیر افگن نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر لیمپ بند کر دیا تھا۔۔۔پرنیاں کو اس کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا احساس نظر آیا تھا۔۔۔

جب اگلے ہی پل اسے اس شخص کا ہاتھ اپنی شہہ رگ سے ہوتا گردن سے نیچے سرکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

پرنیاں کی جان نکل گئی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی پل وہ شخص کوئی بھی گستاخی سرزد کیے بغیر اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔۔۔ پرنیاں نے اپنی رکی رکی سانسیں بحال کی تھیں۔۔۔

اس کے جانے کے بعد اس نے اپنی گردن سے نیچے موجود اپنے نشان کو چھوا تھا۔۔۔

جو اس بے رحم کا ہی دیا ہوا تھا۔۔۔۔ جس کی تلاش میں اس شخص نے یہ حرکت کی تھی۔۔۔ مگر پھر اپنا حق استعمال کیے بغیر پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کی سانسیں اس کے جانے کے بعد بھی نارمل نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

رنگت خطرناک حد تک سرخ تھی۔۔۔ پورے وجود پر کپکپاہٹ طاری تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی مہلت اور نرمی دکھا کر گیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ زخمی تھی۔۔۔

ورنہ یہ شخص جب غصے میں ہوتا تھا تو۔۔۔ پرنیاں کی دھڑکنیں

اٹکنے لگی تھیں۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ نے ہم سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی۔۔۔؟؟"

اس وقت نور حویلی کے بڑے سے ہال کمرے میں سبھی لوگ

موجود تھے۔۔ پچھلے ایک ہفتے سے شیر افگن اپنے کاموں میں

بہت مصروف رہا تھا۔۔ اور سردار بیگم کی طبیعت ناساز تھی۔۔

اسی وجہ سے اس معاملے پر کوئی بات نہیں ہو پائی تھی۔۔

آج وہ مکمل فرصت سے واپس آیا تھا۔۔۔ جس کے بعد سر دار بیگم اپنے سوالات اور شکووں کے ساتھ اس کے سامنے تھیں۔۔۔ آج تک کبھی سر دار بیگم نے اس سے کسی بھی معاملے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔۔۔

مگر یہ معاملہ ہی ایسا تھا کہ سر دار بیگم کو کسی صورت چین نہیں مل رہا تھا۔۔۔ روبینہ ہاشم کی وہ قیامت خیز حسن رکھنے والی پوتی جس کو جب سے دیکھا تھا۔۔۔

ان کے اپنے ہوش اڑے ہوئے تھے۔۔۔ وہ بے پناہ حسین تو تھی ہی۔۔۔ اوپر سے اس کی بے خوفی نڈر انداز اور کانفیڈ نٹس۔۔۔۔

وہ اتنی پرکشش اور قاتلانہ اداؤں کی مالک تھی کہ اس کے حسن کے چرچے انہیں ہر قبیلے سے سننے کو مل رہے تھے۔۔۔اس لڑکی کر بہت سارے لوگوں کی نظریں تھیں۔۔۔

انہیں یہ بھی سننے کو ملا تھا کہ ان کا بھتیجا اپنے بیٹے ولید لغاری کے لیے پرنیاں کا رشتہ مانگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔جو سن کر سردار بیگم بہت خوش ہوئی تھیں۔۔۔

وہ کسی قیمت پر نہیں چاہتی تھیں کہ اس لڑکی کی جانب ان کے پوتے کا زرا سا بھی دھیان جائے۔۔۔جب سے شیر افگن نے اسے

گدی سونپی تھی۔۔۔ان کی جان سب سے زیادہ سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

وہ کسی قیمت پر نہیں چاہتی تھیں کہ ان کا پوتا روبینہ ہاشم کی پوتی کی جانب دیکھے بھی سہی۔۔۔

مگر ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جس طوفان سے وہ اتنا خوف کھائے بیٹھی تھیں۔۔۔وہ تو پہلے ہی گزر چکا تھا۔۔۔

وہ لڑکی ان کے سردار پوتے کی بیوی تھی۔۔۔اور اس حویلی کی اگلی سردار بیگم بھی۔۔۔۔

جو جگہ ہونے کے لیے روبینہ ہاشم کو انہوں نے ساری زندگی تڑپایا تھا۔۔۔وہ جگہ کیسے اتنی آسانی سے ان کی پوتی کے ہاتھ لگنے دیتیں وہ۔۔۔

وہ اس وقت شیر افگن سے زندگی میں پہلی بار اتنی خفا ہوئی تھیں۔۔۔

"آپ نے کیوں کیا اس لڑکی سے نکاح۔۔جو ہمارے دشمن ہیں۔۔۔کب ہوا یہ نکاح۔۔۔؟؟"

سردار بیگم بہت ضبط سے اس سے یہ سوال پوچھ رہی تھیں۔۔۔

"یہ نکاح بابا سائیں اور نصیر چچا نے اپنی مرضی اور رضا سے کروایا تھا۔۔۔ آج سے گیارہ سال پہلے۔۔۔ جب افشاں چچی اور پرنیاں یہ ملک چھوڑ کر گئی تھیں۔۔۔ اس سے پہلے۔۔۔ شایان کے قتل سے پہلے ہوا تھا کہ نکاح۔۔۔"

وہ تفصیل بتا رہا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب ساکت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔

گیارہ سال سے یہ اتنا بڑا راز چھپا ہوا تھا۔۔۔ کسی کو ذرا سی بھنک بھی نہیں لگنے دی گئی تھی۔۔۔

سردار بیگم اور گھر کی باقی سبھی لوگ حیران و بے یقین تھے۔۔۔

سردار شیر زمان جو اپنے باپ دستگیر درانی کے جانشین تھے۔۔۔

اپنے باپ کے آخری وقت میں انھوں نے اپنے باپ سے وعدہ لیا

تھا کہ وہ ان کی اولاد کی اس تقسیم کو ختم کریں گے۔۔۔

وہ سب سے بڑے تھے۔۔۔وہ چاہتے تھے کہ یہ دشمنی ختم

ہو۔۔۔

وہ اور نصیر الدین ہاشم خفیہ طور پر گٹھ جوڑ بنا چکے تھے۔۔۔وہ

جانتے تھے اگر یہ سب سر عام کیا گیا تو ان کے دشمن ایسا نہیں

ہونے دیں گے۔۔۔اسی خاطر اس نکاح کو بہت خفیہ رکھا گیا

تھا۔۔۔

دستگیر درانی کے خاندان کے اندر جاری اس نفرت اور خونریزی کو ختم کرنے کی جانب یہ پہلا قدم تھا ان کا۔۔۔ جو انہوں نے اپنے باپ کے کہنے پر ہی کیا تھا۔۔۔ دستگیر درانی کی وصیت میں تھا کہ شیر زمان کے بعد ان کا پوتا شیر افگن ان کی گدی سنبھالے گا۔۔۔

کہ بات کوئی نہیں جانتا تھا کہ نصیر الدین ہاشم اپنے باپ کے آخری لمحات میں ان کے پاس تھے۔۔ ان کی زیادتیوں کو معاف کر کے ان سے وعدہ کر گئے تھے کہ وہ اس دشمنی کو ختم کریں گے۔۔۔

مگر ان میں سے کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ قدرت انہیں پھر سے کو

آزمائش میں ڈال دے گی۔۔۔۔

وہ پرنیاں اور شیر افگن کے نکاح کو کچھ وقت تک سامنے لانا چاہتے

تھے۔۔۔اس وقت شیر افگن کی عمر اٹھارہ سال تھی اور پرنیاں

پندرہ سال کی تھی۔۔ان دونوں کی مکمل رضا اور خوشنودی سے یہ

فیصلہ کیا گیا تھا۔۔

لیکن انہیں بھی خبر نہیں تھی کہ یہ ایک رشتہ ان کی پوری زندگی

داؤ پر لگا دے گا۔۔۔

ان کی زندگی کا سکون اور سکھ چین چھین لے گا ان سے۔۔۔۔

نکاح کے ایک ہفتے بعد شایان کا قتل ان سب کے بیچ بنتے اس خوشگوار تعلق کو ختم کر گیا تھا۔۔۔

شایان کے قتل کا الزام شیر افگن پر آیا تھا۔۔۔

جس کے بعد نصیر الدین ہاشم دکھ، صدمے اور غصے سے اپنا آپا کھو بیٹھے تھے۔۔۔

انہوں نے باپ کی اذیت کو دیکھتے ان کی ساری زیادتیوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دیا تھا۔۔۔ مگر اس کے بدلے انہیں کیا ملا تھا۔۔۔ ان کے بیٹے کو ان سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔

اُنہیں اس وقت اپنی ماں بالکل ٹھیک لگی تھیں۔۔۔یہ سوتیلے کبھی سگے نہیں بن سکتے تھے۔۔۔۔

ان کے اکلوتے بیٹے کو مار دیا گیا تھا۔۔۔سب اس بات کا الزام افشاں بیگم پر ڈالتے تھے۔۔۔مگر پرنیاں کو ہمیشہ کے لیے وہاں سے بھیجنے والے وہ خود تھے۔۔۔۔

وہ تڑپتے تھے اپنی بیٹی سے ملنے کی خاطر۔۔۔مگر اس کو واپس نہیں بلاتے تھے۔۔۔وہ جانتے تھے ان کی بیٹی کی جان کو زیادہ خطرہ تھا۔۔۔

شیر زمان نے ان سے دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر نصیر الدین ہاشم ان باپ بیٹے کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔۔ جنہوں نے انہیں زندگی کے بہت بڑے دکھ سے دوچار کیا تھا۔۔۔

نصیر الدین ہاشم نے اسی وقت شیر افگن سے پرنیاں کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا تھا۔۔۔ پرنیاں خود بھی ایسا ہی چاہتی تھی۔۔۔ نکاح سے پہلے اور بعد میں وہ دونوں ملتے تھے۔۔۔

ان کے درمیانی تعلق کہ نوعیت کیا تھی یہ ان کا دل جانتا تھا۔۔۔

مگر پرنیاں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی جوان بھائی کی لاش

دیکھی تھی۔۔۔۔اس خون میں لت پت جان کہ بازی ہارتے دیکھا

تھا۔۔۔اس وقت بندوق اٹھائے وہاں صرف ایک ہی انسان کھڑا

تھا۔۔۔

شیر افگن درانی۔۔۔۔وہ تو شایان کا بہت اچھا دوست تھا۔۔۔

دونوں مستقبل کے سردار تھے۔۔۔پھر شیر افگن نے اس کے

ساتھ ایسا کیوں کیا تھا۔۔۔

اس سوال کا جواب پرنیاں کو اب تک نہیں مل پایا تھا۔۔۔اپنے

شوہر کے ہاتھوں بھائی کا قتل ہوتے دیکھنا کسی بھی لڑکی کی زندگی

کا سب سے دردناک منظر تھا۔۔ وہ اس تکلیف سے گزر چکی تھی۔۔۔

وہ وہاں سے نہیں جانا چاہتی تھی۔۔ مگر اس کے بابا نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔۔۔ وہ بیٹے کو تو اس دشمنی کی نذر ہونے سے نہیں بچا پائے تھے۔۔۔۔ بیٹی کو کھو کر انہوں نے بالکل ختم ہو جانا تھا۔۔۔

پرنیاں ایک وعدے کے ساتھ وہاں سے گئی تھی کہ وہ اسے شیر افگن سے طلاق دلوائیں گے اور اس انسان کے منہ سے اس کا جرم قبول کروا کر اسے موت کے گھاٹ اتاریں گے۔۔

جس نے یہ ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ اس نے قتل کیا ہے۔۔۔

پرنیاں نے کی اسے دیکھا تھا۔۔۔ اسے اس شخص کی مکر جانے پر
شدید نفرت محسوس ہوئی تھی اس سے۔۔۔ وہ ہی اس قتل کی گواہ
تھی۔۔۔

گیارہ سالوں میں وہاں کیا ہوا تھا۔۔۔ اس کے بابا نے اسے کبھی کچھ
نہیں بتایا تھا۔۔۔ قسم دی تھی اسے کہ وہ نہ تو واپس آئے گی۔۔۔
نہ ان سے وہاں کی دشمنیوں کے بارے میں پوچھے گی۔۔۔

وہ اسے طلاق دلوانے کا وعدہ کر چکے تھے۔۔۔ جس کا زیادہ زور
پرنیاں نے ہی دیا تھا ان پر۔۔۔۔

مگر شیر افگن ایسا کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا اس کے باپ کو اس سے چھین لیا جائے گا۔۔۔

جرگے میں شیر زمان اور نصیر الدین ہاشم کا جھگڑا ہوا تھا۔۔۔

جس میں دونوں نے ایک دوسرے کو بہت کچھ کہا تھا۔۔۔ مرنے مارنے کی دھمکیاں بھی دی گئی تھیں۔۔۔

اور اگلے ہی دن شیر زمان کا قتل کر دیا گیا تھا۔۔۔ شیر افگن اس وقت اس قدر غم وغصے کا شکار تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ہاشم حویلی میں جا کر نصیر الدین ہاشم کے سینے پر گولیاں برسا دے۔۔۔

اسے ہر جانب سے بہت اکسایا گیا تھا ایسا کرنے کو۔۔۔

اس وقت میں اس نے خود کو کیسے سنبھالا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔۔

اس کی زندگی کا بہت مشکل وقت تھا وہ۔۔۔۔ اس نے نہ تو نصیر الدین کو گدی سے اتارا تھا اور نہ ہی اسے قتل کیا تھا۔۔۔

جو بات وہاں بہت سارے لوگوں کو آگ لگا گئی تھی۔۔۔ جس کے جواب میں وہ بس اتنا ہی کہتا تھا کہ وہ درست وقت کی تلاش میں ہے۔۔۔ اور پھر وہ درست وقت جب آیا تھا تو نصیر الدین ہاشم کے نام کو بھی ہمیشہ کے لیے مٹا گیا تھا۔۔۔

وقت بہت ظالم تھا۔۔۔ جس بات کی گواہ تھے شیر افگن درانی اور پرنیاں ہاشم۔۔۔

جنہوں نے اس ظلم کو سب سے زیادہ سہا تھا۔۔۔ اپنوں کو کھویا تھا۔۔۔

دھوکے اور فریب کی مار کھائی تھی۔۔۔ اب وہ دونوں اس دشمنی میں ایک دوسرے کے سینے پر زخم کی مہر لگانا چاہتے تھے۔۔۔ ایسا درد دینا چاہتے تھے کہ اگلا بلبلا اٹھتا۔۔۔

مگر وہ دونوں ایک دوسرے کو اتنی جلدی مرنے نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔ یہ جنگ بندی اتنی جلدی نہیں ہو سکتی تھی اب۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"شیر زمان ان لوگوں سے صلح کرنا چاہتا تھا۔۔۔"

سردار بیگم صدمے سے دوچار ہوئی تھیں۔۔۔انہیں ان کے بھتیجے نے اس بارے میں بتایا تھا اس وقت۔۔۔وہ اندر کی ساری خبریں رکھتے تھے۔۔۔مگر سردار بیگم ماننے کو تیار نہیں تھیں کہ ان کا بیٹا ایسا کر سکتا ہے۔۔

وہ دوستی زیادہ وقت قائم ہی نہیں رہی تھی۔۔۔شایان کے قتل نے سب ختم کر دیا تھا۔۔

اسی وجہ سے وہ بات بھی وہیں دب گئی تھی۔۔۔ مگر انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ اس امن کا پوری طرح سے خاتمہ نہیں ہوا تھا۔۔۔اس کے آثار اب بھی باقی تھے۔۔۔

عالم صاحب اور امان صاحب خاموشی سے ماں کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔ان کے بھائی نے ان پر بھی اتنا اعتبار نہیں کیا تھا کہ انہیں اس حوالے سے کبھی بتاتے۔۔۔

"میرے بیٹے کے قاتل ہیں وہ لوگ۔۔۔ آپ اب بھی اس خاندان کی بیٹی کو اپنے نام سے جوڑے رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔؟"

سردار بیگم کا جلال کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اس گھر کی باقی سب افراد جو اب امن چاہتے تھے۔۔۔ ان کے دل ہول رہے تھے۔۔

سردار بیگم کسی قیمت پر یہ رشتہ مزید قائم نہیں رہنے دینے والی تھیں۔۔۔ شیر افگن ان کی بہت عزت اور محبت کرتا تھا۔۔۔

وہ ان کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ اگر اس نے ان کی بات مان کر یہ رشتہ ختم کر دیا تو۔۔۔

یہ سوچ کر سب ہی دل ہی دل میں دعا گو تھے کہ شیر افگن ایسا کچھ نہ کرے۔۔۔

"وہ اسی خاندان کی بیٹی ہے۔۔۔ دستگیر درانی کی پوتی ہے۔۔۔ یہ نام تو پہلے سے اس کا ہے۔۔۔"

شیر افگن نے ان کی جانب دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

سردار بیگم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس خاندان کا دفاع کرنے کا حوصلہ صرف شیر افگن درانی میں ہی تھا۔۔۔

اسفند نے احمر کو کہنی مارتے فخریہ انداز میں اپنے بھائی کو دیکھا تھا۔۔۔

سردار بیگم کو اس جواب نے آگ کی لپیٹ میں لیا تھا۔۔۔

"آپ کے داداسائیں اپنی زندگی میں ان سے یہ نام چھین چکے تھے۔۔۔ آپ بھول رہے ہیں یہ بات۔۔۔"

سردار بیگم اس وقت لحاظ بھول چکی تھیں کہ ان کے سامنے آن کی شاہی جرگے کا سردار بیٹھا تھا۔۔۔

وہی پوتا جس کے فیصلوں پر کبھی انہوں نے سوال نہیں اٹھایا تھا۔۔۔

"داداسائیں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں انہیں واپس سے اپنی جائیداد اور نام میں حصہ دار بنا دیا تھا۔۔۔ ان کی وصیت پر

لکھی ہے یہ بات۔۔۔ جس سے اب تک صرف بابا اور نصیر الدین

چچا کے بعد میں واقف تھا۔۔۔

اور اب آپ سب کو علم ہو رہا ہے۔۔۔"

اس شخص کا لہجہ بہت مضبوط اور پختہ الفاظ تھے۔۔۔ وہ ہر بات کے

ساتھ انکشاف کر رہا تھا۔۔۔

سردار بیگم کی رنگت بالکل زرد ہو چکی تھی۔۔۔۔ باقی سب بھی ان

جھٹکوں پر حیرت زدہ تھے۔۔۔

عالم صاحب نے ماں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔کہیں نہ کہیں وہ بھی اب نرم پڑ رہے تھے۔۔۔انہیں اپنے باپ کے آخری لمحوں کی تڑپ یاد تھی۔۔۔انہوں نے اپنی دوسری بیوی کی چاہ میں اپنی پہلی بیوی اور بچوں کے ساتھ بہت زیادتی کی تھی۔۔۔

وہ مرنے سے پہلے اپنے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے تھے۔۔۔وہ معافی چاہتے تھے۔۔۔جو انہیں نہیں مل سکی تھی۔۔۔۔اپنے باپ کی اذیت کا سوچتے وہ دونوں بھائی بھی اس وقت بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔۔۔۔

مگر سردار بیگم سے ٹکرانے کا حوصلہ نہیں تھا ان میں۔۔۔۔

یہ کام شیر افگن درانی ہی کر سکتا تھا۔۔۔اور کر بھی رہا تھا۔

وہ بہت ضبط سے بول رہا تھا۔۔۔اس کے لہجے میں کسی بھی طرح کی لچک نہیں تھی۔۔۔

"کسی اور کو پتا چلنا بھی نہیں چاہیے اس وصیت کا۔۔۔یہی دبا دیں اسے۔۔۔انہوں نے خود اپنا حصہ چھوڑا تھا۔۔۔میرے شوہر کی اذیت کی وجہ بھی وہ عورت ہے۔۔۔اور میرے بیٹے کو قتل بھی اس نے اور اس کے بیٹوں نے کروایا ہے۔۔۔

وہ سوتیلے ہیں آپ کے۔۔۔کبھی سگے نہیں بن سکتے۔۔۔نہ وہ لڑکی کبھی اس حویلی میں آپ کی بیوی بن کر آئے گی۔۔۔میں نے

حشمت علی سے بات کرلی ہے۔۔۔ان کی بیٹی تسمیہ سے شادی

ہو گی آپ کی۔۔۔

اب تک آپ کا ہر فیصلہ مانا ہے۔۔۔اب آپ کو بھی میرا یہ فیصلہ

ماننا پڑے گا۔۔۔

ورنہ۔۔۔"

وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ گئی تھیں۔۔۔ان کا چہرا غضبنا کی سے

لال تھا۔۔۔

"ورنہ کیا۔۔۔؟؟"

شیر افگن درانی نے صوفے پر پیچھے کو ہو کر بیٹھتے پوچھا تھا۔۔

سب دم سادھے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔اسی بات کی دعا گو کہ شیر افگن کمزور نہ پڑے اپنی عزیز از جان سردار بیگم کے سامنے۔۔۔

"میرا مرا ہوا منہ دیکھیں گے آپ اور میری موت کے زمہ دار آپ ہونگے۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے طلاق دے کر اپنا نام ہٹائیں اس کے نام سے۔۔۔"

سردار بیگم اپنا حکم صادر کرتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔ان کے انداز میں زرا سی لچک بھی نہیں تھی۔۔

سب کی سانسیں رک گئی تھیں۔۔۔ شیر افگن کے توانا کندھوں پر بہت بھاری بوجھ تھا۔۔۔۔ جسے وہ اٹھانے کی طاقت بھی رکھتا تھا۔۔۔

"میں اسے کبھی طلاق نہیں دوں گا۔۔۔۔"

وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ سردار بیگم نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ لڑکی اتنی اہم تھی ان کے پوتے کو کہ وہ اس کی خاطر ان کی اتنی بڑی دھمکی کو بھی ٹال گیا تھا۔۔۔

"اپنی دادی پر آپ اس دشمن کی بیٹی کو فوقیت دے رہے ہیں۔۔۔ وہ ڈرامہ کر کے اس نے شاید آپ کے دل میں اپنی جگہ بنالی ہے۔۔۔وہ قاتلانہ حملہ بھی انہیں کی طرف سے تھا اور وہ آپ کو بچانے کا ناٹک ہی اسی لیے کیا گیا۔۔۔'

سردار بیگم کو اس لڑکی کی چالاکی پر غصہ آرہا تھا۔۔۔۔

ان کی بات پر وہ عجیب سے انداز میں ہنسا تھا۔۔۔۔خوبرو وجیہہ چہرے پر زخمی مسکراہٹ سج گئی تھی۔۔۔۔سب نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"اسے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں مارنا چاہتی ہے مجھے۔۔۔اسی وجہ سے اس نے مجھے بچایا۔۔۔ ہم دشمن ہیں ایک دوسرے کے۔۔۔میں اسے اپنے نام کی زنجیر میں قید رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

شیر افگن چند سیکنڈز میں سب کی سوچ پلٹ گیا تھا۔۔۔۔

وہ کسی جذبے کے تحت نہیں بلکہ نفرت میں اسے اپنے ساتھ جوڑے رکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

ان سب کزنز نے اترے ہوئے چہروں کے ساتھ ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

سردار بیگم تھوڑی ڈھیلی پڑ گئی تھیں۔۔۔وہ اپنے اس پوتے پر شک کر بھی کیسے سکتی تھیں۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کہتیں وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

اسفند جو احمر کو اشارہ کر رہا تھا کہ وہ بھی اپنا کیس رکھ دے آج۔۔

لیکن چند لمحوں میں ماحول کو یکسر بدلتے دیکھ وہ خود ہکا بکا رہ گیا تھا۔۔

"میرا کیا بنے گا اب۔۔۔؟؟"

اس کی روہانسی صورت دیکھ اسفند اور بہروز نے بہت مشکل سے

اپنا قہقہہ روکا تھا۔۔۔

جس بچارے کا بیٹھے بیٹھے نقصان ہو گیا تھا۔۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے وہ سب ہی بہت خوش تھے۔۔ کہ اب سب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ مگر پھر سے سب الٹ گیا تھا۔۔۔

سردار بیگم کو شیر افگن کی بات دل سے لگی تھی۔۔۔وہ اسے اپنانا

نہیں چاہتا تھا اور آزاد بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اگر اسے کمزور پڑنا ہوتا تو وہ پہلی بار میں ہی اس لڑکی کی حسن کی تابناکیوں کے آگے ڈھیلا پڑ جاتا۔۔۔وہ لڑکی اس کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال چکی تھی۔۔

مگر ان کے پوتے کا دل پھر بھی نرم نہیں ہوا تھا۔۔۔۔تو اب آگے ہو بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

ان کے اندر لگی آگ کی شدت اب کم ہونے لگی تھی۔۔۔۔اسماء بیگم نے خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

کوئی بھی نہیں جانتا تھا کھیل کس کے ساتھ کھیلا جا رہا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"ہمیں آپ سے بات کرنی ہے۔۔"

پورے ایک مہینے کے مکمل بیڈ ریسٹ کے بعد پر نیاں کی بینڈ تج

اب اتر چکی تھی۔۔۔اس نے بہت جلدی ریکور کیا تھا۔۔۔

زخم ابھی بھی باقی تھا۔۔۔مگر وہ اب اپنی مرضی سے بازو ہلا سکتی

تھی۔۔

اسے ابھی کہیں ضروری کام سے جانا تھا۔۔۔جب امیر الدین

صاحب نے اس بلایا تھا۔۔۔

ڈرائینگ روم میں پہلے سے ہی اماں بیگم، قیصر الدین صاحب اور باقی سب بڑے موجود تھے۔۔۔ افشاں بیگم بھی وہاں پر بیٹھی تھیں۔۔

"بیٹا ہمیں لگا تھا اب آپ ہم پر بھروسہ کرتی ہیں۔۔۔ ہم نے اپنی جانب سے آپ کا ہر طرح سے ساتھ دینے کی کوشش کی۔۔۔ آپ کے بابا سائیں کی جگہ ہم چاہ کر بھی نہیں لے سکتے۔۔ لیکن ان کی کمی پوری کرنے کی کوشش ضرور کی ہم نے۔۔۔

ہم نے اس سرداری کے لیے آپ کی مخالفت اسی وجہ سے کی تھی کہ ہم نہیں چاہتے تھے وہ کسی بھی طرح کے خطرے میں

پڑیں۔۔۔ جس سے بچانے کی خاطر بھائی صاحب نے آپ کو خود

سے بھی دور رکھا۔۔۔

مگر ہمیں بہت دکھ ہوا ہے یہ جان کر کہ آپ نے ہم سے اتنی بڑی

بات چھپائی۔۔۔

ہمیں غیروں کی طرح کسی اور کے منہ سے یہ سچ پتا چلا ہے۔۔۔"

امیر الدین ہاشم کی بات سن کر پرنیاں نے ان سب کے چہروں کی

جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

پچھلے اتنے دنوں سے اسکی طبیعت کے خیال سے کسی نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی اس حوالے سے۔۔

مگر وہ جانتی تھی بہت جلد یہ سوال پوچھا جائے گا اس سے۔۔۔

اماں بیگم بھی یہ بات چھپائے جانے پر اس سے خفا نظر آ رہی تھیں۔۔

"میں جانتی ہوں یہ بات کسی اور کے منہ سے سن کر آپ سب مجھ سے خفا ہیں۔۔۔ مجھے بتانا چاہیے تھا آپ سب کو۔۔۔ مگر جو بات میرے لیے ہی کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔ جو میرے لیے انتہائی غیر اہم ہے۔۔

اس کا ذکر میں اپنے سامنے بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔میں جتنی جلدی ہو سکے اس رشتے کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ نفرت ہے مجھے اس انسان سے جو میرے باپ کا قاتل ہے۔۔

میرے بھائی کو مارا ہے اس نے۔۔۔اس انسان کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی میں۔۔۔اس کے ساتھ کوئی رشتہ رکھنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔"

پرنیاں نے بہت ہی تحمل کے ساتھ سب کو اپنے دل کا حال بتا دیا تھا۔۔۔جو سن کر امیر الدین ہاشم نے نگاہیں اٹھا کر اس کے چہرے کو کھو جا تھا۔۔۔

جہاں انہیں نفرت کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔

"ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ بھائی صاحب کو قتل کرنے کے پیچھے شیر افگن کا ہاتھ ہے۔۔۔"

اماں بیگم کسی اور کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑی تھیں۔۔۔ وہ یہ رشتہ کامیاب ہوتے دیکھنا چاہتی تھیں۔۔۔

اس لیے نہیں کہ وہ امن چاہتی تھیں۔۔۔ وہ اس عورت کو تخت سے ہٹانا چاہتی تھیں۔۔۔ اسے ہار سے دوچار کرنا چاہتی تھیں۔۔

اس کا غرور توڑنا چاہتی تھیں۔۔۔

جبکہ باقی سب جو اماں بیگم کی بات پر ان کی حامی تھے۔۔۔ ان کا نظریہ اماں بیگم سے الگ تھا۔۔۔ وہ اس خاندان سے جڑنا چاہتے تھے۔۔۔

وہ یہ نفرت اور دشمنی ختم کرنا چاہتے تھے۔۔۔

"بابا کا قتل ثابت نہیں ہوا۔۔۔ مگر میرے بھائی کا تو ہوا ہے نا۔۔۔ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میں نے۔۔۔"

پرنیاں کی نفرت کم نہیں ہو رہی تھی۔

دروازے میں کھڑے ہو کر اس کی باتیں سنتی تمکین نے بچار گی سے باقی سب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شیر افگن کا فیصلہ بھی ان تک پہنچ چکا تھا۔۔۔ نرمی اور محبت دونوں جانب نہیں تھی۔۔۔

"آپ اگر اتنی نفرت کرتی ہیں سردار سائیں سے تو ان کو بچانے کے لیے اپنی جان خطرے میں کیوں ڈالی۔۔۔۔ وہ گولی آپ کی زندگی ختم کر سکتی تھی۔۔ یہ کسی دشمنی ہے۔۔۔ میں سمجھ نہیں پا رہا۔۔۔"

اریب بھی اندر آچکا تھا۔۔۔اس نے اماں بیگم کے پاس کھڑے

پرنیاں سے سوال کیا تھا۔۔

باقی سب کی سوالیہ نگاہیں بھی اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

سب ہی کہیں نہ کہیں اس سوال کا جواب چاہتے تھے۔۔۔پرنیاں

کی رنگت ایک دم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"کیونکہ میں اسے اپنے ہاتھوں سے مارنا چاہتی ہوں۔۔۔"

پرنیاں نے جواب دیا تھا۔۔۔جس پر باقی سب تو خاموش ہو گئے

تھے۔۔۔

مگر اریب کی نظریں اب بھی پرنیاں پر ہی تھیں۔۔۔

"اتنی نفرت کرتی ہیں ان سے۔۔۔ کہ ان کے سب سے بڑے مخالفین سے ہاتھ ملانے والی ہیں آپ۔۔۔"

اریب کی بات پر سب نے ہی پرنیاں کو تکا تھا۔۔۔

پرنیاں نے خفگی بھری نگاہوں سے اریب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ رہا تھا۔۔۔

"اپنے قبیلے والوں کی بھلائی کے لیے مجھے جو بھی کرنا پڑا میں وہ کروں گی۔۔۔ بابا کی طرح بے خبری میں نہیں ماری جانا چاہتی

میں۔۔۔دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑوں گی بھی سہی

اور اس ہراؤں گی بھی۔۔۔"

پرنیاں نے اریب کو اسی کے انداز میں جواب دیا تھا اور وہاں سے

اٹھ گئی تھی۔۔۔

جبکہ اریب جیسے کچھ دیر پہلے جو شک ہوا تھا۔۔۔وہ اب ختم ہو چکا

تھا۔۔۔

یہ لڑکی واقعی نفرت کی جنگ میں کچھ بھی کر جانے کو تیار تھی۔۔

وہ بہادر خان کے ساتھ سیدھی لغاری مینشن میں آئی تھی۔۔

جہاں احسن لغاری اور اجمل لغاری نے اس کا بہت اچھا استقبال کیا

تھا۔۔۔

"ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے بیٹا کہ آپ نے ہماری جانب سے بڑھایا

صلح کا ہاتھ جھٹکا نہیں ہے۔۔۔۔ اب تک یہ دونوں قبیلے درانی قبیلے

کی وجہ سے غلط فہمیوں اور بلاوجہ کی دشمنیوں میں الجھے ہوئے

تھے۔۔۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔"

اجمل لغاری نے اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

پرنیاں آج پہلی بار ان سے مل رہی تھی۔۔۔ یہ سردار بیگم کے

بھائی کا گھر تھا۔۔۔

جہاں اب ان کے گھر کے زیادہ لوگوں کا آنا جانا بند تھا۔۔۔

صرف شیر افگن کی ڈالی گئی دشمنی کی وجہ سے۔۔۔۔ جس نے ایک جرگے میں اجمل لغاری کو بے عزت کیا تھا۔۔۔ اور پھر یہ چپقلش مخالفت میں تبدیل ہو گئی تھی۔۔۔

مگر اس کی چچازاد کزن میرا کی شادی احسن لغاری سے ہو چکی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ خاندان پوری طرح سے تعلق ختم نہیں کر پارہا تھا۔۔

"جی ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ سردار شیر افگن درانی اور ان کے خاندان نے دوسروں سے دشمنیاں ڈالنی ہی سیکھا ہے۔۔۔ نجانے

کب تک ان کے ہاتھ شاہی جرگے کی سرداری رہے گی۔۔۔جو

امن کی حامی نہیں۔۔۔امن کا دشمن ہے۔۔۔"

پرنیاں نے احسن لغاری کی بات کے جواب میں اس شخص کے

لیے اپنی نفرت کا اظہار کیا تھا۔۔

سبطین درانی بھی وہاں پر آچکا تھا۔۔وہ شیر افگن کا نہیں بلکہ احسن

لغاری کے بھائیوں جیسا تھا۔۔۔

ہر بات میں اس کا ساتھ دیتا تھا۔۔۔جو شیر افگن کے خلاف ہوتی

تھی۔۔

اس وقت بھی پرنیاں کو وہاں پر دیکھ اسے خوشگوار حیرت ہوئی

تھی۔۔۔اگر پرنیاں بھی ان کے ساتھ مل جاتی تو شیر افگن کو ہرانا

زیادہ آسان ہو جانا تھا ان کے لیے۔۔۔۔

اب جب ان سب کو پتا چل چکا تھا کہ وہ دونوں نکاح میں

تھے۔۔۔۔

ابھی پرنیاں کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب دروازے سے

اندر داخل ہوتے شخص کو دیکھ وہ سب اپنی جگہ حیران ہوئے

تھے۔۔۔

پرنیاں کی رنگت اڑ گئی تھی۔۔۔وہ اس کی بات سن چکا تھا۔۔۔

اس کا سرد چہرا اور سرخی مائل آنکھیں بتا رہی تھیں۔۔۔

"سردار سائیں آپ یہاں۔۔"

اسے دیکھ کر باقی سب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

دلوں میں چاہے جتنی بھی نفرت سہی۔۔۔۔

مگر بظاہر ان میں سے کوئی بھی سردار شیر افگن درانی سے گستاخی کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔۔۔

وہ شاہی جرگے کا سردار تھا۔۔۔ اس کا مقام بہت اوپر تھا۔۔۔۔

اتنے سالوں سے اس نے لغاری مینشن میں قدم نہیں رکھا تھا۔۔۔

آج اس کا اچانک وہاں آنا سب کو شاک کر گیا تھا۔۔۔

پرنیاں تو زرد پڑتی رنگت کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

"کیوں؟؟ کیا میں یہاں نہیں آسکتا۔۔۔؟"

پرنیاں کے قریب آکر بیٹھتے اسنے اجمل لغاری کے حیران چہرے کو دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ اپنی بوکھلاہٹ چھپاتا نفی میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔ آپ کا اپنا گھر ہے۔۔۔ جب مرضی ہو آئیں۔۔۔"

انہوں نے اپنی ناگوار پر بمشکل قابو پاتے بناوٹی مسکراہٹ سے کہا تھا۔۔۔

"آپ میرے بارے میں کچھ کہہ رہی تھیں شاید۔۔ "

اس نے پرنیاں کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جو مٹھیاں بھینچے اس شخص کی یہاں آمد کی وجہ جان گئی تھی۔۔

وہ اس کی وجہ سے یہاں آیا تھا۔۔۔

"اجمل صاحب میں ان لوگوں کے ساتھ ایک محفل میں نہیں بیٹھ سکتی۔۔ جن کے ہاتھ میرے پیاروں کے خون سے رنگے ہو۔۔۔

پھر ملاقات ہو گی۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔۔"

وہ اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتی وہاں سے اٹھنے کا فیصلہ کر گئی تھی۔

شیر افگن نے نگاہیں موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ سیاہ لباس میں وہ آج غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔

کندھوں پر سکن کلر کی شال تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ پر نیاں وہاں سے جاتی۔۔۔میر ااس سے ملنے کے لیے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔اس نے شیر افگن کی گاڑیاں باہر دیکھ لی تھیں۔۔۔اسے اندر آتا دیکھ احسن شاہ کو بہت غصہ آیا تھا۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔

"بھائی۔۔۔"

میر ااسے اپنے گھر پر دیکھ بہت خوش ہوئی تھی۔۔۔مگر وہیں میرا کے چہرے پر نظر پڑتے شیر افگن کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔اس کا گال سوجا ہوا تھا۔۔۔

"تمہارے چہرے پر کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

پرنیاں جو وہاں سے نکلنے لگی تھی شیر افگن کی دھاڑ پر اس نے بھی پلٹ کر میرا کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کا دائیاں گال سوجا ہوا تھا۔۔۔ آنکھ کے نیچے اور ماتھے پر بھی چوٹوں کے نشان تھے۔۔۔

پرنیاں بھی ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔

جب شیر افگن نے بنا کسی بات کا لحاظ کیے احسن کو گریبان سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ پٹخ دیا تھا۔۔۔۔

"میری بہن پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت بھی کیسے کی تم نے گھٹیا انسان۔۔۔"

وہ غصے سے پاگل ہوتا کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔۔۔اس نے احسن کو بری طرح سے پیٹ کے رکھ دیا تھا۔۔۔۔

منصور، بہادر خان اور احسن کے گارڈز بھی اسے روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔ مگر وہ کسی کے قابو میں آتا تب۔۔۔

سبطین تو خود اپنی بہن کا چہرا دیکھ ساکت کھڑا تھا۔۔۔وہ بھی تو یہاں آتا تھا۔۔

اس نے کیوں اپنی بہن کی ان تکلیفوں پر غور نہیں کیا تھا۔۔

پرنیاں ساکت سی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"بھابھی آپ روکیں نا بھائی کو۔۔۔۔وہ مار دیں گے اسے۔۔"

میراکو اس کے شوہر احسن لغاری نے ہمیشہ شیر افگن کے نام پر بہت ٹارچر کیا تھا۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ میرا شیر افگن سے کہہ کر جرگے میں اس کی پوزیشن بہتر کروائے۔۔۔

انہیں عزت دے۔۔۔۔ مگر شیر افگن کی نظر میں ان کی کوئی اوقات نہیں تھی۔۔۔میرا کی شادی کا فیصلہ بھی سبطین اور عالم

صاحب کا تھا۔۔۔ اگر ایک بار بھی میرا اسے کہہ دیتی کے وہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تو وہ ان لوگوں میں کبھی نہ بیاہتا۔۔۔

میرا نے اپنے حالات کے بارے میں سردار بیگم اور گھر میں باقی عورتوں کو بتایا تھا۔۔۔ مگر کسی میں بھی ہمت نہیں تھی یہ بات شیر افگن کو بتانے کی۔۔۔ سب جانتے تھے کہ ایسا ہی ہنگامہ کھڑا ہو گا۔۔۔ عالم صاحب کئی بار آکر اپنے طریقے سے احسن کو سمجھا چکے تھے۔۔۔ مگر وہ ان کے رعب میں بھی نہیں آتا تھا۔۔۔

شیر افگن کو اسی وجہ سے نہیں بتایا جا رہا تھا کہ وہ برداشت نہیں کرے گا۔۔۔ اور آج وہی ہوا تھا۔۔۔

میرا کا حوصلہ آج جواب دے گیا تھا۔۔۔ کل رات احسن نے اسے بہت بری طرح سے مارا تھا۔۔۔ مگر میرا کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ شیر افگن کے غصے کی انتہا ایسی ہو گی۔۔۔ اس کے غصے سے سب خوف کھاتے تھے۔۔

وہ غلطی کرنے والے کو چھوڑتا نہیں تھا۔۔۔ اس وقت اس کو زخمی شیر بنا دیکھ میرا ابھی ڈر گئی تھی۔۔۔ احسن نے جیسے طاقت کے بل پر اسے مارو تھا۔۔۔ عورت پر ہاتھ اٹھانا بہت آسان تھا۔۔۔ ان کے آگے وہ ایک کمزور مخلوق تھی۔۔

جب اس کا سامنا مرد سے ہوا تھا تو اس کی ساری طاقت دھری کی دھری رہ گئی تھی۔۔۔

"بھابھی پلیز۔۔۔"

میرا کو خوف محسوس ہوا تھا کہ شیر افگن کچھ ایسا نہ کر دے جس سے اس کے لیے مسئلہ بن جائے۔۔۔

پرنیاں خود اس شخص بپھرا انداز دیکھ سہم چکی تھی۔۔۔ لیکن اگر اسے روکا نہ جاتا تو اس نے مار دینا تھا احسن کو۔۔۔

اجمل صاحب کی حالت ایسی تھی۔۔۔ جیسے بیٹے کو دیکھ کر ابھی تو

دیں گے۔۔۔

"افگن رک جائیں پلیز۔۔۔۔"

پرنیاں آگے بڑی تھی۔۔۔ منصور اور بہادر کے ساتھ ساتھ اب

سبطین بھی اسے روک رہا تھا۔۔۔

سبطین کے چہرے پر بھی دو پنچ لگ چکے تھے۔۔۔۔ جب پرنیاں

آگے آئی تھی۔۔۔۔

شیر افگن جو انتہائی غصے سے ہاتھ چلا رہا تھا۔۔۔ اسکا ہاتھ پر نیاں کی جانب بھی اٹھتا ہوا میں معلق ہوا تھا۔۔۔۔ اس نے دھیان نہیں دیا تھا کہ سامنے کون ہے۔۔۔

اسے دیکھ کر وہ مٹھی بھینچ گیا تھا۔۔۔

"آگے سے ہٹو۔۔۔ میں آج اسے ختم کر دوں گا۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔۔

"میرے بیٹے کو مارنے سے پہلی اپنی بہن کے کرتوت جان لیں سردار صاحب۔۔۔۔ شادی میرے بیٹے سے کر رکھی ہے مگر دل

کہیں اور لگا رکھا ہے۔۔۔ اریب ہاشم کے ساتھ چکر چل رہا ہے اس کا۔۔۔ کوئی بھی مرد بدکردار بیوی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔"

اجمل لغاری کی بات پر پرنیاں نے بھی بے یقینی سے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ میرا کو بدکردار کہا جانے پر شیر افگن نے عمر کا لحاظ کیے بغیر اجمل لغاری کو بھی عقل سیکھانی چاہی تھی۔۔ مگر پرنیاں اس کا ہاتھ روک گئی تھی۔۔۔

"ہوش میں آئیں۔۔۔ مار دیں گے کیا انہیں۔۔۔۔"

اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں رکھتی وہ اسے وہیں روک گئی تھی۔۔۔وہ اتنے طاقتور شخص جو اسے روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہے تھے۔۔۔

وہ شخص ان گداز ہتھیلیوں کے لمس پر جیسے تھم سا گیا تھا۔۔

پرنیاں نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

دنوں کی نگاہوں کا گہرا تصادم ہوا تھا۔۔پرنیاں نگاہیں چرا گئی تھی۔۔وہ ایک دم سے پیچھے ہٹی تھی۔۔۔وہاں سب کی نگاہوں ان دنوں پر ہی تھیں۔۔۔

شیر افگن کے دونوں ہاتھ بری طرح سے زخمی ہو چکے تھے۔۔۔

جن سے خون نکل رہا تھا۔۔۔

احسن لغاری کی حالت تو بیان سے باہر تھی۔۔۔۔اس نے اب تک

شیر افگن کی جو دشمنی میرا سے نکالی تھی۔۔۔اس کا حساب وہ شخص

آج لٹا گیا تھا اسے۔۔۔

"بھائی۔۔۔۔"

میرا اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔جو باہر نکل رہا تھا۔۔۔۔

"منصور اسے نور حویلی لے کر جاؤ۔۔۔۔"

وہ غصہ تھا میرا پر بھی۔۔۔کہ اسے کچھ کیوں نہیں بتایا گیا تھا۔۔۔

منصور اثبات میں سر ہلاتا میرا کے لیے دوسری گاڑی کا دروازہ کھول گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کی نگاہیں بار بار اسکے زخمی ہاتھوں سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

وہ بہادر خان کے ساتھ وہاں سے جانے لگی تھی۔۔۔جب شیر افگن نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی اپنی گرفت میں جکڑلی تھی۔۔۔

"بہادر خان جاؤ۔۔۔اور کہہ دینا سردارنی صاحبہ ایک بہت اہم میٹنگ میں ہیں۔۔۔شام تک حویلی پہنچ جائیں گی۔۔۔"

پرنیاں کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہ بہادر خان کو حکم دیتا اسے

کھینچتا ہوا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ شیر افگن چھوڑو مجھے۔۔۔ بہادر

خان کھڑے کیا ہو۔۔ ادھر آؤ۔۔۔"

پرنیاں پلٹ کر اس پر چیخی تھی۔۔۔ جو دنوں ہاتھ باندھے سر

جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

"بہادر خان۔۔۔"

پر نیاں پھر سے چلائی تھی۔۔۔دوسری گاڑی میں بیٹھتا منصور بہادر خان کی حالت دیکھ بہت مشکل سے اپنی ہنسی روک گیا تھا۔۔۔

ان سبھی قبیلوں کے کسی بھی سردار کے کارندوں اور گارڈز کو سب سے پہلے شیر افگن درانی کا حکم ماننا ہوتا تھا۔۔۔اگر وہ کوئی حکم دیتا تھا تو اسے کراس کر کے وہ اپنے سردار کا حکم نہیں مان سکتے تھے۔۔۔

آج تک ہمیشہ یہی ہوا تھا۔۔۔ کبھی کسی سردار نے شیر افگن کی خلاف ورزی کی ہی نہیں تھی۔۔۔ایسا کرنے والی ایک ہی تھی

پرنیاں ہاشم۔۔۔اور اس کا خاص آدمی بہادر خان اس وقت مسکینوں والی شکل بنا کر کھڑا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ خونخوار شیرنی اسے جن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے اپنی خیر نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔اور دوسری جانب اگر وہ شیر افگن کی بات نہ مانتا اور اس کی گرفت سے پرنیاں ہو چھڑوانے کی کوشش کرتا تو پرنیاں نے ہاتھ تو آنا نہیں تھا۔۔

الٹا شیر افگن نے اسے لٹا لٹکا دینا تھا۔۔شیر افگن پرنیاں کو گاڑی میں پٹختا گاڑی وہاں سے نکال کر لے گیا تھا۔۔۔

"گاڑی روکو۔۔۔کہاں لے کر جارہے ہو تم۔۔۔؟؟"

پرنیاں اس پر چیخی تھی۔۔۔جو کان بند کیے صرف ڈرائیونگ کر رہا

تھا۔۔۔

پرنیاں اس کے کندھے پر جھپٹ پڑی تھی۔۔۔۔جب شیر افگن

نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا اور اسے اپنے قریب کھینچ

گیا تھا۔۔۔

وہ سیدھی اس کے سینے سے آن لگی تھی۔۔۔۔پرنیاں نے گھبرا کر

اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جس کی آنکھیں آگ اگل رہی تھیں۔۔۔

پرنیاں کا چہرا اس کی گرم سانسوں سے جھلس اٹھا تھا۔۔۔ان

اونچے نیچے راستوں پر وہ ایک ہاتھ سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔

گاڑی ادھر ادھر جھول رہی تھی۔۔۔پرنیاں کو ایک دم سے خوف

محسوس ہوا تھا۔۔

"ڈر لگ رہا ہے۔۔۔؟؟"

اس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ اپنا چہرا اس کے چہرے کے قریب

تر کرتے بولا تھا۔۔۔

اس کے اعنابی پر تپش لب پر نیاں کے گداز لبوں سے ٹکرا گئے

تھے۔۔۔

پر نیاں کانپ اٹھی تھی۔۔۔اس نے جلدی سے فاصلہ قائم کیا

تھا۔۔

"تم کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔؟؟تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے۔۔۔

ہم دشمن ہیں۔۔"

پر نیاں فاصلہ قائم کرتی اسے وارن کر گئی تھی۔۔۔

"میں نے کب کہا ہم دشمن نہیں ہیں۔۔۔"

شیر افگن نے گاڑی مطلوبہ مقام پر روکتے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا۔۔۔وہ اس وقت بہت زیادہ غصے میں تھا اور پرنیاں کو اس سے بہت زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے جیسے ہی پلٹ کر جگہ کی جانب دیکھا اس کی رنگت انگارے کی طرح دہک اٹھی تھی۔۔۔

یہ وہی جگہ تھی جہاں ان کا نکاح ہوا تھا۔۔۔

"کیوں لائے ہو تم مجھے یہاں۔۔۔؟؟"

پرنیاں غصے سے چیخی تھی۔۔۔۔وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا گاڑی سے نکل چکا تھا۔۔۔

پرنیاں گاڑی سے نکلنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

شیر افگن آگے ہوا تھا اور اسے بانہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔۔

"مجھے واپس جانا ہے۔۔۔تم کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔۔"

وہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔سوائے ان دونوں کے۔۔۔

پرنیاں کا دل انجانے خوف سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔اس شخص نے اسے وارن کیا تھا کہ وہ لغاریوں سے نہیں ملے گی۔۔۔اس نے پھر بھی وہی کیا تھا۔۔

شیر افگن اسے بانہوں میں اٹھائے اوپر آگیا تھا۔۔۔۔وہ مسلسل اس کے سینے پر مکے برساتی اس کی گردن کو اپنے ناخنوں سے نوچتی اس سے دور ہونے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

مگر اس شخص کی گرفت پرنیاں کے وجود پر بہت مضبوط تھی۔۔۔پرنیاں کا کندھا زخمی تھا۔۔۔وہ زیادہ حرکت کرتی تھی تو اسے درد ہوتا تھا۔۔۔

شیر افگن کے دونوں ہاتھ زخمی تھے۔۔۔ مگر دونوں کو ہی اس وقت اپنے زخموں کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

ایک غصے میں دور جانا چاہتی تھی۔۔۔ اور دوسرا غصے میں قریب ہونا چاہتا تھا۔۔۔

دونوں کے غصے کی نوعیت الگ الگ تھی۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے شیر افگن نے اسے بیڈ پر لا کر پٹخ دیا تھا۔۔۔

وہ واپس پلٹا تھا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا تھا۔۔۔پرنیاں کے چہرے کی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہوئی تھی۔۔اس شخص کی خوفناک تیور دیکھ پورے وجود میں جیسے سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

"دروازہ کیوں لاک کیا ہے۔۔۔؟"

پرنیاں اپنی شال درست کرتی بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔۔وہ اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"تم کچھ بھول رہی ہو۔۔۔وہ یاد کروانا تھا۔۔۔؟؟"

شیر افگن نے بہت سہولت سے اس کی شال اس کے کندھوں سے کھینچ لی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں جیسے ابھی لہو ٹپک پڑے گا۔۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔اپنی حد میں رہو تم شیر افگن درانی۔۔۔"

پرنیاں کی رنگت اس کی اس حرکت پر شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔جو اس کی شال صوفے پر اچھال گیا تھا۔۔۔

"میں نے منع کیا تھا تم وہاں نہیں جاؤ گی۔۔پھر کیوں گئی۔۔۔؟؟"

پرنیاں اس کے سامنے سے ہٹنے لگی تھی۔۔۔جب شیر افگن نے

اس کی کمر میں اپنا بازو حمائل کیا تھا اور اسے اپنے قریب تر کر لیا

تھا۔۔۔وہ بہت زیادہ غصے میں تھا۔۔

اس کی کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھر آئی تھیں۔۔۔۔

"میں کچھ بھی کروں۔۔ تمہیں جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔تم مجھ پر

ایسے دھونس نہیں جما سکتے۔۔۔۔"

پرنیاں اس کی گرفت سے نکلنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

جب شیر افگن نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ کر اس کی پشت سے لگا

دیا تھا۔۔۔وہ اب پوری طرح سے اس کے قبضے میں تھی۔۔۔

"تم پر حق ہے میرا۔۔۔؟ تم مجھے جواب دہ ہو۔۔۔ گیارہ سال تک تمہارے معاملے میں دخل اندازی نہیں کی۔۔ کیونکہ تمہارے بابا زندہ تھے تمہارا خیال رکھنے کے لیے۔۔۔ مگر اب۔۔۔ اب جو بے وقوفیاں تم کرتی پھر رہی ہو۔۔۔ وہ نہیں کرنے دوں گا میں تمہیں۔۔۔ میں کل کے جرگے میں سرداری چھین رہا ہوں تم سے۔۔۔'

شیر افگن نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔

پرنیاں کا دوپٹہ اس کے کندھوں سے پھسل گیا تھا۔ چادر وہ پہلے ہی اتار چکا تھا اس کی۔۔۔

دوپٹہ ہٹنے سے نگاہوں کے سامنے اس کے گریبان سے جھانکتے اس نشان کی ہلکی سے جھلک نظر آئی تھی۔۔۔

شیر افگن درانی کی کنپٹیاں سلگ اٹھی تھیں۔۔۔ چہرے کی رنگت ایک دم سے لال ہوئی تھی۔۔۔

اس وقت وہ بہت زیادہ غصے میں تھا۔۔۔ قربت کا ایسا کوئی لمحہ بیچ میں نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔۔۔

اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس لڑکی کو یہاں اپنے ساتھ لے کر کیوں آیا تھا۔۔۔ یہ فیصلہ کل اسے بتائے بغیر بھی سنا سکتا تھا۔۔۔۔

پیشانی مسلتاوہ پرنیاں کو آزاد کرتا وہ اس سے دور ہٹا تھا۔۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔"

پرنیاں نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔۔

"جب تم میری بات نہیں مان سکتی تو میں بھی نہیں مانوں گا

اب۔۔۔"

شیر افگن اس کی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔۔

اسکی نظریں پرنیاں کے دلکشی بکھیرتے، نازک سراپے سے الجھ کر

رہ گئی تھیں۔۔۔

اس کی کشادہ پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی تھی۔۔ کنپٹی سلگ اٹھی تھی۔۔۔

شدید غصے میں اچانک سے یہ کیا ہوا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

"اچھا اب تک کونسی بات مانی ہے آپ نے میری سردار صاحب۔۔۔'

اس کا دل چاہا تھا اس شخص کا منہ توڑ دے۔۔۔

جو اس کی جانب سے رخ موڑے کھڑا تھا۔۔ وہ شاید اسے دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

"اپنی شال لو۔۔۔میں باہر انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔۔۔ تمہیں تمہاری حویلی چھوڑ دوں۔۔۔"

وہ بنا اس کی بات کا جواب دیئے واپس جانے کے لیے پلٹا تھا۔۔۔ اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر پرنیاں اس کے راستے میں آئی تھی۔۔۔

اپنے ہوش ربا حسن کی رعنائیوں کے ساتھ۔۔۔ سیاہ رنگ کے لباس میں اس کے حسین وجود کی رعنائیاں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔

"تم ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرو گے۔۔۔"

پرنیاں اس کے مقابل کھڑی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"تمہیں اتنا یقین کیوں ہے کہ میں تمہاری بات مان لوں گا۔۔۔"

اس کی جانب پیش قدمی کرتے وہ سوال کر گیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگوں پر پرنیاں کا دل بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔ وہ شخص اس کی آنکھوں میں اپنی سیاہ مقناطیسی آنکھوں کا سحر بکھیرتا اسے ہپنوٹائز سا کر گیا تھا۔۔۔

پرنیاں اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔

شیر افگن نے بازو پھیلا کر اسکی نازک کمر کو اپنی گرفت میں جکڑا

تھا۔۔۔اس کی چوڑی ہتھیلی پرنیاں کے پہلو پر ان ٹھہری تھی۔۔۔

وہ اپنی جگہ لرز اٹھی تھی۔۔۔اسے سے پہلے کہ وہ فاصلہ پیدا کر

پانے کی ہمت جمع کر پاتی۔۔۔

وہ اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔

پرنیاں کا دوپٹہ شانوں سے پھسل کر نیچے جا گرا تھا۔۔وہ نازک

کپکپاتا وجود اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ۔۔بنا کسی روکاوٹ

کے اب پوری طرح سے اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔۔

یہ لمحہ کسی کا بھی ایمان متزلزل کر سکتا تھا۔۔ وہ کیسے اپنے دل کو

بھٹکنے سے روکتا جب یہ لڑکی اس کی اختیار میں تھی۔۔۔ وہ حق رکھتا

تھا اس پر۔۔۔

"اس دشمنی کی آگ میں بہت جلد سب ختم ہو جائے گا۔۔۔ تم

اتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے۔۔ کہ مجھے ہرانے کے لیے میری

دشمنوں کے ساتھ مل گئی۔۔۔"

پرنیاں کو اپنی باہوں میں سمیٹتا وہ اپنی گرم سانسوں سے اس کے

چہرے کو چھو رہا تھا۔۔

اس شخص کی آنکھوں میں اذیت کا احساس نمایاں تھا۔۔اس کی نرم گرم سانسوں کو چھوتا وہ اس وقت بوجھل سرگوشیانہ لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔

"تمہیں ہرانے کے لیے میں کسی بھی حد تک جاؤں گی۔۔ تمہیں مکمل طور پر ختم کر کے ہی اس دل کو سکون ملے گا۔۔"

پرنیاں کانپتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔۔اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

اس شخص کے پر تپش لب گستاخی پر آمادہ تھے۔۔۔وہ کبھی اس کے لبوں کے اوپری حصے کو چھو رہے تھے۔۔ کبھی نچلے حصے کو۔۔ مگر لبوں کو چھونے کی گستاخی ابھی تک نہیں کی تھی۔۔۔

پرنیاں کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔وہ اس کی گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئ تھی۔۔

اس کی سانسیں منتشر ہونے لگی تھیں۔۔وہ اس کے سانسوں کو الجھاتا مزید سلگا رہا تھا۔۔اس کے ٹھوڑی پر لب رکھنے پر اس کی مونچھیں پرنیاں کے نچلے ہونٹ سے رگڑ کھاتی تھیں۔۔

وہ.جی جان سے لرز اٹھتی تھی۔۔۔اس کا چہرا خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

"کیا واقعی میرے خاتمے پر اس دل کو سکون مل جائے گا۔۔۔؟؟"

اس کا لہجہ گھمبیر تھا۔۔۔ کہ شخص اسے کمزور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

پرنیاں نے اس کے سینے پر دباؤ ڈالتے دور ہونے کی کوشش کی تھی۔۔۔جب وہ اس کے پہلو پر اپنے ہاتھ کا لمس بڑھاتا اسے مزید قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

اس کا دوسرا ہاتھ پرنیاں کی گردن کی پشت پر آن ٹھہرا تھا۔۔۔

پرنیاں کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔اس شخص کی بے باکیاں بڑھ رہی تھیں۔۔۔۔

"ہاں ملے گا۔۔۔میں یہ سب اپنے دل کی سکون کے لیے ہی کر رہی ہوں۔۔۔تمہارا خاتمہ میرے دلی سکون کا باعث بنے گا۔۔۔"

پرنیاں غصے سے بولی تھی۔۔۔اسے خود پر بھی غصہ آرہا تھا کہ جب وہ اسے جانے دے رہا تھا تو روکا کیوں تھا اسے۔۔۔

"تو پھر میں بھی وہ کر سکتا ہوں نا۔۔۔جو میرے دلی سکون کا باعث ہو۔۔۔ویسے بھی بہت جلد ختم ہو جانا ہے تو کیوں میں اپنی حسرتیں دل میں لے کر رخصت ہوں۔۔۔"

شیر افگن نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔۔پرنیاں کو اس کی آنکھیں اس وقت غصے سے نہیں اس کی قربت کے احساس سے بھاری بوجھل ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

وہ بہک رہا تھا۔۔۔پرنیاں نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

جب اگلے ہی لمحے وہ اس کی دونوں کلائیاں اپنی گرفت میں لیتا پیچھے دیوار کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔۔

"شیر افگن تم ہوش میں نہیں ہو اس وقت۔۔۔ ہمارے بیچ ایسا کوئی تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔۔۔"

پرنیاں اسے باور کروا رہی تھی کہ وہ اس وقت کمزور لمحے کی زیر اثر غلطی کر رہا تھا۔۔۔

"ہاں ہوش میں نہیں ہوں میں۔۔ اور اب تمہیں بھی ہوش میں نہیں رہنے دوں گا۔۔۔۔ یہ مت سمجھنا شیر افگن درانی نفس کا پجاری ہے۔۔۔ وقتی لمحات میں بہک رہا ہے۔۔۔ گیارہ سال انتظار کیا ہے۔۔۔

میری قوت برداشت کو بہت آزمایا ہے تم نے۔۔۔ میرے بیڈروم میں آکر اجنبی بن کر، میری حویلی آکر۔۔۔

بہت صبر آزمایا ہے تم نے میرا۔۔۔ مگر آج میری انتہا دیکھو گی تم۔۔۔ بہت موقع دیئے تمہیں واپس جانے کے۔۔۔ مگر تم نے یہیں رہ کر مجھے اذیت دینے کا فیصلہ کیا۔۔۔ میں نے مان لیا ہے تمہارا فیصلہ۔۔۔

اب تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔"

شیر افگن اپنی بات کہتا اسکے گلابی لبوں کو اپنی گرفت میں قید کر گیا تھا۔۔ پرنیاں جو پہلے ہی اس کے جلتے لمس اور جان لیوا قربت میں بہت مشکل سے سانس لے پا رہی تھی۔۔۔۔

اس کی اس جارحانہ کاروائی پر پوری طرح سے اس کی بانہوں میں سمٹ گئی تھی۔۔۔۔

وہ شخص آج حساب لینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔ اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں قید کرتا وہ اس نازک وجود کو بہت نرمی سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ جو اس کی بانہوں میں پگھل رہا تھا۔۔۔

"تم نے سردار بیگم سے کہا ہے۔۔۔ تم اس رشتے کو میرے پیروں کی زنجیر بنانا چاہتے ہو۔۔۔ شیر افگن درانی اب نفرت کے اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ وہ پرنیاں ہاشم کو اپنی دشمنی کے لیے استعمال کرے گا۔۔۔"

پرنیاں گہرے گہرے سانس لیتی نم آلود آواز میں بولی تھی۔۔۔ اسکی دونوں کلائیاں قید میں تھیں۔۔۔ وہ مزاحمت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

مگر وہ اس وقت مزاحمت کی حالت میں تھی بھی نہیں۔۔۔ اس کا دل اس وقت اس کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔۔۔

یہ شخص واقف تھا۔۔۔وہ جانتا تھا اس کی سحر انگیزی سے نہیں بچ سکتی تھی وہ۔۔

وہ اس پر اپنا سحر پھونک رہا تھا۔۔۔اور وہ اپنا بچاؤ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

پوری دنیا کے سامنے نفرت کا اعلان کرنے والی۔۔۔

اس وقت اس اپنے جانی دشمن کے آگے اپنی نفرت کا دفاع بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

وہ اس پر آہستہ آہستہ حاوی ہو رہا تھا۔اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اسے اپنے بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔

"تم نے بھی تو اماں بیگم سے کہا ہے کہ تم میرے سینے میں گولیاں اتارنا چاہتی ہو۔۔۔دشمنی میں تو ایسا ہی ہوتا ہے نا۔۔۔"

شیر افگن درانی کی نگاہیں بھٹک رہی تھیں۔۔۔اور اس کی نگاہوں کی بڑھتی سرخی پرنیاں کی سانسیں روکنے کا سبب بن رہی تھی۔۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے بارے میں ہر خبر سے واقف تھے۔۔۔

"دشمنی میں وہ نہیں ہوتا شیر افگن درانی۔۔جو تم کرنے جا رہے ہو۔۔۔"

پرنیاں نے اسے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔جس کی جواب میں وہ اسے بانہوں میں اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

وہ شخص دل و دماغ دونوں کی سنتا تھا۔۔۔اس نے کبھی کسی ایک کو حاوی نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

"ہر انسان کا دشمنی نبھانے کا اپنا انداز ہے۔۔۔یہ میرا ایسا ہی۔۔۔"

اس کی گردن پر لب رکھتے وہ اس کو بیڈ پر بیٹھا گیا تھا۔۔پرنیاں کا

دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

وہ اسے روک ہی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔اتنی بے بس تو نہیں تھی

وہ۔۔۔

یا شاید وہ روکنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

کانوں میں اماں بیگم کی بہت ساری نصیحتیں گونج رہی تھیں۔۔

سردار بیگم اور اس خاندان کی سب سے بڑی ہار اس شخص کو جیت

لینے میں تھی۔۔۔

وہ ہر روز اسے بہت نرمی سے یہ باتیں سمجھاتی تھیں۔۔۔ مگر ابھی پرنیاں وہ سب سوچ کر جیسے اندر تک کانپ رہی تھی۔۔۔

اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھی۔۔۔۔اگر یہ شخص بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کوئی کھیل کھیل رہا ہوا تو۔۔۔

یہ سوچ اس کی سانسیں اٹکا دیتی تھی۔۔۔

شیر افگن نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ پیچھے کو ہوتی بیڈ کراؤن سے لگتی اس سے فاصلہ قائم کر گئی تھی۔۔۔

"تم نفرت کرتے ہو نا مجھ سے۔۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔شیر افگن کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

"سردار بیگم کا پوتا تمہارے آگے خود کو ہارے بیٹھا ہے۔۔۔اور تم اپنی اماں بیگم کی نافرمانی کر رہی ہو۔۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے لبوں پر زخمی مسکان اور سلگتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتا طنز کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ پرنیاں کی حالت ایسی تھی جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ گیا ہو۔۔۔

وہ اس شخص کو بے وقوف بنانے چلی تھی۔۔۔

"مُجھے اتنی آسانی سے قریب آنے دینا۔۔۔ یہ معمولی مزاحمت

اور پھر خود سپردگی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھ سے گیارہ سال

دور رہو گی تو میں بھول جاؤں گا کہ شیر افگن کی پری کیسی ہے۔۔۔

تمہاری طرح بے وفا نہیں ہوں نہ پہچاننے سے بھی انکاری ہو

جاؤں۔۔۔"

اس کے واپس لوٹنے کی بعد اس سے ہوئی پہلی ملاقات کے حوالے

سے چوٹ کی گئی تھی۔۔۔

پرنیاں سے مارے شرمندگی کے نگاہیں نہیں اٹھائی گئی تھیں۔۔۔

"تم نے بھی تو نہیں پہچانا تھا مجھے۔۔۔"

پرنیاں نے اس کی جانب دیکھتے خفگی سے کہا تھا۔ یہ شخص اس کی سوچ سے زیادہ شاطر تھا۔۔۔ مگر کم تو وہ بھی نہیں تھی۔۔۔

پرنیاں اس کے پاس سے اٹھنے لگی تھی جب شیر افگن نے اس کی کلائی تھام کر اسے واپس اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔ وہ اس کے قریب بیڈ پر آن گری تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی شیر افگن اس کے دونوں اطراف اپنی باہیں رکھتا اس کے اوپر جھک گیا تھا۔۔۔ وہ بیڈ پر چت گری

ہوئی تھی اور وہ شخص اس کے اوپر جھکا اس کے شرم وحیا سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

جو اس وقت آنکھیں میچے اس کے کندھوں کو پیچھے دھکیلتی اسے اپنے اوپر سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"تم نے سوچ بھی کیسے لیا تم میرے خلاف سازش کر سکتی ہو۔۔۔"

اس کی ناک سے اپنا ناک مس کرتا وہ اس کے دلفریب نقوش کو گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

وہ شرمندہ شرمندہ سی مزید حسین لگ رہی تھی۔۔۔

"تمہیں کسی کی باتوں میں آکر مجھے خود سپردگی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم جانتی ہو سردار بیگم کا پوتا پہلے ہی ہارا ہوا ہے تمہارے سامنے۔۔۔"

دھیرے سے جھک کر اس کی لبوں کو چھوا تھا۔۔۔

"مجھے جانا ہے یہاں سے۔۔۔"

پرنیاں اس شخص سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔۔ وہ کیا سوچ رہا ہو گا اس کے بارے میں۔۔۔

پرنیاں کو رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔اماں بیگم کی باتوں میں آکر خود کو اس شخص کی بے باکیوں کی سپرد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

کیا وہ جانتی نہیں تھی اس شخص کو اپنے مطابق چلانا کتنا مشکل تھا۔۔۔وہ وہی کرتا تھا۔۔۔جو خود چاہتا تھا۔۔۔

پچھلے گیارہ سالوں سے نصیر الدین ہاشم اس پر بہت پریشر ڈال چکے تھے پرنیاں کو طلاق دینے کے لیے۔۔اس پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا۔۔۔جس کے پیچھے نصیر الدین ہاشم کا ہاتھ تھا۔۔۔

انہوں نے بتا کر ایسا کیا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں شیر افگن نے ہمیشہ انہیں یہی کہا تھا کہ وہ جو بھی کر لیں۔۔۔۔ ان کی بیٹی کو طلاق نہیں دے گا وہ۔۔۔ جب تک زندہ ہو وہ۔۔۔

"پہلے جانے کا موقع دیا تھا۔۔۔ اب نہیں جا سکتی تم۔۔"

اس شخص کا بھاری بوجھل لہجہ پرنیاں کی سماعتوں سے ٹکراتا اس کے سینے میں طوفان برپا کر گیا تھا۔۔۔۔

اگلے ہی پل اس شخص کی جانب سے کی جانے والی بے باک گستاخی پر پرنیاں نے آنکھیں پٹ سے کھولی تھیں۔۔

جو اس کی جانب دیکھنے پر نے باکی سے مسکرایا تھا۔۔۔

"مجھے اس راہ پر لانے والی تم ہو۔۔۔"

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ شخص آنکھ دبا گیا تھا۔۔۔ کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ہر وقت سنجیدہ رہنے والا۔۔۔ جس کے غصے سے کئی قبیلوں کے سردار تک کانپ اٹھتے تھے۔۔۔

اس کے آگے بولنے کے لیے اس کی سردار بیگم کو بھی الفاظ ترتیب دینے پڑتے تھے۔۔۔ اس شخص کو ایسا بھی کوئی روپ تھا۔۔۔ کوئی اسے دیکھ کر یقین کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

سوائے پرنیاں ہاشم کے۔۔۔ جو گیارہ سال پہلے بھی یہ شدتیں دیکھ چکی تھی۔۔۔

"تم نے دوسری شادی کیوں نہیں کی۔۔۔؟؟ اتنے آپشن تھے تمہارے پاس۔۔۔۔"

پرنیاں اس کا دھیان اپنی جانب سے بھٹکانے کی خاطر وہ سوال کر گئی تھی۔۔۔ جس کا جواب وہ جاننا چاہتی تھی۔۔۔

" دادا سائیں کہ دوسری شادی کا بھگتان ابھی تک میں بھگت رہا ہوں۔۔۔ میں نہیں چاہتا ایسی کوئی غلطی کر کے اپنی آنے والی نسلوں کو ایسی آزمائش میں ڈال جاؤں۔۔۔"

اس کی آنکھوں کی رنگت بدل رہی تھی۔۔۔اس لڑکی کی قربت میں وہ اتنے سالوں بعد خود میں پہلے والا شیر افگن دیکھ رہا تھا۔۔ ان لمحوں میں نفرت اور دشمنی کہیں پیچھے چھوٹ گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے دلوں کے راز جانتے تھے۔۔۔

"صرف یہی وجہ تھی۔۔"

پرنیاں کو اس شخص کا جواب بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔۔جبکہ اس کا غصہ دیکھ شیر افگن کی نگاہیں اس کے حسین نقوش پر ٹھہر سی گئی تھیں۔۔۔

"بالکل یہی وجہ تھی۔۔۔۔"

اس کی شہہ رگ پر چھوڑے اپنے نشان کو چھوتا وہ اسے سر سے پیر تک لال کر گیا تھا۔۔۔

"تو پھر چھوڑ دو مجھے۔۔۔ کوئی جنگ نہیں ہو گی میری طرف سے شیر افگن درانی۔۔۔ کرلو اس لڑکی سے شادی۔۔۔۔ جسے تمہاری سردار بیگم نے تمہارے لیے پسند کر رکھا ہے۔۔۔"

وہ غصے سے کہتی اٹھنے لگی تھی جب شیر افگن کو اس کے ادا کیے الفاظ اس سے زیادہ طیش دلا گئے تھے۔۔۔

اس کو واپس نیچے گرتا وہ اس کے گریبان کو ہولے سے سرکاتا کب

سے جو گستاخی کرنے سے خود کو روکے ہوئے تھا۔۔۔

اس نشان کو دیکھنے کے لیے بہت صبر کیا تھا اس نے۔۔۔۔ اپنا

بھرپور استحقاق استعمال کرتا وہ اس پر جھکتا پر تپش لبوں سے چھو گیا

تھا۔۔۔اس کی مونچھوں کی چھبن اور لبوں کی گستاخیاں پرنیاں

کی حالت غیر کر گئی تھی۔۔۔

اس نے گھبرا کر بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

اس کی بے قابو ہوتی دھڑکنیں شیر افگن بہت قریب سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔پرنیاں کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔

"افگن پلیز۔۔۔۔"

اس کے گداز لبوں سے التجاء نکلی تھی۔۔۔

"تم رکی تھی میرے روکنے پر۔۔۔"

ضدی خمار میں ڈوبا لہجہ تھا۔۔۔پرنیاں کو لگا تھا اس کی جان نکل جائے گی۔۔۔

"مجھے زخم میں درد ہو رہا ہے۔۔۔"

اس کے پاس اس شخص کو روکنے کا یہی بہانہ تھا۔۔۔ورنہ وہ حد سے تجاوز کر جاتا۔۔۔

اس کی بات شیر افگن نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اس سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔۔

اپنا رخ موڑ گئی تھی۔۔۔اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔اس نے دھیرے سے پرنیاں کی کمر میں بازو حمائل کیا تھا اور اسے اٹھا کر اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔

پرنیاں نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا دوسرے ہاتھ سے اسکی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا گیا تھا۔۔۔

پرنیاں نگاہیں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔اس کا دل بہت بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

اس کے وجود کا ہر رواں بھی ایسا نہیں تھا جو اس شخص کی قربت سے سلگ رہا تھا۔۔۔

"مجھے اس رات یہاں سے چلے جانے کی دھمکی تم نے ہی دی تھی

نا۔۔۔"

پرنیاں اس شخص کو پہچاننے میں غلطی کر ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔

"کونسی دھمکی۔۔۔؟؟"

وہ انجان بنا تھا۔۔۔پرنیاں نے اسے اس فون کال میں ہولے

جانے والی الفاظ بتائے تھے۔۔۔

"تمہیں کیسے لگا یہ دھمکی میں نے دی ہے۔۔۔؟"

اس کی نگاہیں اب بھی گردن کے نیچے سرخ ہوتے اس نشان پر تھیں۔۔۔۔

اس کی بے باک نگاہوں پر پرنیاں خود میں سمٹ رہی تھی۔۔۔

"اس شخص نے کہا تھا وہی ہے جس نے میری نیندیں۔۔۔۔"

وہ بات کرتے کرتے رک گئی تھی۔۔۔ جبکہ شیر افگن کے لبوں سے بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا۔۔۔

"مطلب میں نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔۔۔ تمہاری نیند میں نے اڑا رکھی ہیں۔۔۔"

وہ مان گیا تھا کہ یہ دھمکی اسی نے دی تھی۔۔۔

پرنیاں مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"تم چاہتے ہو میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔۔۔"

پرنیاں نے سرخ ہوتی آنکھوں اور سرد تاثرات کے ساتھ پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔ کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔ تمہارا یہاں ہو کر بھی مجھ سے دور رہنا۔۔۔۔"

پرنیاں اس کے حصار سے نکل گئی تھی۔۔۔۔جب انہیں باہر ایک ساتھ کئی گاڑیاں رکنے کی آواز آئی تھی۔۔۔

دونوں ہی ایک ساتھ چونکے تھے۔۔۔پرنیاں کو احساس ہوا تھا کہ وہ نجانے کتنی دیر سے اس شخص کے ساتھ تھی۔۔۔

شام سے رات ہونے والی تھی۔۔وہ حویلی سے کا کام کے لیے نکلی تھی اور کہاں پھنس گئی تھی۔۔

وہ جلدی سے دوپٹہ اوڑھنے لگی تھی۔۔۔۔

شیر افگن نے بھی بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جب سامنے کا منظر دیکھ اس کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔

"پہلے یہاں تشریف لائیں سردارنی صاحبہ۔۔۔"

اس کو دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ اس نے بلایا تھا۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟"

پرنیاں نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔۔۔

وہ دوسری کھڑکی کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ مگر باہر کا منظر دیکھ

اس کے چہرے کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔

نیچے یہ ساری گاڑیاں آن دونوں کی کزنز کی تھیں۔۔۔ اریب

،اسفند، معاویہ، احمر اور لڑکیاں بھی ساری تھیں۔۔۔

"یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟"

پرنیاں نے گھبرا کر پوچھا تھا۔۔۔

"کیسی سردارنی ہو۔۔۔؟؟ مجھ پر بہت نظر ہے۔۔۔ یہ نہیں پتا

تمہارے گھر میں کیا چل رہا ہے۔۔ یہ سب چھپ کر ہر ہفتے یہاں

آتے ہیں۔۔۔ ان دونوں گھرانوں کی ساری لو سٹوریز کی شروعات

اسی فارم ہاؤس سے ہوئی ہے۔۔۔۔

ان کو یہی لگتا ہے کہ یہ مجھ سے چھپ کر یہاں آتے ہیں۔۔۔ میں

بے خبر ہوں اس بات سے۔۔۔"

وہ استہزایہ ہنسا تھا۔۔۔

جبکہ پرنیاں نے نگاہیں موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔ جواب

اسی کے پاس آرہا تھا۔۔۔۔

سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس وہ بے پناہ وجیہہ لگ رہا تھا۔۔

پرنیاں کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔اس کی کشادہ پیشانی پر بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

جسے اس نے عادت کے مطابق پیچھے کیا تھا۔۔۔بال ہٹنے سے ماتھے کے وسط میں بناسیاہ تل پرنیاں کی آنکھوں کے سامنے آن ٹھہرا تھا۔۔۔

وہ اس پر حق رکھتی تھی۔۔۔یہ بھی جانتی تھی کہ اس کے دل میں کیا ہے۔۔۔

مگر پھر بھی وہ دونوں میلوں کی دوری پر تھے۔۔۔ ان کے ارگرد

ایسے سازشیں بنی گئی تھیں کہ وہ چاہ کر بھی ایک نہیں ہو سکتے

تھے۔۔۔

پرنیاں کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

جو وہ اسے نہیں دیکھانا چاہتی تھی۔۔۔ پرنیاں نے نگاہوں کا زاویہ

بدل دیا تھا۔۔۔۔

مگر اس کی یہ حرکت شیر افگن کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکی

تھی۔۔۔

وہ اس کے قریب آیا تھا۔۔ اور اسے پیچھے سے اپنے حصار میں

لے گیا تھا۔۔۔

"شایان میرا جگری یار تھا۔۔ میرا دوست میرا بھائی۔۔۔ تم

سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔۔ میں اسے مار سکتا ہوں۔۔۔"

اس کے گال سے اپنا گال مس کرتے وہ بول رہا تھا۔۔

پرنیاں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ یہ وضاحت وہ گیارہ

سال پہلے بھی سننا چاہتی تھی۔۔۔

تب کیوں وہ پتھر بن گیا تھا۔۔

"بہت نقصان ہو چکا ہے میرا اس دشمنی میں۔۔۔ اپنے بابا کو اور نصیر چچا کو کھویا ہے میں نے۔۔۔ اب مزید کسی کو نہیں کھو سکتا۔۔۔ تمہیں تو ہر گز نہیں۔۔۔ پچھلے گیارہ سال سے اس اذیت میں تڑپتے گزرے ہیں کہ تم مجھے شایان کا قاتل سمجھتی ہو۔۔۔

پھر اس کے بعد نصیر چچا۔۔۔ تم نے کتنی آسانی سے دونوں کا الزام مجھ پر ڈال دیا۔۔۔ مجھے یہ بات اندر سے ختم کرتی تھی کہ تم ایسا سمجھتی ہو۔۔۔ محبت کو نفرت میں بدلتے دیکھنا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔۔

مگر اس رات جب تم نے میری جان بچانے کی خاطر میرے حصے

کی گولی کھائی تو مجھے احساس ہوا تھا کہ میری پری مجھے مجرم نہیں

سمجھتی ہے۔۔۔

ہاں غصہ ہے کہ میں کیوں نہیں بچا پایا اس کے اپنوں کو۔۔۔ مگر

میں اس معاملے میں بھی قصوروار نہیں ہوں۔۔۔ یہ وقت آنے پر

تمہیں پتا چل جائے گا۔۔۔ لیکن شکریہ مجھ پر اعتبار کرنے کے

لیے۔۔۔

اس دل میں اب بھی میری محبت قائم رکھنے کے لیے۔۔۔"

اس کے کان کی لوح کو چھوتا وہ پرنیاں کے دل کو اس لمحے اپنے

ساتھ باندھ گیا تھا۔۔۔

وہ کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔۔

"میرے بابا نے کیا کہا تھا آخری وقت میں۔۔۔"

پرنیاں جاننا چاہتی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ

رہے تھے۔

"انہوں نے کہا تھا کہ میری پرنیاں کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچنے دینا۔۔۔اس کا ساتھ کبھی مت چھوڑنا اور اسے گدی پر بھی مت بیٹھنے دینا۔۔۔۔وہ پاگل ہے خود کو نقصان پہنچائے گی۔۔۔"

شیر افگن کی بات سنتے پرنیاں کی آنکھوں میں نمی کا احساس بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ ہولے سے آگے ہوئی تھی اور اس کے چوڑے مضبوط سینے پر اپنا سر ٹکاتی سسک اٹھی تھی۔۔۔

"مجھے نفرت نہیں کرنی تم سے۔۔۔۔"

اس کی شرٹ کو سینے سے جکڑے وہ منہ بسورتے بولتی ساتھ رو بھی رہی تھی۔۔۔

شیر افگن کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

"پھر اس کے لیے وہی کرونا۔۔۔جو اماں بیگم نے سمجھایا ہے تمہیں۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی کو تھام کر وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے مہکا گیا تھا۔۔۔۔

پرنیاں کی دھڑکنیں سمٹنے لگی تھیں۔۔۔اس کے طنز پر وہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔

"باہر وہ سب ہیں۔۔۔ ہم باہر کیسے جائیں گے۔۔۔"

اس کو دور کرتی وہ تشویش بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"سردار اور سردارنی ہم ہیں۔۔۔ انہیں ہم سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔۔۔ ہمیں نہیں۔۔۔"

اس کی بات پر پرنیاں کو بھی تسلی ہوئی تھی۔۔۔۔

"مگر ہم ایک ساتھ۔۔۔ میں پہلے جاؤں گی۔۔۔ تم یہیں رہو۔۔۔

جب وہ سب چلے جائیں گے تو تم آجانا۔۔۔"

اس نے ایسے کہا تھا۔۔۔ جیسے سامنے کھڑا شخص اس کا بہت

تابعدار ہو۔۔۔

"ہم اب بھی ایک ٹیم میں نہیں ہیں۔۔۔ پوری طرح سے صلح

نہیں ہوئی۔۔۔۔ دشمنی اب بھی باقی ہے۔۔۔"

وہ اس کی بات ماننے سے انکار کر گیا تھا۔۔۔

"پلیز۔۔۔"

پرنیاں نے ملتجی لہجے میں کہا تھا۔۔۔اس کا اچھا خاصہ رعب تھا ان سب پر۔۔۔اس شخص نے سب کچھ خراب کر دینا تھا۔۔

"اوکے۔۔۔"

وہ مان گیا تھا۔۔۔جب واپس پلٹتے پرنیاں کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی تھی۔۔۔۔اس کے ہاتھ آچھے خاصے زخمی تھے۔۔۔

اوپر سے رہی سہی کسر اس نے پوری کر دی تھی۔۔۔

شیر افگن جو سیگریٹ سلگاتا صوفے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کو الماری کی جانب بڑھتے دیکھ وہ حیران ہوا تھا۔۔۔

جب اگلے ہی لمحے اسکی سیاہ مقناطیسی نگاہوں کی چمک بڑھ گئ تھی۔۔۔

پرنیاں ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

اس کے قریب بیٹھتے پرنیاں نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ شیر افگن خاموشی سے بیٹھا یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔

اس کی نگاہوں سے پزل ہوتی وہ اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ ایک دو بار اس کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔۔

اس شخص کی مقناطیسی نگاہیں دھڑکنوں کی رفتار بڑھا رہی تھیں۔۔۔

اس نے باری باری دونوں ہاتھوں پر بینڈ تج کی تھی۔۔۔اس شخص نے بہت ہی شرافت کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ اٹھنے لگی شیر افگن نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں جکڑتے اسے اپنے اوپر گرا لیا تھا۔۔۔

پرنیاں اس کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔

اس کے لبوں سے مارے خوف کے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔

"میرا ساتھ دو گی۔۔۔"

اس کی بیوٹی بون پر لب رکھتے وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔اس کی مونچھوں کے جارحانہ پن پر وہ اس کی گرفت میں کسمسائی تھی۔۔۔اس کی یہ کسمساہٹیں مقابل کو مزید بہکا رہی تھیں۔۔۔

"ہم دشمن ہیں۔۔۔"

پرنیاں نے اسے یاد دلایا تھا۔۔

"ہم ایک دوسرے کے خلاف کچھ بھی بول سکتے۔۔۔"

شیر افگن کے ہونٹ گردن سے نیچے کو سرکے تھے۔۔۔پرنیاں کی

بات ادھوری رہ گئی تھی۔۔۔

"تم دوبارہ لغاری مینشن نہیں جاؤگی۔۔۔۔نہ ان میں سے کسی سے

ملوگی۔۔۔ مجھ سے لڑو۔۔۔ نفرت کا اظہار کرو۔۔۔جو کہنا ہے

کہو۔۔۔۔جو کرنا ہے کرو۔۔۔ میرے سینے میں گولیاں اتارنے کی

آہنی خواہش بھی پوری کرو۔۔۔

مگر خود کو خطرے میں مت ڈالو۔۔ورنہ۔۔۔۔۔"

وہ جانتا تھا یہ لڑکی اتنی آسانی سے باز نہیں آئے گی۔۔۔

جیسے جیسے اس کے ہونٹ اپنی مطلوبہ جگہ کے قریب پہنچ رہے تھے۔۔۔اس شخص کی سانسیں بھاری ہو رہی تھیں۔۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے چھو پاتا۔۔۔پرنیاں اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

"ورنہ کیا کرو گے تم؟؟"

پرنیاں نے خفگی بھرے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔

"تمہیں گدی سے ہٹا دوں گا۔۔۔"

اس کے دور جانے پر اس کی آنکھوں کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"تم پھر سے اس دشمنی کو ہوا دے رہے ہو۔۔۔"

پرنیاں غصے سے بولی تھی۔۔۔۔

"تو ہمارے بیچ دوستی کب ہوئی۔۔۔"

وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ نگاہیں اب بھی وہیں تھیں۔۔ پرنیاں دوپٹہ ٹھیک کرتی اسے شال سے بھی چھپا گئی تھی۔۔۔

شیر افگن کی سرخی میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔ کنپٹی کی رگ سلگ اٹھی تھی۔۔۔

"ہمارے بیچ دوستی کبھی ہو بھی نہیں سکتی۔۔۔ کیونکہ تم ایک خود سر اور اکڑو انسان ہو۔۔۔"

وہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔

"بہت جلد ہوگی صلح۔۔۔ نور حویلی میں سردار شیر افگن درانی کی خواب گاہ میں۔۔۔ تیار رہنا سردارنی۔۔۔۔ بہت جلد تم اپنے اس سردار کو پیاری ہونے والی ہو۔۔۔"

اس کی ایک بے باک نظر ہی پرنیاں کو کپکپا کر رکھ گئی تھی۔۔۔وہ اس کی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

"کیا کرنے والے ہو تم۔۔۔؟؟"

پرنیاں نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

"اعلان جنگ۔۔۔ تم سے بھی اور اپنے دشمنوں سے بھی۔۔۔"

وہ آگے بڑھا تھا اور پرنیاں کے بالوں میں ہاتھ پھنساتا اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔۔

"اماں بیگم کو کہنا ان کی پوتی نے سردار بیگم کے پوتے کو اپنے حسن کے جال میں ایسا پھنسا دیا ہے کہ وہ اب بہت جلد باقی تمام جنگیں جیت کر ان کی پوتی کی بانہوں میں اپنا آپ ہارنا چاہتا ہے۔۔۔"

اس کے دہکتے ہونٹ پرنیاں کو اپنی پیشانی پر محسوس ہوئے۔۔۔

اس شخص نے جھک پرنیاں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ اور پھر اس کی جانب سے رخ موڑ گیا تھا۔۔۔

پرنیاں تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اپنے وجود سے اٹھتی اس شخص کی دلفریب مہک اسے بے کل کر رہی تھی۔۔۔

نیچے تک آتے اس نے اپنے حواس بہت مشکل سے بحال کیے تھے۔۔۔

چہرے کی سرخی کم کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی وہ اندر کی جانب بڑھ گئی تھیں۔۔۔

جہاں اس وقت الگ ہی ماحول تھا۔۔۔ جن کے بڑے ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہے تھے۔۔۔ ایک دوسرے پر قتل کے الزام لگائے ہوئے تھے۔۔

ان کی بچے اس وقت بہت ہی خوشگوار ماحول میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

سب سے پہلے تمکین کی نظر ہی پرنیاں پر پڑی تھی۔۔۔مارے خوف کے اسکے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔

"آپ۔۔۔وہ ہم۔۔۔"

وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہکلا کر رہ گئی تھی۔۔۔جیسے جیسے باقی سب کی نظر اس پر پڑی تھی۔۔۔سب ہی اپنی جگہ شرمندہ ہوتے اپنی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

اریب بھی شرمندہ سا تھا۔۔۔جو آج ان سب کچھ مجبور کرنے پر

پہلی بار آیا تھا۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟"

پرنیاں نے چہرے پر خفگی بھرے تاثرات سجائے ان سے پوچھا

تھا۔۔۔

اسے شیر افگن کے الفاظ یاد آئے تھے۔۔۔وہ اندر ہی اندر

مسکرائی تھی۔۔۔

یہ خود اپنی چوری چھپانے کے لیے ان پر خفگی ظاہر کر رہی تھی۔۔۔اس وقت اسے وہاں دیکھ وہ سب بھی اتنے بوکھلا گئے تھے کہ یہ بھی نہیں پوچھ پائے تھے وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔

"وہ ہم سب۔۔۔۔"

احمر بولنے ہی والا تھا جب اگلے ہی پل ان سب کے چہروں کی رنگت ایسے ہو گئی تھی جیسے ان کے جسم سے جان نکل گئی وہ۔۔۔

سبرینہ ،نایاب، جویریہ اور نور حویلی کے باقی سب افراد کو محسوس ہوا تھا جیسے ان کی زندگی کے آخری لمحات ان پہنچیں ہوں۔۔۔

ان سب کی حالت دیکھ پرنیاں نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں پلٹ کر اپنے پیچھے دیکھا تھا۔۔۔ جہاں کھڑے شیر افگن کو دیکھ وہ بھی گھبرا گئی تھی۔۔

یہ شخص کیوں آگیا تھا نیچے۔۔۔

"کیا کر رہے ہو تم سب یہاں پر۔۔۔۔؟"

وہ اپنے مخصوص سنجیدہ بارعب لہجے میں دھاڑا تھا۔۔۔ ان سب کی حالت دیکھ پرنیاں نے چہرا جھکاتے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔ یہ شخص کتنا بڑا فنکار تھا۔۔

"بھائی وہ ہم۔۔۔۔۔"

اسفند نے بولنا چاہا تھا۔۔۔جب شیر افگن نے ہاتھ اٹھا کر اسے

خاموش رہنے کو کہا تھا۔۔۔

"اب اگر میں نے دوبارہ تم لوگوں کو اس طرح اس خاندان کے

کسی فرد کے ساتھ یہاں دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ان سب کے اس اتفاق اور محبت کی بہت

بڑی قیمت ادا کرنی پڑ سکتی تھی انہیں۔۔۔

ان سب کی شکلیں بالکل اتر چکی تھیں۔۔۔ پرنیاں کو انہیں دیکھ کر افسوس ہوا تھا۔۔۔۔

"شیر افگن درانی۔۔۔۔ کہنا کیا چاہتے ہیں آپ۔۔۔ اس فارم ہاؤس پر میرے گھر والوں کا بھی اتنا ہی حق ہے۔۔۔ جتنا آپ کے گھر والوں کا ہے۔۔۔ ہمارے بھی دادا کا گھر ہے یہ۔۔"

پرنیاں نے پلٹ کر اس کو گھورا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب ان دونوں کو اس طرح وہاں دیکھ اور اب یوں آمنے سامنے دیکھ مزید گھبرا گئے تھے۔۔۔

"کس کا کتنا حق ہے۔۔۔ یہ بات تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔۔۔

"

شیر افگن نے اس کی جانب گہری نگاہوں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

"چلو سب۔۔۔"

پرنیاں نے اس شخص کے انداز پر پزل ہوتے اس کی جانب سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا وہ سب کے سامنے بھی ایسے بی ہیو کرے گا۔۔۔

پرنیاں کی اشارے پر وہ سب ہی موقع غنیمت جانتے تیزی سے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

"ان سب کو کچھ مت کہنا۔۔۔"

وہ جاتے جاتے اسے کہہ گئی تھی۔۔۔اس وقت ابھی احمر اور باقی لوگ نکل رہے تھے۔۔۔وہ شخص چاہ کر بھی اس وقت کوئی گستاخی نہیں کر پایا تھا۔۔۔

باقی سب نے اس سے بچنے کے لیے پرنیاں کی موجودگی کا فایدہ اٹھایا تھا۔۔اور پرنیاں نے ان سب کا۔۔۔

مگر باہر آتے وہاں صرف ایک شیر افگن کی گاڑی کو کھڑا دیکھ۔۔ جو پہلے سے کھڑی تھی۔۔۔۔وہ لوگ حیران ہوئے تھے۔۔۔

"پرنیاں بھابھی کی گاڑی کہاں پر ہے۔۔۔؟؟"

احمر نے چاروں جانب تلاش کیا تھا۔۔۔۔

"تو اس کا مطلب یہ دونوں ہم سے پہلے یہاں پر تھے۔۔۔اور بعلی کا بکرا ہمیں بنایا گیا ہے۔۔۔"

اسفند نے بھی یہ بات نوٹ کرتے خوشگوار حیرت سے کہا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب کے چہروں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا یہ جو ایک دوسرے کے سرعام جانی دشمن بنے ہوئے ہیں۔۔۔ اور پھر وہیں ایک دوسرے کی خاطر گولیاں کھائی جا رہی ہیں۔۔۔ یہ ہماری آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔۔۔۔

پر پہلی بار اپنا بے وقوف بنائے جانے پر بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہے۔۔۔"

اسفند نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔باقی سب بھی بات سمجھ آنے پر کھل کر مسکرائے تھے۔۔۔۔۔

"بھائی بھابھی پہلے سے یہاں ایک ساتھ تھے۔۔۔واؤ۔۔۔"

سبرینہ چہکی تھی۔۔۔۔مگر ان دونوں کو باہر نکلتا دیکھ سب کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔۔

سنجیدہ تاثرات کے ساتھ وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میرے گھر آکر میرے بیٹے کو بے دردی سے پیٹ گیا ہے وہ۔۔

اب تو میں کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا اسے۔۔۔"

اجمل لغاری کا غصے سے برا حال تھا۔۔۔انہیں بالکل بھی سمجھ نہیں

آرہا تھا کہ وہ اپنا غصہ کس طرح سے نکالیں۔۔۔

سبطین بھی ان سے غصے میں تھا۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں اس

کی بہن کے ساتھ ایسا غیر انسانی سلوک ہو رہا ہے۔۔سگی بہن اس

کی تھی۔۔۔وہ روز اس گھر آتا تھا۔۔۔۔۔

مگر اس کے درد کو سمجھنے والا شیر افگن نکلا تھا۔۔۔جس کی صرف

چچازاد تھی وہ۔۔۔۔

اجمل لغاری سبطین کو فون کر کے بلوا چکے تھے۔۔۔وہ اسے اپنے ساتھ واپس ملانا چاہتے تھے۔۔۔کیونکہ اگر شیر افگن کو کچھ ہو جاتا تو شاہی جرگے کا اگلا سردار سبطین نے ہی بننا تھا۔۔۔

اسی خاطر وہ اسے اپنے ہاتھ سے ہرگز نہیں نکلنے دے سکتے تھے۔۔۔

"سبطین اس شخص نے جان بوجھ کر ہنگامہ کیا ہے۔۔۔وہ ہم سے ہر طرح کا تعلق ختم کرنا چاہتا ہے۔۔اسی خاطر اس نے میرا کی آڑ میں سلمان دشمنی نکالی ہے۔۔۔ایسے گھریلو جھگڑے تو ہر گھر میں ہوتے ہیں۔۔

تم سوچو اگر تمہیں پتا چلے کہ تمہاری بیوی کسی غیر مرد سے رابطے میں ہے۔۔ تو تم اسے پھولوں کے ہار تو نہیں پہناؤ گے۔۔۔"

اجمل لغاری ہمیشہ کی طرح اسکی برین واشنگ کر رہے تھے۔۔۔ اور وہ شیر افگن سے اپنی جیلسی اور حسد میں پہلے کی۔ طرح اب بھی انہیں ٹھیک سمجھنے لگا تھا۔۔۔۔

"اجمل مجھے ایک بات سچ سچ بتانا۔۔۔۔۔ اس رات میرے پوتے پر قاتلانہ حملہ تم نے کیا تھا۔۔۔۔؟"

سبطین کے جانے کے بعد اجمل لغاری سردار بیگم کا نمبر ملا گئے تھے۔۔۔

جنہوں نے بات کی دوران جو سوال کیا تھا۔۔۔وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔۔۔

"اجمل لغاری جو وار کرتا ہے۔۔۔اس سے اب تک کوئی بچ نہیں سکا۔۔میں نے اب تک شیر افگن پر کوئی حملہ نہیں کیا۔۔۔اس کو لگتا ہے کہ میں اس کا دشمن ہوں۔۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا اس نے اپنی ہی نور حویلی میں سانپ پال رکھے ہیں۔۔۔جو اس کی جڑیں کاٹ کر اسے کمزور کر رہے ہیں۔۔۔"

اجمل لغاری کی بات پر سردار بیگم کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔۔

"تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔؟؟"

ان کی آواز میں خدشات اور خوف بھرا تھا۔۔۔

"آپ اتنی انجان کیوں بن رہی ہیں سردار بیگم۔۔۔ آپ بھی جانتی ہیں کون ایسا کر رہا ہے۔۔۔ اور ویسے بھی اپنے پوتے کی گرد دشمنی کا جال بننے میں آدھے سے زیادہ ہاتھ تو آپ کا بھی ہے۔۔۔

"

اجمل لغاری کی باتیں سردار بیگم کو جیسے ساکت کا کر گئ تھیں۔۔۔

"بابا نے مجھے سب بتایا ہے۔۔۔ کیسے آپ نے روبینہ ہاشم کی نفرت میں درپردہ بہت کچھ کیا ہے۔۔ جو اگر آپ کے پوتے کے سامنے

آ گیا تو آپ کہیں کی نہیں رہیں گی۔۔اسی لیے آپ کے لیے بھی بہتر ہے۔۔۔آپ میری ایک بات مان لیں۔۔۔

میں آپ کی کوئی بات کبھی بھی شیر افگن تک نہیں پہنچنے دوں گا۔۔۔"

وہ بول رہے تھے۔۔جبکہ سردار بیگم کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

ان کا اپنا بھتیجا انہیں بلیک میل کر رہا تھا۔۔۔

شیر افگن ہمیشہ انہیں کہتا آیا تھا کہ ان لوگوں پر یقین نہ

کریں۔۔۔۔ مگر وہ اس کی بات سمجھنے کو تیار نہیں تھیں۔۔

جس اب شاید بہت بڑا نقصان بھی پہنچنے والا تھا ان کو۔۔۔

ان کا پوتا ان کی وجہ سے بہت سارے خطرات میں گھرا ہوا

تھا۔۔۔

"کونسی بات۔۔۔؟؟؟"

سردار بیگم جاننا چاہتی تھیں اس کا مقصد کیا تھا۔۔۔

"پرنیاں ہاشم کو اپنی بہو بنا کر نور حویلی لے جائیں۔۔۔"

اجمل کی بات پر سردار بیگم کی حیرت بڑھ گئی تھی۔۔۔

"بھائی صاحب تو چاہتے ہیں کہ ہمارا ہاشم حویلی والوں سے کبھی کوئی تعلق نہ جڑے۔۔۔"

سردار بیگم کی بات پر دوسری اجمل ان کی نادانی پر ہنسا تھا۔۔۔

وہ انہیں نہیں بتانے والا تھا کہ پرنیاں ہاشم ان کے ساتھ ہاتھ ملا چکی تھی۔۔۔

اس کو نور حویلی لانے کا مقصد شیر افگن کی بربادی کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔

پرنیاں کے سامنے انہوں نے وہ سارے ثبوت رکھ دیئے تھے

جس میں شایان اور پھر نصیر الدین صاحب کا قاتل شیر افگن ہی

ثابت ہو رہا تھا۔۔۔ انکار کی کوئی گنجائش نکلتی ہی نہیں تھی۔۔۔

انہوں نے پرنیاں کو بتایا تھا کہ شیر افگن درانی کبھی بھی اس بات کو

اپنی زبان سے ماننے والا نہیں تھا کہ اس نے ان دونوں کا قتل کیا

تھا۔۔۔

وہ دونوں ہی تھے جو اس خاندان میں سے دستگیر صاحب کی وصیت

سے واقف تھے۔۔۔

ان دونوں کے قتل میں سب سے زیادہ فایدہ شیر افگن کو ہی ملا تھا۔۔۔ یہ ساری ایسی باتیں تھیں کہ پرنیاں چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکی تھی۔۔۔

وہ اتنے وقت سے ثبوت ہی تو مانگ رہی تھی۔۔۔ جو اسے فراہم کر دیئے گئے تھے۔۔۔

اب لغاری خاندان سے ہاتھ ملانے کے لیے وہ سرعام سب کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔۔

اجمل لغاری نے اسے کہا تھا کہ وہ شیر افگن کو کہے کہ کالج کی تعمیر شروع کروائے۔۔۔ اگر وہ اتنا ہی امن پسند بننے کی کوشش کر رہا ہے تو کالج کی تعمیر دوبارہ شروع کروائے گا۔۔۔۔

مگر پرنیاں کے ایسا کہنے پر وہ فوراً انکار کر گیا تھا۔۔۔ جس بات پر پرنیاں خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ اجمل لغاری نے اسے سمجھایا تھا کہ شیر افگن درانی بہت شاطر کھلاڑی تھا۔۔

اسی وجہ سے وہ اب تک اس تخت پر ٹکا ہوا تھا جس پر اتنی نظریں تھیں۔۔۔ اسے اس تخت سے ہٹانے اور باقی قبیلوں کو اپنا مقام بنانے کے لیے ان سب کا ایک ہونا ضروری تھا۔۔

اور ان سب میں اہم مہرا پر نیاں ہاشم تھی۔۔۔کیونکہ وہ شیر افگن کی بیوی تھی۔۔۔۔

اس کھیل کو اب خفیہ رکھا گیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب وہ شیر افگن درانی کے ساتھ بھی دشمنی کا اختتام کر چکی تھی۔۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ کون کس کے ساتھ کسی کھیل کھیل رہا تھا۔۔۔

مگر سر عام جنگ کا اعلان ان خفیہ سازشوں سے کہیں بہتر تھا۔۔۔

بظاہر ہر جانب امن تھا۔۔ مگر اندر ہی اندر سازشیں جڑ پکڑ رہی تھیں۔۔

سردار بیگم کی نفرت پرنیاں ہاشم کے لیے یہ جان کر مزید بڑھ گئی تھی کہ وہ ان کے پوتے کے خلاف اس کے دشمنوں سے ملی ہوئی ہے۔۔۔

وہ شیر افگن کو بتانا چاہتی تھیں اس لڑکی کی اصلیت۔۔ مگر ابھی نہیں درست وقت پر۔۔۔۔

ابھی انہیں بس آپنے پوتے کے گرد سے خطرہ کم کرنے کے لیے

اپنا حصہ ڈالنا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پرنیاں اپنے کمرے میں تھی۔۔۔ دانیہ واپس امریکہ جاچکی

تھی۔۔۔ مگر ایک مہینے بعد اس نے واپس لوٹنا تھا۔۔۔

پرنیاں اپنے بالوں کو سمیٹتی بیڈ سے اٹھی ہی تھی جب ریشم گھبرائی

بوکھلائی سی اس کے بیڈروم میں داخل ہوئی تھی۔۔

"بی بی جی۔۔۔بی بی جی وہ نیچے۔۔۔ غضب ہو گیا ہے بی بی

جی۔۔۔"

ریشم کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔۔۔

"کیا ہوا ہے ریشم ؟؟ کیا ہوا ہے نیچے۔۔؟؟"

پرنیاں نے جلدی سے اپنے تکیے کے نیچے رکھا پسٹل نکال لیا تھا۔۔

اس علاقے میں رہ کر وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ یہاں اسے اپنی حفاظت خود کرنی تھی۔۔۔ بہادر خان کو اس کی پچھلی گستاخی پر اس نے ابھی تک معاف نہیں کیا تھا۔۔۔

"نن نہیں بی بی جی۔۔۔ آپ نے بندوق کیوں اٹھالی۔۔۔ میں تو خوشی سے غضب ہو گیا بول رہی ہوں۔۔"

ریشم اس کے ہاتھ میں ہتھیار دیکھ گھبرا گئی تھی۔۔

اس کی بات پر پرنیاں نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتے پسٹل واپس رکھ دیا تھا۔۔

"اب بول بھی چکو کیا ہوا ہے ریشم نیچے۔۔۔؟"

پرنیاں نے اپنی نازک کمر پر بکھرے سلکی گھنے بالوں کو سمیٹتے پوچھا تھا۔۔۔

"وہ نیچے سردار بیگم اور سردار سائیں آئے ہیں۔۔۔"

ریشم کی یہ بات پہلی بات سے زیادہ ہولناک تھی۔۔پرنیاں کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔

بال چھوٹ کر پھر سے نازک کمر پر بکھر گئے تھے۔۔

"کک کیا۔۔مگر وہ کیوں آئے ہیں۔۔۔؟؟"

پرنیاں نے حیرت و بے یقینی سے پوچھا تھا۔۔اس شخص نے اسے تو کچھ نہیں بتایا تھا اس بارے میں۔۔۔

جبکہ وہ اس سے رابطے میں تھی۔۔۔

"میں یہ تو نہیں جانتی بی بی جی۔۔۔ مگر وہ بہت ساری مٹھائیوں کی ٹوکریاں، فروٹ اور شگن لے کر آئے ہیں۔۔۔"

ریشم کی بات پر پرنیاں کے چہرے کی سرخی بڑھ گئی تھی۔۔۔۔ یہ شخص کیا ارادے رکھتا تھا۔۔۔

اس نے جلدی سے شیر افگن کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ کال جا رہی تھی مگر کوپک نہیں کر رہا تھا۔۔۔ پرنیاں جلدی سے لباس بدلتی نیچے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

ڈرائینگ روم کی باہر اسے تمکین اور باقی سب کھڑی نظر آئی تھیں۔۔۔ جیسے سننے کی کوشش کر رہی ہوں کہ اندر کیا باتیں چل رہی ہیں۔۔۔

"ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔۔ مگر اندر کے حالات اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔"

اس کی سوالیہ نگاہوں پر رخسار نے بتایا تھا۔۔۔ تمکین کی تو خوشی کا لیول ہی الگ تھا۔۔۔ احمر نے اسے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔ اسے بھی سرپرائز ہی ملا تھا۔۔۔ اس نے ابھی کال کر کے احمر سے پوچھا تھا۔۔

جو خود یہ سن کر حیران رہ گیا تھا۔۔ وہ کچھ نہیں جانتا تھا اس بارے میں۔۔۔

پرنیاں نے اندر قدم رکھا تھا۔۔۔ جب اس کی نظر سامنے ہی بیٹھے شیر افگن کی جانب گئی تھی۔۔۔

سفید رنگ کی کلف لگے لباس میں ملبوس اپنی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ وجاہت و دلکشی کا شاہکار وہ شخص اپنی مقناطیسی نگاہیں اس پر گاڑھتا اس کی گھبراہٹ میں اضافہ کر گیا تھا۔۔۔

وہ جو جہر کانفیڈنٹ لڑکی تھی۔۔۔ اور بہت ہی کانفیڈنٹس کے ساتھ وہاں آئی تھی۔۔ اس شخص کی نگاہوں پر وہ اب اچھی خاصی پزل ہو چکی تھی۔۔

وہ اس کی حویلی میں اپنی سردار بیگم کے ساتھ کرنے کیا آیا تھا۔۔۔

شیر افگن کے ساتھ ہی سردار بیگم بیٹھی تھیں۔۔۔ اور دائیں صوفے پر شیر عالم بیٹھے تھے۔۔۔

پر نیاں اماں بیگم کے پہلو میں ان لوگوں کے بالکل سامنے آن بیٹھی تھی۔۔۔ اماں بیگم بھی اسے شاک میں ہی لگی تھیں۔۔۔ انہوں نے سکینہ درانی سے بات بھی نہیں کی تھی۔۔

نہ وہ اس عورت کو اپنے سامنے برداشت کر پا رہی تھیں۔۔۔ہاں مگر وہ جس مقصد کے لیے یہاں آئی تھیں۔۔۔اسکا اندازہ لگاتے اماں بیگم اپنی نفرت پر ضبط کیے بیٹھی تھیں۔۔۔

ان کی سوتن خود ان کے گھر رشتہ مانگنے آئی تھیں۔۔۔وہ احمر اور تمکین کے رشتے کی بات کر رہے تھے۔۔

پرنیاں نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کی تھی۔۔۔

"اماں بیگم ہم درمیانی اختلافات کو ختم کرنے کا پہلا قدم اٹھانا چاہتے ہیں۔۔۔کی دشمنی کئی سال چلی ہے۔۔۔اب کی بار ہم پہل کر رہے ہیں اس کو ختم کر کے ایک خوبصورت رشتے کی شروعات

کر کے۔۔۔احمر اور تمکین ایک دوسرے کے لیے بہترین جوڑ

بنیں گے۔۔۔اور اس خاندان کی دشمنی کے خاتمے کے لیے

بھی۔۔"

شیر افگن نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔وہاں بیٹھے سبھی افراد نے

حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ بہت پاورفل انسان تھا۔۔۔اسے اس طرح سے آکر دشمنی ختم

کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔وہ ایک حکم بھی جاری کر سکتا

تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ اماں بیگم یا کوئی اور بولتا پرنیاں بول پڑی تھی۔۔۔

تمکین پر شیر افگن کے الفاظ سن کر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔۔۔

انہیں اپنی سچی محبت کی طاقت پر بھروسہ تھا۔۔۔جو اس وقت انہونی کو ہونی میں بدل گئی تھی۔۔۔انہوں نے تو اب اس بات کو تصور میں بھی سوچنا چھوڑ دیا تھا کہ وہ اور احمر کبھی ایک ہو سکتے تھے۔۔۔

"مگر ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔۔۔بہت بار ایسے ہی دوستی کے بڑھے ہوئے ہاتھ کی بدلے ہمیں بہت بڑے خسارے سے دوچار

کیا گیا ہے۔۔اب مزید ہم اس فریب کا حصہ نہیں بن سکتے۔۔

ہماری طرف سے انکار ہے اس رشتے کے لیے۔۔۔"

پرنیاں کے الفاظ اندر بیٹھے افراد اور باہر کھڑی تمکین اور باقی سب کی خوشیوں پر اوس گرا گئے تھے۔

پرنیاں نے اپنے گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے اس شخص کی ان سیاہ پر فریب مقناطیسی نگاہوں میں جھانکتے پورے اعتماد کے ساتھ اس کے منہ پر انکار کر دیا تھا۔۔

ایسی جرأت پرنیاں ہاشم ہی کر سکتی تھی۔۔۔ مگر اماں بیگم اور وہاں بیٹھے اس گھر کے باقی افراد کو اس کا یہ انکار پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

شیر افگن درانی نے بھی سرد نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

اس کی کشادہ پیشانی پر شکنوں کے جال بن گئے تھے۔۔ مٹھیاں بھینچے وہ اپنی عادت کے مطابق اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتا صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا تھا۔۔۔

اس کی خطرناک تاثرات پر نیاں کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھا رہے تھے۔۔۔

یقیناً عنقریب یہ غصہ اسی پر نکلنا تھا۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا اسے اپنی حفاظت مزید سخت کرنی ہو گی۔۔

دوبارہ اس شخص کے چنگل میں نہیں پھنسنا تھا۔۔۔

"آپ لوگ نیا رشتہ نہیں جوڑنا چاہتے ٹھیک ہے۔۔۔ مگر پرانے جڑے رشتے کو تو آگے بڑھا سکتے ہیں نا۔۔۔ ہمیں پرنیاں کی رخصتی کی تاریخ دے دیں۔ایک رشتہ خوشگواری سے نبھا تو باقی بھی جڑ جائیں گے۔۔۔"

پرنیاں کے شیر افگن کے منہ پر سیدھا انکار کرنے پر سردار بیگم کو غصہ تو بہت آیا تھا۔۔۔

مگر وہ خود پر قابو پاتے بہت مشکل سے اپنے لہجے کو نرم رکھتے دوبارہ بولی تھیں۔۔۔

انکی بات پر پرنیاں نے حیرت و بے یقینی کے عالم میں شیر افگن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ تو پسند نہیں کرتی تھیں اسے۔۔۔ پھر کیسے مان گئی تھیں۔۔۔

شیر افگن بھی سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

وہاں کوئی کسی کے دل کا راز میں جانتا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ پرنیاں انکار کرتی اماں بیگم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے خاموش رہنے کا کہتے پہلی بار لب کشائی کی تھی۔۔۔

"ہم بھی اس دشمنی کو مزید طول نہیں دینا چاہتے۔۔۔جس نے

دونوں گھرانوں کا بہت نقصان کیا ہے۔۔ہم بھی امن چاہتے

ہیں۔۔رخصتی کی جو بھی تاریخ آپ کہیں ہمیں منظور ہے۔۔۔"

اماں بیگم کے لبوں سے نکلتے الفاظ وہاں سب کو شاک کر گئے

تھے۔۔

پرنیاں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ اتنا

بڑس فیصلہ اس سے پوچھے بغیر کیسے کر سکتی تھیں۔۔۔۔

"پرنیاں شاہی جرگے کا سردار ہو کر شیر افگن درانی نے اپنی سردار

بیگم کی بات کا نام رکھا ہے۔۔۔اس عورت کے سامنے میری

عزت کا سوال ہے بیٹا۔۔۔ آج تک تمہارے ہر فیصلے میں تمہارا ساتھ دیا ہے۔۔ اگر تمہیں اپنی دادی کی عزت کا پاس ہے تو تم اسی خاموشی سے اس رخصتی کو قبول کرو گی۔۔۔"

اماں بیگم نے بہت دھیرے سے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔

پرنیاں کے بائیں جانب بیٹھی افشاں بیگم نے بھی اس کا بازو تھامتے اسے کچھ بھی کہنے سے روک دیا تھا۔۔

پرنیاں کو بالکل بے بس کر دیا گیا تھا۔۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر شیر افگن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ عجیب سی وارننگ تھی ان آنکھوں میں۔۔۔

ہر انسان کسی نہ کسی سازش کے تحت اپنا داؤ پیچ کھیل رہا تھا۔۔۔

اس جنگ میں ہار کس کی ہونے والی تھی اور جیت کس کی۔۔۔ اس بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

پرنیاں مزید ایک سیکنڈ وہاں نہیں رک پائی تھی۔۔ وہ تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

افشاں بیگم بھی اس کے پیچھے گئی تھیں۔۔ شیر افگن درانی کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

"پرنیاں کیا ہو گیا ہے۔۔۔ آپ کے نزدیک تو اب شیر افگن کا امیج کلیئر ہو چکا تھا نا۔۔۔ پھر یہ احتجاج کیسا۔۔۔؟؟"

افشاں بیگم اپنی بیٹی کی یہ بے چینی سمجھنے سے قاصر تھیں۔۔

ان کی بات پر پرنیاں نے مڑ کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

افشاں بیگم نے محسوس کیا تھا وہ کانپ رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے کی رنگت بھی سرخ تھی۔۔۔۔ وہ بہت زیادہ گھبراہٹ کا شکار تھی۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے پرنیاں۔۔۔؟؟ آپ اتنا کیوں ڈر رہی ہیں۔۔؟؟ رخصتی ہی تو ہے؟؟ ایک نہ ایک دن ہر بیٹی کو رخصت تو ہونا ہوتا ہے نا۔۔۔"

اس کے دونوں ہاتھ تھامتے انہوں نے محبت سے کہا تھا۔۔۔

"آپ کچھ نہیں جانتی ماما۔۔۔وہ شیر افگن درانی۔۔۔"

پرنیاں ان کے سینے سے لگتی اپنی بات ادھوری چھوڑ گئی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

پرنیاں بے چینی کا شکار اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔اس نے ہاتھ میں موبائل اٹھا رکھا تھا۔۔۔

"میں شیر افگن کو ایسے ختم نہیں کرنا چاہتی۔۔۔اس طرح سے وہ ہم پر غالب آسکتا ہے۔۔۔۔اس کی ساتھ رخصت ہونے پر مجھ سے گدی چھن سکتی ہے۔۔۔سب کچھ اریب کے ہاتھ میں آسکتا ہے۔۔۔۔

جو ویسے ہی اس کا چیلا ہے۔۔"

کچھ دیر افشاں بیگم کے پاس بیٹھلے کے بعد وہ اپنے روم میں آگئی تھی۔۔۔۔

اسے پرواہ نہیں تھی کہ وہ لوگ ابھی بھی نیچے بیٹھے تھے یا جا چکے تھے۔۔۔۔

دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے وہ کھڑی بے چینی کے عالم میں

فون پر بات کر رہی تھی۔۔۔جب اسے اپنے وجود پر نگاہوں کی

تپش محسوس ہوئی تھی۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تھا۔۔۔اور اپنی جگہ پتھر کی بن کر رہ گئی

تھی۔۔۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑا باہر کی مناظر پر نگاہیں گاڑھے ہوئے

تھا۔۔۔

پرنیاں کے چہرے کی رنگت اڑ چکی تھی۔۔

"میں بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔"

پرنیاں نے کال بند کرنی چاہی تھی مگر شیر افگن نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا۔۔۔ اور اسے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

پرنیاں کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس شخص کے سامنے کیسے برائی کرتی اس کی۔۔۔

مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے جو ہوا تھا۔۔ اس بات کا غصہ نکال سکتی تھی ہو۔۔۔۔

"ہاں ہم کالج کی تعمیر شروع کروا سکتے ہیں۔۔۔مجھے خوف نہیں ہے

اس کا۔۔۔"

وہ بول ضرور رہی تھی۔۔۔مگر اس شخص کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ

پرنیاں کی آواز لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔

"ہاں وہ ایک بے رحم انسان ہے۔۔۔اس کے لیے کالج کا کام

رکوانے کے لیے وہاں کام کرتے مزدوروں کو مارنا کوئی بڑی بات

نہیں ہے۔۔"

پرنیاں اسے اپنی جانب آتا دیکھ دروازے کی دوسری جانب ہٹنے لگی تھی۔۔جب وہ اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے واپس دروازے کے ساتھ پٹخ گیا تھا۔۔۔۔

پرنیاں اس کی جارحانہ تیور دیکھ ڈر گئی تھی۔۔۔

اس نے بے رحم کیا تھا۔۔۔وہ شخص اب اپنی تمام ترشدتوں کے ساتھ اس کی گردن پر جھکتا اپنی بے رحمی دکھارہا تھا۔۔۔

اس کی مونچھیں پرنیاں کی گردن کو لال کر گئی تھیں۔۔۔اور ہونٹوں کی ستمگری کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

دوسری جانب سے اجمل لغاری کیا بول رہا تھا۔۔۔پرنیاں کے پلے کچھ نہیں پڑا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹتا جب شیر افگن نے موبائل اس کے ہاتھ سے لیتے سپیکر اونچا کر دیا تھا۔۔۔

"شیر افگن نے اسی کالج کا بہانہ بنا کر پہلے نصیر الدین ہاشم کو مارا ہے۔۔۔اب وہ آپ کو بھی ختم کر دے گا۔۔۔۔اسے جب بھی لگتا ہے اس کے خلاف کوئی خطرہ ہے۔۔۔وہ اسے ایسے ہی اپنے راستے سے ہٹا دیتا ہے۔۔۔

بہت شاطر انسان ہے۔۔۔ نصیر الدین ہاشم کو اسی کے گارڈز سے مروایا۔۔۔ مگر اپنی ارد گرد منصور جیسے خود پر جان دینے والے بندے رکھے ہوئے ہیں اس نے۔۔۔

جنہیں کروڑوں کی آفر کی گئی ہے مگر وہ بکتے ہی نہیں ہیں۔۔ بہادر خان بھی ایسے ہی پاگل تھا اپنے سردار کے عشق میں۔۔۔ مگر اس کے باقی ساتھی بک گئے۔۔۔۔"

اجمل لغاری کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ شیر افگن کی نفرت میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔۔

پرنیاں کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔جیسے شیر افگن نے جھک کر اپنے لبوں سے چن لیا تھا۔۔۔

"میرے بابا سردار تھے۔۔۔ان سے تو بغاوت کا خطرہ تھا اسے۔۔۔اسلیے مروادیا انہیں۔۔۔مگر شایان اس کا کیا قصور تھا۔۔۔وہ دونوں ہم عمر دوست تھے۔۔۔۔تب تو سرداری بھی نہیں تھی اس کے پاس۔۔۔پھر شایان کو کیوں مارا گیا۔۔"

پرنیاں کی بات پر دوسری جانب خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

"نصیر الدین ہاشم کو کمزور کرنے کے لیے۔۔اگلا جانشین تھا وہ ان کا۔۔۔۔"

پر نیاں کو اس کے دوسرے سوال کا جواب بھی مل چکا تھا۔۔۔

شیر افگن نے کال کاٹ کر موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

"تم باز نہیں آؤ گی۔۔۔۔"

اس کے سلکی ملائم بالوں کو اپنی مضبوط مٹھی میں بھرتے شیر افگن اس کا چہرا ایک جھٹکے سے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

اس کی گرم سانسیں پر نیاں کی سانسوں سے ٹکرانے لگی تھیں۔۔۔

"مجھے یہ رخصتی نہیں کرنی۔۔۔۔"

پر نیاں اسے دور کرنے کی کوشش کرتی خفگی سے بولی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟؟ڈر لگتا ہے؟؟؟اپنا حق سود سمیت وصولوں گا۔۔۔گیارہ سال کی جدائی کے ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہو گا۔۔۔"

پرنیاں کے لوگوں کو چھوتا وہ اس کی سانسیں بکھیر گیا تھا۔۔۔

اس کے گستاخ ہاتھ کی گرفت پرنیاں کی کمر پر آن ٹھہری تھی۔۔۔۔

پرنیاں کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔اس شخص کی چند لمحوں کی قربت پر اس کی جان نکل جاتی تھی۔۔پوری طرح سے اس کے رحم و کرم پر ہونے کی خیال سے اس کی جان جانے لگی تھی۔۔۔

ایک جنگ اندر چل رہی تھی اور ایک باہر۔۔۔

مگر پرنیاں کی زیادہ جان اس جنگ کے خوف سے نکل رہی تھی۔۔۔ جس میں یہ شخص اسے بالکل بھی معافی نہیں دینے والا تھا۔۔۔

اس کا ہاتھ پرنیاں کی کمر پر بکھرے بالوں کو سہلاتا اس کی کمر کو پر سرک رہا تھا۔۔۔ پرنیاں کی رنگت مارے شرم کے سرخ ہوئی تھی۔۔۔

اس نے دور کرنا چاہا تھا اس کا ہاتھ جس کے جواب میں وہ اس کے قریب تر جھکتا ایک بے باک گستاخی کرتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔۔

"میں نے کہا تھا تیار رہنا۔۔ دو دن بعد۔۔۔ نور حویلی میں شیر افگن درانی کی خواب گاہ میں دلہن بنی پرنیاں ہاشم۔۔۔۔ دو جانی دشمن ایک ہونگے۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر کرتا وہ اس کے گداز لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا پرنیاں کو شرم و حیا سے خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

رخصتی دو دن بعد تھی۔۔۔ یہ خبر اس نازک جان پر ایک اور ستم ڈھا گئی تھی۔۔۔۔ یقیناً یہ سب اسی شخص نے کیا تھا۔۔۔۔

اس کی سرخ خمار آلود آنکھوں میں اب کسی قسم کی مہلت نہیں تھی۔۔۔ پرنیاں کی دھڑکنیں اس کے سینے میں طوفان برپا کر رہی تھیں۔۔۔

یہ شخص واقعی بہت بڑا کھلاڑی تھا۔۔۔۔ جو باقی سب کو تو پاگل بنا ہی رہا تھا۔۔۔ مگر اس کے ساتھ بھی کھیل کھیل رہا تھا۔۔۔ اور وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

کیونکہ اس شخص کے نزدیک اس کا گیارہ سال پہلے چھوڑ جانے کا

جرم ہر جرم سے اوپر تھا۔۔۔

پرنیاں اس کی آہنی بانہوں کے حصار میں قید اس شخص کی قربت

میں پگھلتی اس وقت ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔اس کی

ساری بہادری اس ساحر کے آگے دم توڑ جاتی تھی۔۔۔

اس کی سحر انگیزی اسے پوری طرح سے اپنی لپیٹ میں لے رہی

تھی۔۔

پرنیاں کی دھڑکنیں اختیار سے باہر ہو رہی تھیں۔۔۔

"میں اس رخصتی کو رکوانے کی ہر ممکن کوشش کروں گی۔۔۔"

پرنیاں نے اس کے مضبوط کسرتی سینے پر دونوں ہتھیلیاں رکھتے

اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔

جب شیر افگن اس کی بات کے جواب میں ان گداز لبوں پر جھک

گیا تھا۔۔۔

"ان کی گستاخیاں بہت بڑھنے لگی ہیں۔۔۔ شاہی جرگے کا سردار

ہوں میں۔۔۔ سردار شیر افگن درانی۔۔۔ میرے سامنے کوئی بول

نہیں سکتا۔۔۔ تمہیں اتنی ہمت کس نے دی ہے۔۔۔"

اس کی گداز سانسوں سے کھیلتا وہ اس کی جان نکال رہا تھا۔۔۔

"تم ایک بہت ہی۔۔۔۔"

پرنیاں اس شخص کی بات پر اسے گھور بھی نہیں سکی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی سانسوں کو قید کر گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کا پورا وجود اس کی سلگتے لمس سے کانپ رہا تھا۔۔۔

"میرے داؤ مجھی پر مت آزماؤ جانم۔۔۔مانا کے بہت ذہین ہو تم۔۔۔۔اچھے اچھوں کا دماغ گھمانے کی صلاحیت رکھتی ہو تم۔۔۔ مگر شیر افگن درانی اب بھی تم سے دو قدم آگے ہے۔۔۔

شرافت سے میری دلہن کے روپ میں تیار رہنا۔۔ورنہ خیر نہیں ہوگی تمہاری۔۔۔"

وہ جھکا تھا اور اس کی گردن پر اپنا استحقاق بھرا لمس چھوڑتا اس کی سسکی نکال گیا تھا۔۔

پرنیاں ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔اگر اس کا سہارا نہ ہوتا تو وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہ رہ پاتی۔۔۔

وہ شیرنی اس ستمگر کی شدتوں کے آگے ایسے ہی سہمی ہوئی ہرنی بن جاتی تھی۔۔

وہ اس کو بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر بیٹھا تا اپنے لمس سے لرزتے کانپتے اس کے نازک سراپے پر ایک گہری پر تپش نگاہ ڈالتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کا دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آ جائے گا۔۔۔۔

اس شخص کی بے باک سرگوشیاں ابھی بھی اس کے کانوں میں گونجتی اس کے چہرے کو مزید تپا گئی تھیں۔۔۔

لبوں کی تراش میں شرمگیں مسکان آن ٹھہری تھی۔۔۔

دل اختیار سے باہر ہو چکا تھا۔۔۔۔

اس شخص کی خلاف ہر زبان سے بہت کچھ سنا تھا۔۔۔ لیکن اس سے مل کر سمجھ آیا تھا کہ وہ اتنا زہین، شاطر دماغ اور با اثر تھا کہ اتنی مخالفت اور دشمنیوں کے باوجود وہ بہت اچھے سے اپنا اقتدار سنبھالے ہوئے تھا۔۔

دشمن کو جب بھی لگتا تھا وہ کمزور ہو رہا ہے۔۔۔۔ وہ اتنی ہی زیادہ طاقت سے دوبارہ اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔۔۔

لیکن قدرت کے کھیل سے بھی کوئی نہیں لڑ سکتا تھا۔۔۔ آنے والا وقت کیا کرنے والا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ سر دار سائیں ہیں نا۔۔۔یہ ابھی سر دارنی کے کمرے سے نکل کر جا رہے ہیں۔۔؟"

ریشم جو کوریڈور کے آخری سرے پر سر جھکائے پہرے دار بنی کھڑی تھی۔۔

شیر افگن کے نکلتے ہی وہ جیسے ہی واپس پلٹی پیچھے کھڑی تمکین اور رخسار نے اسے خوشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

"وہ بی بی جی۔۔'

ریشم ان کو دیکھ ہکلا گئی تھی۔۔

"واہ ریشم میڈم۔۔۔ آپ کے بھی پر نکل آئے ہیں ویسے۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔ بتانا پسند کریں گی ہمیں۔۔۔"

وہ باقی سب کو بھی بلالائی تھیں۔۔۔ اور اس وقت لاؤنج میں ریشم

ان سب کے سامنے مجرموں کی طرح نگاہیں جھکائے کھڑی

مسلسل کچھ بھی بتانے سے انکاری تھی۔۔۔

اریب، معاویہ اور بلال بھی وہاں آچکے تھے۔۔۔

"خدا کی قسم بی بی جی، صاحب جی میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ بس اتنا

پتا ہے سردار سائیں اور سردارنی سائیں کے بیچ کچھ چل رہا ہے۔۔۔

یہ لوگ جو دکھا رہے ہیں وہ ہے نہیں۔۔۔"

ریشم جانتی تھی یہ لوگ اس کی جان نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ اسی وجہ سے اسے جو سمجھ آئی تھی وہ بتا گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ سب ایک دوسرے کی جانب تکتے اس بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

"ایک منٹ میری بات سنو۔۔۔ کچھ دنوں پہلے تک جو انسان خونی دشمن بنے ایک دوسرے کے خلاف نجانے کیا سے کیا بول رہے تھے۔۔۔ دو دنوں بعد ان کی رخصتی ہو رہی ہے۔۔۔ کوئی سوچ سکتا تھا کہ ایسا ہو گا۔۔۔؟ یہ کوئی بہت بڑا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔۔۔"

معاویہ کی بات پر سب نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"جو بھی ہے۔۔۔بس یہیں خاموش ہو جاؤ۔۔۔وہ دونوں اپنے قبیلے اور حویلی والوں کے ساتھ مخلص ہیں۔۔جو بھی کریں گے سب کی بہتری کے لیے ہی کریں گے۔۔۔ہمیں ایسی کوئی بھی بات کر کے دشمن کو فایدہ نہیں پہنچانا چاہیے۔۔"

اریب کی بات پر وہ سب مسکراتے چہروں کے ساتھ پر امید ہوئے تھے۔۔مگر ان میں کوئی ایسا بھی تھا جسے یہ بات سخت ناگوار گزری تھی۔۔۔

"اگر ایسا سچ میں ہے تو بھائی داد دینی بنتی ہے ان کو۔۔۔ کیا نفرت ظاہر کرتے ہیں یہ سب کے سامنے۔۔۔ اب اللہ کرے ان کی یہ رخصتی خیر و عافیت سے ہو جائے پھر ہمارا نمبر بھی لگے۔۔۔"

تمکین کی بات پر سب نے اسے گھورا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب کوئی تھا جو محفل چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔

اتنی آسانی سے شیر افگن درانی بازی کیسے مار سکتا تھا۔۔۔۔

"دشمن کو بے وقوف سمجھنے کی غلطی کرنا سب سے بڑی بے وقوفی ہے۔۔ اگر یہ دونوں واقعی ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہے ہیں تو دو

دن بعد ہونے والی رخصتی میں خون کی ہولی کھیل کر اس کی رونق

ہم بڑھائیں گے۔۔۔"

یہ خبر دشمن تک پہنچا دی گئی تھی۔۔۔

جب اپنے ہی غدار ہوں تو دشمنوں سے ہارنے کا خوف نہیں

رہتا۔۔۔

غیروں کی نفرت جھیل لی جاتی ہے، مگر اپنوں کی بے وفائی انسان کو

اندر سے توڑ دیتی ہے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نور حویلی اور ہاشم حویلی کی رونقیں آج دیکھنے لائق تھیں۔۔۔

بہت بڑے پیمانے پر انتظامات کیے گئے تھے۔۔۔ شیر افگن درانی

کی بارات ہاشم حویلی پہنچ چکی تھی۔۔۔ تمام قبیلوں کے معززین

نے شرکت کی تھی۔۔۔

بہت سارے لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی

تھی۔۔۔ ان دو لوگوں کا ملن ان سب کے لیے کسی انہونی سے کم

نہیں تھا۔۔۔

بہت سے چہرے ایسے بھی تھے۔۔۔ جو اس سے خوش نہیں

تھے۔۔۔ شیر افگن درانی کیوں اتنا خوش قسمت تھا۔۔۔

اسے ہر وہ بہترین شے کیسے مل جاتی تھی جو وہ چاہتا تھا۔۔۔

دوسری جانب کچھ لوگوں کی رائے پرنیاں کی جانب بھی یہی تھی۔۔وہاں کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کیا جارہا تھا اسے۔۔۔جس نے ہر پل ہر لمحہ شیر افگن درانی کے لیے نفرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

مگر وہ ایسی وجیہہ شخص کی بادشاہت میں اس کی حصہ دار بن رہی تھی۔۔۔۔

پرنیاں کی قسمت پر سب کو رشک آرہا تھا۔۔مگر پرنیاں اس وقت عجیب سی بے چینی کا شکار تھی۔۔

اسے اجمل لغاری کی کال موصول ہوئی تھی۔۔۔ جس میں کہا گیا تھا کہ اگر وہ آج شیر افگن درانی کے ساتھ رخصت ہونے سے انکار کر دے گی اور اس سے طلاق لے لی گی تو وہ زندہ بچ جائے گا۔۔۔

ورنہ شیر افگن کے ساتھ ساتھ اس کے باقی لوگ بھی مریں گے۔۔۔ اس کی کوئی بات بھی نہیں سنی گئی تھی۔۔۔

اسے بس اتنا کہا گیا تھا کہ وہ آج سب کے سامنے شیر افگن کی عزت مٹی میں ملائے گی۔۔ اگر اس نے زرا سی بھی کوشش کی شیر افگن یا

کسی بھی اور کو اس حوالے سے بتانے کی تو اس کا جو نقصان ہو گا وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔

یہ دھمکی سن کر پرنیاں حق دق رہ گئی تھی۔۔۔

دشمن اتنا بے خبر بھی نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی۔۔۔

ہاشم خاندان اور درانی خاندان کو کبھی ایک نہیں ہونے دیا گیا تھا۔۔۔ جس کے پیچھے جن لوگوں کا ہاتھ تھا۔۔۔ وہ اس وقت اپنی تمام سازشوں کے ساتھ متحرک تھے۔۔

لغاری خاندان نے بہت فایدہ اٹھایا تھا اس دشمنی کا۔۔۔ شاہی جرگے میں سرداری حاصل کی تھی۔۔۔

ابھی وہ اس سے بھی زیادہ کی تمنا رکھتے تھے۔۔۔ اگر شیر افگن درانی کی جگہ کوئی اور انسان شاہی جرگے کا سردار ہوتا تو اب تک لغاریوں نے دستگیر درانی کے دونوں گھرانوں لڑوا کر ختم کر دینا تھا۔۔۔

یہ رخصتی کا کھیل اجمل لغاری نے اس وجہ سے کھیلا تھا کہ پرنیاں نے اسے اعتماد دلایا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہے اور شیر افگن کی دشمن۔۔۔۔

مگر اپنے ہی کسی کی جانب سے کی گئی مخبری اسے نقصان سے دوچار کرنے والی تھی۔۔۔

پرنیاں کی حالت بہت خراب تھی۔۔۔ شیر افگن کئی بار اسے کال کر چکا تھا۔۔۔ مگر وہ اس کی کال پک نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"بی بی سب خیریت ہے۔۔۔؟؟"

ریشم نے اس کے پاس آتے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

پرنیاں نے غائب دماغی سے اس کی جانب دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

"بی بی جی نیچے بارات آچکی ہے۔۔۔ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو نیچے لے جایا جائے گا۔۔۔مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں کے لگ رہی۔۔۔"

ریشم نے اس کی حالت دیکھتے تشویش بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اس کی بات سن کر پرنیاں کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں آن ٹھہری تھیں۔۔۔گھبراہٹ کے مارے اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ اس وقت سرخ رنگ کا بھاری عروسی جوڑا پہنے سر سے پیر تک سجی سنوری۔۔۔ دونوں ہتھیلیوں پر اس دشمن جاں کے نام کی مہندی لگائے آسمان سے اتری پری ہی لگ رہی تھی۔۔

اس کا یہ روپ افشاں بیگم کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا تھا ابھی۔۔۔ بیوٹیشن کچھ دیر پہلے ہی اسے تیار کر کے گئی تھی۔۔۔

"بی بی جی آپ کو ایک بات بتانی تھی۔۔۔"

ریشم ہاتھوں کو مسلتی بے چینی کا شکار ہوتے بولی تھی۔۔

"بولو۔۔۔"

پرنیاں کے کہنے پر وہ اس کے قدموں میں آن بیٹھی تھی۔۔۔

"بی بی جی وہ ایک غلطی ہو گئی مجھ سے۔۔۔"

ریشم اسکے قدموں میں بیٹھی سب کے سامنے بولی جانے والی اپنی باتوں کے بارے میں بتانے لگی تھی۔۔۔

"میں نے تو بس جان چھڑوانے کے لیے بتایا تھا۔۔۔ مگر میری بات کا سن کر جہاں باقی سب خوش ہوئے معاویہ سائیں نے بہت عجیب سا انداز اپنا لیا تھا۔۔۔ وہ فوراً نجانے کہاں چلے گئے تھے۔

وہ پہلے بھی بہت عجیب حرکتیں کرتے دیکھیں گئے ہیں جب سے آپ کا اور سردار سائیں کے نکاح کی خبر باہر نکلی ہے۔۔ کبھی آپ کے کمرے کے باہر چکر کاٹ رہے ہوتے تھے، کبھی نیچے لان میں کھڑے ہو کر آپ کے ٹیرس کی جانب دیکھتے تھے۔۔۔

مجھے سردار سائیں نے پہلے ہی ان پر نظر رکھنے کا بولا ہوا تھا۔۔ میں نے سردار سائیں کو سب بتا دیا۔۔۔ مگر کل مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔"

ریشم کی بات سنتے پرنیاں اپنی جگہ ساکت سی بیٹھی رہ گئی تھی۔۔۔۔

وہ باہر موجود دشمنوں سے لڑنے میں اتنی مگن تھی کہ اس نے گھر میں کبھی کسی کے رویے پر غور ہی نہیں کیا تھا۔۔۔ اسے تو یہی لگتا تھا اس گھر میں سب اس کے اپنے تھے۔۔۔ محبت کرتے تھے اس سے۔۔۔ مگر اب اسے یہ بات بہت اچھے سے سمجھ آ رہی تھی کہ یہاں کسی پر بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔۔"

ریشم اس سے معافیاں مانگ رہی تھی۔۔۔ مگر پرنیاں اسے کیا کہتی کہ وہ اپنی بے وقوفی میں اس کا بہت بڑا نقصان کر گئی تھی۔۔۔

"مطلب شیر افگن کو پہلے سے شک تھا معاویہ پر۔۔۔ اور یہ مخبری بھی معاویہ نے کی ہے۔۔۔"

پرنیاں کی سانسیں تھمنے لگی تھیں۔۔۔ جس گھر وہ شخص بارات لایا تھا۔۔۔ وہاں اس کی جان کے دشمن موجود تھے۔۔۔

پرنیاں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھانے لگے تھے۔۔

وہ اپنے باپ اور بھائی کو کھو چکی تھی۔۔ شوہر کر کھونے کا حوصلہ نہیں تھا اس میں۔۔۔۔

"جی۔۔۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ معاویہ سائیں آپ کو پسند کرتے ہیں۔۔۔ اور اس وجہ سے ان کے دل میں سردار سائیں کی نفرت مزید بڑھ گئی ہے۔۔۔ وہ کبھی آپ کو اور سردار سائیں کو ایک نہیں ہونے دیں گے۔۔۔"

ریشم اسے سب بتا رہی تھی اور پرنیاں کا دماغ اس کا ساتھ چھوڑ رہا تھا۔۔۔

وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں دھندلانے لگی تھیں۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی بیڈ کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔ ریشم شرمندگی سے نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔ جب پرنیاں نے اس سے بھی نظر بچا کر وہاں پڑی اپنی پسٹل نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑے پرس میں چھپا لی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔۔۔اسے اریب، افشاں بیگم، امیر چچا اور باقی ان سب کی کہیں باتیں یاد آرہی تھیں جنہوں نے اسے اس دشمنی اور سرداری میں الجھنے سے روکا تھا۔۔۔

یہ سرداری بہت قربانیاں مانگتی تھیں۔۔۔جو شیر افگن نے بھی اب تک بہت بار دی تھیں۔۔۔

اس کے بابا نصیر الدین ہاشم نے بھی دی تھیں اور چچا شیر زمان درانی نے بھی۔۔۔

اس کے دادا دستگیر درانی بھی تو آخر میں اسی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے۔۔۔

آج اس کی باری تھی۔۔وہ بھی آج اپنی زندگی کی سب سے بڑی قربانی دینے جارہی تھی۔۔۔شیر افگن درانی کو اپنی زندگی سے نکال کر۔۔۔

اس کے لبوں سے سسکی بر آمد ہوئی تھی۔۔۔اس نے اب تک ہمیشہ ہر ایک کے سامنے اس شخص کے لیے نے حدو حساب نفرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

سب کو یہی لگتا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتی تھی۔۔۔مگر کوئی اس دل سے پوچھتا کہ وہ وجیہہ مغرور شخص کیا تھا اس کے لیے۔۔۔کہ

آج اس کو کھونے کے دکھ میں وہ ذہین اور بے خوف لڑکی بے بس ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اس معاملے میں کوئی رسک لینا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔

کچھ دیر بعد افشاں بیگم اور صائمہ بیگم اسے نیچے لے جانے آئی تھیں۔۔۔ دونوں نے ہی اس کے حسین روپ کو دیکھتے اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔

وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس قیامت خیز حسن کی نوخیزی زرا اسے میک اپ اور سنگھار نے مزید بڑھا دی تھی۔۔۔

وہ دونوں اسے تھام کر نیچے لائی تھیں۔۔۔افشاں بیگم نے اس کی کپکپاہٹ محسوس کی تھی۔۔۔

وہ ماں تھیں۔۔۔بیٹی کے دل کا حال ان سے چھپا ہوا نہیں تھا۔۔۔

انہوں نے گیارہ سال اسے تڑپتے دیکھا تھا۔۔۔

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اپنے دشمنوں کو گمراہ کرنے کے لیے پرنیاں صرف ظاہر کرتی تھی۔۔۔ورنہ اسے پورا یقین تھا کہ شیر افگن نہ تو اس کے بھائی کا قاتل تھا اور نہ اس کے باپ کا۔۔۔

شایان کی لاش کے پاس اس کو ہاتھ میں پسٹل لیے کھڑا دیکھ وہ کچھ

وقت کے لیے بھٹکی ضرور تھی۔۔۔ اپنے باپ کے کہنے پر اس

علاقے اور اس شخص کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ بھی گئی تھی۔۔۔

مگر دل کا کیا کرتی۔۔۔ جو آج بھی اسے قصور وار ماننے کو تیار نہیں

تھا۔۔۔ اب جب کہ دشمن بھی کھل کر سامنے آچکا تھا تو اس کا دل

اب اس مرحلے پر آکر اس شخص سے دور جانے کے خیال سے

جیسے بند ہونے کو تھا۔۔۔

وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اسے کیا کرنا تھا۔۔۔

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ کبھی کمزور نہیں تھی۔۔۔

اس شخص کے مقابل پہنچ کر پرنیاں نے اس کی جانب نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔۔جو آج سفید رنگ کے لباس میں کندھوں پر بلیک شال ڈالے کھڑا اس کی جانب وارفتگی بھری نگاہوں سے دیکھتا اپنی تمام تر وجاہت اور سحر انگیزی کے ساتھ واقعی ایک ریاست کا شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔

شاہی جرگے کا سردار۔۔۔دل و جان سے اس کے اپنی جانب بڑھنے کا منتظر تھا۔۔۔

پرنیاں اور اس کے درمیان ابھی کافی فاصلہ تھا۔۔۔مگر وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔۔۔

وہاں اس وقت بہت سارے لوگ تھے۔۔۔ شیر افگن کو بے عزت کرنے اسے توڑنے کا مکمل انتظام کیا گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کا دل ڈوب گیا تھا۔۔۔ شیر افگن نے اسے اپنی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

وہ دور سے بھی اس نازک وجود کی کپکپاہٹ، اس کی گھبراہٹ اور آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ چکا تھا۔۔۔

اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔

اس نے دائیں جانب کھڑے احمر کو پلکوں کی جنبش سے اشارہ کیا

تھا۔۔۔جو اسی طرح اس کا جواب دیتا الٹے قدموں وہاں سے

پیچھے ہٹتا اسفند کے ساتھ جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔

کان میں کچھ کہا تھا۔۔

ان کے چہرے کے تاثرات میں زرا سا بھی بدلاؤ نہیں آیا

تھا۔۔۔کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا کہ سائے کی طرح

شیر افگن کے ساتھ رہنے والا منصور وہاں نہیں تھا۔۔

"پرنیاں۔۔۔"

افشاں بیگم نے اسے آگے بڑھنے کو کہا تھا۔۔۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلاتی وہاں سب کو ساکت کر گئی تھی۔۔۔

اماں بیگم نے بھی بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"مجھے یہ رخصتی نہیں کرنی۔۔ مجھے تم سے طلاق چاہیے سردار شیر افگن درانی۔۔۔ مجھے ابھی اور اسی وقت طلاق چاہیے۔۔۔"

پرنیاں ہزیانی انداز میں چلاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔ شیر افگن درانی کی آنکھوں کی رنگت بدلی تھی۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا یہ لڑکی ایسا ظلم ڈھائے گی۔۔۔

وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا شیر افگن۔۔۔میں خود کو ختم کر دوں گی۔۔۔اور میرے قتل کا الزام تمہارے سر ہو گا۔۔۔"

پرنیاں کے اپنے پرس سے پسٹل نکالتے اپنی کنپٹی پر رکھا تھا۔۔۔

شیر افگن کے قدم وہیں جکڑے گئے تھے۔۔۔دشمن نے اس کی سوچ سے بڑا کھیل کھیلا تھا۔۔۔

"تم بہت اچھے سے جانتی ہو پرنیاں ہاشم۔۔۔ شیر افگن درانی کو

اپنی زندگی سے زیادہ اپنی عزت اور وقار عزیز ہے۔۔۔۔ جسے تم

اس طرح سے اپنے پیروں تلے روند نہیں سکتی۔۔۔"

مٹھیاں بھینچتا وہ فاصلے پر کھڑے دھاڑا تھا۔۔۔

وہاں سب ہی ساکت سے کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔ مگر

اپنوں میں چھپے کچھ غدار ایسے بھی تھے جن کے چہروں پر

مسکراہٹ تھی۔۔۔

شیر افگن درانی کو سر عام رسوا اور برباد ہوتے دیکھنے کی خوشی۔۔۔

جس موقع کا انہیں بہت عرصے سے انتظار تھا۔۔۔ بہت گھمنڈ تھا اس شخص کو اپنی بادشاہت کا۔۔۔ آج ایک لڑکی اس کو مٹی میں روندنے والی تھی۔۔۔

شیر افگن کی بات پر پرنیاں کے آنسو اندر گرنے لگے تھے۔۔۔

معاویہ وہاں کہیں نہیں تھا۔۔۔ جس کا مطلب دشمن اپنی پوری تیاری کر چکا تھا۔۔۔ یہ خالی خولی دھمکیاں نہیں تھیں۔۔۔

"مجھے پرواہ نہیں ہے تمہاری۔۔۔ نہ تمہاری زندگی کی نہ تمہارے عزت و وقار کی۔۔۔ مجھے طلاق چاہیے۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں

تم سے۔۔۔مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔۔واپس جانا چاہتی ہوں میں یہاں سے۔۔۔"

پرنیاں اپنے لہجے کو جتنا سخت اور بے لچک رکھ سکتی تھی وہ رکھ رہی تھی۔۔

وہ اس شخص کو اس لمحے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کرنا چاہتی تھی۔۔تاکہ وہ اسے طلاق دے دے۔۔۔

"پرنیاں ہوش میں آؤ۔۔۔شیر افگن درانی کی بیوی دشمنوں کے ہاتھوں کٹ پتلی نہیں بن سکتی۔۔۔"

شیر افگن کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

پرنیاں نے پسٹل اپنی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا۔۔۔ شیر افگن نے باقی سب کو پیچھے ہٹ جانے کا کہہ دیا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی اسے روکنے اس کے قریب جایے اور وہ جذباتی لڑکی خود کو کسی بھی طرح سے نقصان پہنچائے۔۔۔

وہ بس وقت ضائع کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ اس حوالے سے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔۔

سردار بیگم شا کی نگاہوں سے اس وقت اپنے پوتے کی تڑپ اور بے چینی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اگر اس کے نزدیک اس لڑکی کی کوئی اہمیت نہیں تھی تو پھر وہ اسے طلاق کیوں نہیں دے رہا تھا۔۔۔

اتنا بے کل کیوں ہو رہا تھا اس کی جان کو خطرے میں دیکھ کر۔۔۔

وہاں کھڑے تمام لوگوں کی سامنے ان کی اس بناوٹی نفرت کا پردہ فاش ہو چکا تھا۔۔۔

اماں بیگم کی بے یقین نگاہیں اپنی پوتی پر تھیں۔۔۔وہ ایسا کیوں کر رہی تھی۔۔کیا ہو گیا تھا اسے۔۔۔

اس کے چہرے سے اس کی اذیت صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

"تمہیں میری بات سمجھ میں کیوں نہیں آرہی شیر افگن۔۔۔۔ مجھے طلاق چاہیے تم سے۔۔۔ابھی اور اسی وقت طلاق دو مجھے۔۔۔ نہیں رہنا مجھے تمہارے ساتھ۔۔۔نہ اس حویلی جانا ہے۔۔۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔"

پرنیاں کے پورے وجود میں اس پل جیسے جان باقی نہیں رہی تھی۔۔۔وہ پتا نہیں کیسے کھڑی تھی۔۔۔۔

شیر افگن نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں اس وقت بہت زیادہ سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

مارے ضبط کے وہ مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔۔۔اگر وہ اس وقت اکیلا ہوتا۔۔۔

ارد گرد اس کے دونوں گھرانوں کے لوگ موجود نہ ہوتے تو وہ اب تک اس لڑکی کی عقل ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔۔۔

مگر وہ وہاں کسی کی بھی زندگی کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔۔یہی

وجہ تھی کہ وہ بہت مشکل سے اپنے آپ پر قابو پائے کھڑا تھا۔۔۔

"میں تمہیں کبھی طلاق نہیں دوں گا۔۔۔"

شیر افگن نے اس کے سامنے واضح کیا تھا۔۔

"میں خود کو مار دو گی۔۔۔"

بہتی آنکھوں کے ساتھ پرنیاں کو اس ضدی انسان پر بہت زیادہ

غصہ آیا تھا۔۔۔۔

"مار دو۔۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی وحشت ناک آنکھیں گاڑھتے اسے اجازت دے گیا تھا۔۔۔

سب نے بے یقینی سے شیر افگن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ اسے طلاق نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ مگر اپنی آنکھوں کے سامنے مرنے دے سکتا تھا۔۔۔

پرنیاں بھی ایک پل کے لیے حیران ہوئی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی پل غصے اور جذبات اس پر ایسے غالب ہوئے تھے اور ساتھ ہی خوف بھی تھا کہ وہ لوگ شیر افگن کو مار دیں گے۔۔۔

جو موت کی طرح آس پاس ہی منڈلا رہے تھے۔۔۔۔

وہ نہیں دیکھ سکتی تھی ایسا کچھ۔۔۔اس شخص کی جانب آنسوؤں سے دھندلائی آنکھوں کے ساتھ دیکھتی وہ ٹریگر پر انگلی دبا گئی تھی۔۔۔۔

"پرنیاں۔۔۔"

ایک ساتھ کئی لبوں سے اس کے نام کی پکار چیخوں کی صورت نکلی تھی۔۔۔

شیر افگن درانی اب بھی ساکت نگاہوں سے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔۔کیونکہ ٹریگر تو دبا تھا۔۔۔مگر گولی نہیں چلی تھی۔۔۔

پرنیاں نے بے یقینی کے عالم میں پسٹل کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس نے خود گولیاں ڈالی تھیں اس میں۔۔۔

"حساب بڑھ چکا ہے۔۔۔اب تم دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔۔۔"

وہ دور کھڑا غصے سے غرایا تھا۔۔۔

ریشم اسے اس لڑکی کے حوالے سے ہر چھوٹی سے چھوٹی خبر دے رہی تھی۔۔۔یہ بھی بتا چکی تھی کہ اس کے پاس گن تھی۔ریشم نے اپنی جس بے وقوفی کی معافی پرنیاں سے مانگی تھی وہ اس کے

بارے میں شیر افگن کو پہلے ہی بتا چکی تھی۔۔ آج صبح سے پرنیاں
کی حالت کے بارے میں بھی وہ اسے آگاہ کر رہی تھی۔۔۔

شیر افگن کے کہنے پر ہی ریشم نے اس کے پسٹل سے ساری گولیاں
اس وقت نکال کر چھپا دی تھیں۔۔۔ جب وہ تیار ہو رہی تھی۔۔۔

اور اس وقت ریشم بھی باقی سب کہ طرح پرنیاں کے گولی چلانے
کے خوف سے تھر تھر کانپتی شیر افگن درانی کی دور اندیشی سے
متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

وہ شخص بہت عرصے سے ان دشمنیوں میں سانس لے رہا تھا۔۔۔

جانتا تھا یہ دشمنیاں کیسے اچھے اچھوں کو ہلا کر رکھ دیتی تھیں۔۔۔

عورتوں کو ہمیشہ ان دشمنیوں سے دور رکھا گیا تھا۔۔

کیونکہ عورت میں قربانی دینے کا جذبہ مرد سے کہیں زیادہ تھا۔۔۔
وہ صنفِ نازک تھی۔۔۔

جو جتنا بھی پتھر دل اور سفاک بننے کی کوشش کرتی۔۔۔اپنے

رشتوں کے معاملے میں ہمیشہ دل سے کام لیتی تھی۔۔۔اور ان

دشمنیوں میں دل سے کام لینے والوں کی کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔

پرنیاں بے یقینی کا شکار وہیں کھڑی تھی جب افشاں بیگم نے آگے بڑھتے اس سے پسٹل چھین لیا تھا۔۔۔ان کا دل ابھی تک ہول رہا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا وہاں پھر سے فائر ہوا تھا۔۔۔اس بار گولی چلی تھی۔۔۔

نشانہ شیر افگن ہی تھا۔۔۔مگر اس کے فوری طور پر سائیڈ پر ہٹ جانے کی وجہ سے نشانہ مس ہوا تھا۔۔۔وہاں ایک چیخ و پکار مچ گئی تھی۔۔۔

شیر افگن نے وہیں کھڑے کھڑے خود پر فائر کرنے والے کے

اوپر نشانہ داغ دیا تھا۔۔۔

گولیاں سیدھی معاویہ کے بازو میں پیوست ہوئی تھیں۔۔اسے خبر نہیں تھی کہ شیر افگن درانی پہلے سے ہی دماغی طور پر تیار ہو گا۔۔۔معاویہ نے جیسے ہی پسٹل کا رخ اس کی جانب کرتے گولی چلائی تھی۔۔۔

وہ اس سے پہلے ہی اپنے جگی تبدیل کرتا اس کی گولی سے بچتا بدلے میں صرف اسے مزید حملہ کرنے سے روکنے کے لیے اس کے بازو زخمی کیے تھے۔۔۔

اسے اپنی جان کے بدلے جان سے مارنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔۔۔ ورنہ شیر افگن درانی کا نشانہ کتنا پکا تھا اس بات سے وہ سب واقف تھے۔۔۔

اگر وہ سینے پر نشانہ باندھتا تو وہ چوک نہیں سکتا تھا۔۔۔

معاویہ اس وقت بھی اس شخص کا ایسا ظرف دیکھ مارے اذیت اور شرمندگی کے زمین میں گڑھ گیا تھا۔۔۔

وہاں اجمل لغاری کے بھیجے گئے آدمیوں کی فائرنگ اب بھی جاری تھی۔۔۔ جن سے منصور اور باقی گارڈز مقابلہ کر رہے تھے۔۔۔۔

اجمل لغاری نے یہ حملہ اچانک کیا تھا۔۔۔

اس کا یہی ارادہ تھا کہ وہ کچھ آپس میں لڑ کر مارے جائیں گے اور شیر افگن درانی کے مارے جانے کے بعد باقی سب کو مارنا ان کے لیے مشکل نہیں رہے گا۔۔۔

بہادر خان اور اریب نے تیزی سے سب خواتین اور بزرگوں کو سائیڈ پر کیا تھا۔۔

شیر افگن کا سختی سے حکم تھا۔۔ وہاں آئے کسی بھی مہمان اور گھر کھ لوگوں کو زرا سی خراش بھی نہیں آنی چاہی تھی۔۔۔ پر نیاں شیر افگن پر گولی چلتے دیکھ حواس کھوتی افشاں بیگم کی بانہوں میں ڈھے گئی تھی۔۔۔

اسے یہی لگا تھا کہ وہ جانتے بوجھتے اپنے شوہر کو دشمنوں سے نہیں بچا پائی تھی۔۔۔۔

باپ اور بھائی کے ساتھ ساتھ آخر میں اس نے شوہر کو بھی کھو دیا تھا۔۔۔۔

سبطین اس موقع پر خاموش تماشائی بن کر کھڑا نہیں ہو سکا تھا۔۔۔

شیر افگن کو مارنے کا اس سے بہتر موقع مل ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

سبطین نے سب سے نگاہیں بچا کر شیر افگن پر گولی چلا دی تھی۔۔۔اسی لمحے احمر جو شیر افگن کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔وہ دو گولیاں اس کی وجود میں اتر گئی تھیں۔۔۔

اجمل لغاری نے جو کہا تھا وہ کر چکا تھا۔۔۔دستگیر درانی کی نسل کو وہ آپس میں ہی مروا کر ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔

آج شیر افگن درانی کی بارات میں وہ سب بھائی آپس میں خون کی ہولی کھیل رہے تھے۔۔۔

اماں بیگم اور سردار بیگم کی حالت اس وقت ایسی تھی جیسے ان کی وجود کو کئ ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا ہو۔۔۔ان کی نفرت آج ان کے بچوں کی جان کی دشمن بن گئ تھی۔۔۔

سبطین پتھرائی نگاہوں سے کھڑا تھا۔۔۔اس نے اپنے ہی بھائی کو مار دیا تھا۔۔۔

ان کی مائیں اپنے بچوں کو خون میں لت پت دیکھ دھاڑے مار مار کر رونے لگی تھیں۔۔ان کی کلیجے پھٹنے کو آ گئے تھے۔۔۔بھائی بھائی کا قاتل بن رہا تھا۔۔

سبطین کو پہلے اپنی بہن کی زندگی کو عذاب ہونے سے نہیں بچا پایا تھا۔۔۔ اور اب اپنے ہی ہاتھوں اپنے بھائی پر گولیاں چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔۔

جبکہ شیر عالم آگے بڑھے تھے اور اسی کا پسٹل اٹھاتے اسی پر فائر کرنے والے تھے۔۔

جب شیر افگن کی آواز نے انہیں روک دیا تھا۔۔۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے چچا۔۔۔ میرا حوصلہ اتنا بڑا ابھی نہیں ہے کہ اپنے باپ کے بعد بھائیوں کے جنازے بھی اپنے کندھوں پر اٹھا سکوں۔۔۔ وعدہ کیا تھا اپنے باپ سے کسی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ نصیر چچا کو نہیں بچا پایا مگر اور کسی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔"

شیر افگن کے الفاظ انہیں وہیں روک گئے تھے۔۔۔

شیر افگن احمر کو اٹھاتا تیزی سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔ ایک گولی اس کے سینے کے قریب لگی تھی۔۔۔

"اس کا ظرف دیکھ اور اپنا دیکھ۔۔۔اب بھی تو مجھ سے یہی شکایت

کرے گا کہ وہ سردار کیوں بنا۔۔۔ اپنوں سے غداری اور پیٹھ پیچھے

وار کرنے والا شخص کبھی اس عہدے کے قابل نہیں ہو سکتا۔۔۔

اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو چھوڑو گا نہیں میں تمہیں۔۔۔"

سبطین کا گریبان جھنجھوڑتے وہ روتے ہوئے وہاں سے نکل گئے

تھے۔۔۔۔

باہر اب بھی فائرنگ ہو رہی تھی۔۔۔ اریب معاویہ کو پہلے ہی

پچھلے گیٹ سے نکال کر لے گیا تھا۔۔۔

شیر افگن اور باقی سب بھی احمر کو لے کر وہیں سے نکلے تھے۔۔۔

"آپ لوگوں کو اب تو سکون مل گیا ہو گا۔۔۔ آپ یہی تو چاہتی تھیں نا۔۔۔ اپنے ہی بچوں کو آپس میں لڑوانا۔۔۔۔ دیکھ لیں آپ کی خواہش پوری ہو گئی۔۔۔۔ پہلے اپنے اپنے بیٹوں کو کھو چکی ہے۔۔اس کے بعد بھی نفرت کی آگ کم نہیں ہوئی نا۔۔۔

اب امید کرتی ہوں شاید جوان پوتوں کو خون میں لت پت دیکھ کر اس نفرت میں تھوڑی بہت کم واقع ہوئی ہو۔۔۔"

اسماء بیگم نے روتے ہوئے پلٹ کر سردار بیگم اور اماں بیگم جو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جو اس وقت اپنے درد سے پھٹتے دل کے ساتھ وہاں ساکت بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

"بھابھی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ آپ دنوں کہ نفرت ہمارے شوہروں کو کھا گئی۔۔۔اب خدا کے لیے ہمارے بچوں کو بخش دیں۔۔۔"

افشاں بیگم نے بھی ان دونوں کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔۔

وہاں کھڑی ہر ہستی اس وقت لرزا اٹھی تھی۔۔۔ ایسے لگتا تھا چند لمحوں میں قیامت آکر گزر گئی ہو۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے جو ہولناک منظر انہوں نے دیکھے تھے۔۔ اس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

دشمنی اور خون ریزی کی اس جنگ میں آج بھائیوں نے ایک دوسرے پر گولیاں چلائی تھیں۔۔۔

اماں بیگم مسلسل رو رہی تھیں۔۔۔ جبکہ سردار بیگم کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔۔

انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔

شیر افگن پر آج بہت ساری گولیاں چلی تھیں۔۔۔ وہ بال بال بچا تھا۔۔۔

اس کی زندگی تھی وہ بچ گیا تھا۔۔ مگر جس طرح سے اس پر گولیوں کی برسات ہوئی تھی وہ ابھی بھی ان کی سانسیں روک رہی تھی۔۔۔

وہ اس شادی کے لیے اپنے بھتیجے کے کہنے میں آکر مانی تھیں۔۔

جس کے پیچھے اس کے ایسے گھناؤنے عزائم تھے انہیں بالکل بھی خبر نہیں تھی۔۔۔ احمر کے سینے کے پاس گولی لگی تھی۔۔۔

کسی بھی وقت کوئی بھی خبر آسکتی تھی۔۔۔

تمکین بھی سکتے میں تھی۔۔۔باقی سب رو رہی تھیں۔۔۔اور بس یہی دعا کر رہی تھیں کہ اب مزید کوئی جانی نقصان نہ ہو۔۔۔ورنہ یہ تباہی کبھی رک نہیں پائے گی۔۔

وہ سب لوگ اس وقت بہت زیادہ تکلیف میں تھے۔۔

پرنیاں کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔شادی کا گھر اس وقت ماتم کے گھر میں تبدیل ہو چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کمرے میں اس وقت پھولوں کی دلفریب خوشبو چاروں جانب پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

خوبصورت جہازی سائز بیڈ کو چاروں جانب سے پھولوں کی سیج سے سجایا گیا تھا۔۔۔باقی کمرے کی دلکشی بھی آج دیکھنے لائق تھی۔۔۔

وہ شیر افگن درانی کی خواب گاہ تھی۔۔۔جس کا کونا کونا آج سرخ گلابوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔۔۔

جلتے دیئے پورے کمرے میں روشن کیے گئے تھے۔۔۔جن کی ٹمٹماتی روشنی کمرے کے ماحول کو مزید رومانوی بنا رہی تھی۔۔۔

اس کمرے کے بیچ پڑے بیڈ پر نیم دراز وجود کو کب سے ایسے ہی ساکت پڑا تھا۔۔۔اس میں ہلچل سی ہوئی تھی۔۔۔

ہاتھ ملنے پر اس خاموشی میں چوڑیاں گنگنا اٹھی تھیں۔۔۔ پر نیاں نے ہولے سے کسمساتے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔ اس میں غائب دماغی کے عالم میں اپنے چاروں جانب بنی اس سرخ گلابوں کی سیج کو دیکھا تھا۔۔۔

اس کی سانسیں ان کی خوشبو سے معطر ہوئی تھیں۔۔۔ آہستہ آہستہ اس کے حواس بیدار ہو رہے تھے۔۔۔

اور پھر وہ ہولناک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آن ٹھہرے تھے۔ جب شیر افگن پر گولی چلی تھی۔۔ پر نیاں ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

اس کا دل خوف سے لرز رہا تھا۔۔ آنکھوں میں آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔

اس کے ایک دم سے اٹھنے کی وجہ سے پورا کمرہ اس کے زیورات کی کھنک سے گونج اٹھا تھا۔۔۔ پرنیاں اپنے پیروں پر کچھ نرم گرم سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے نگاہیں موڑ کر دیکھا تو وہ وہیں سفید رنگ کی بہت خوبصورت بلی تھی۔۔۔ پرنیاں کا دماغ اس وقت پراسس نہیں کر پا رہا تھا۔۔ وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔؟؟

شیر افگن۔۔۔ وہ کہاں تھا۔۔؟؟ ٹھیک تھا وہ۔۔۔؟

ایسے کئی سوالات کے ساتھ وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔بلی اب بھی اس کے قدموں کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔۔۔

پرنیاں کا دھیان نہ تو کمرے کی سجاوٹ کی جانب گیا تھا۔۔اور نہ اس جانے کے وہ اس وقت کس کے کمرے میں تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتی جب اسے ٹیرس کی دروازے پر آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"کہاں جا رہی ہو۔۔؟ پھر سے بھاگنے کا ارادہ ہے۔۔۔؟؟"

سرد دہشت ناک لہجہ پرنیاں کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔۔وہ جھٹکے سے آواز کی سمت پلٹی تھی۔۔۔

جہاں کھڑے شیر افگن درانی کو دیکھ وہ کتنے ہی پل اپنی نگاہیں اس کی جانب سے نہیں ہٹا پائی تھی۔۔

سیاہ رنگ کی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس اپنی چارمنگ پرسنالٹی کے ساتھ کشادہ پیشانی پر شکنوں کا جال بچھائے کھڑا وہ انتہائی سنگین نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

اس کے نم آلود بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔جن سے پیشانی کا وہ سیاہ تل چھپ گیا تھا۔۔۔

اس نے شاید ابھی کچھ دیر پہلے شاور لیا تھا۔۔۔ہاف سلیوز شرٹ میں اس کے مضبوط کسرتی شانے نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔ مگر مغرور نقوش میں اس وقت صرف غصہ بھرا تھا۔۔۔

بلی اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جس کو اپنی مضبوط بانہوں میں بھرتا وہ ہاتھ میں پکڑا موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔۔۔

"تت تم۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟"

پرنیاں اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جس کی نظریں اس سرد عروسی لباس میں سر سے پیر تک اس کے نام سے سبھی اس لڑکی پر تھیں۔۔۔ جس نے آج اس کے ساتھ بہت برا کیا تھا۔۔۔وہ جب بھی اس منظر کے بارے میں سوچتا تھا۔۔۔

اس کا دل پھٹنے لگتا تھا۔۔۔اگر اس نے اپنے خدشات کے زیر اثر ریشم سے گولیاں نہ نکلوائی ہوتی تو۔۔۔اس سے آگے وہ جب بھی سوچتا تھا دل رکنے لگتا تھا۔۔

اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ جاتا تھا۔۔

"تم پر گولی چلی تھی نا۔۔۔وہ انہوں نے حملہ کیا تھا نا۔۔۔۔"

پر نیاں اس کے قریب آتی اس کے چہرے اور سینے پر اپنی مہندی سے سجی دودھیا ہتھیلی پھیرتی اپنے دل کو اس کے صحیح سلامت اپنے سامنے کھڑے ہونے کا یقین دلا رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ جنہیں دیکھ کر شیر افگن کا دماغ مزید گھوم گیا تھا۔۔۔ اس نے بلی کو اپنے ہاتھ سے جھٹکتے درمیانی فاصلہ دور کیا تھا۔

اور اس کی کلائی کو اپنی آہنی گرفت میں جکڑتا اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب تر کھینچ گیا تھا۔۔ اس کا انداز انتہائی جارحانہ تھا۔

"دکھ ہو رہا ہے۔۔۔ میرے خلاف اپنے ساتھ اکٹھے کیے گئے

تمہارے اتحادیوں کا حملہ ضائع گیا میرے خلاف۔۔۔۔"

اس کی کلائی کو پشت پر باندھتا وہ دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔۔۔
اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں۔۔

وہ اس وقت غصے اور اذیت کی انتہا پر تھا۔۔

پرنیاں اس کا غصہ دیکھ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔ یہ کیا بول رہا

تھا وہ۔۔

"نن نہیں۔۔۔ میں ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی۔۔۔"

پرنیاں نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"کتنی بار کہا تھا تم سے۔۔۔ ان لوگوں سے ملاپ مت بڑھاؤ۔۔۔ مگر تمہیں میری کوئی بات سننی ہی نہیں تھی۔۔۔"

شیر افگن اتنے غصے میں تھا کہ اسے اندازہ نہیں ہوا تھا اس کی گردن ان نازک کلائیوں کے لیے تکلیف کا باعث بن رہی تھی۔۔۔ اسکی چوڑیاں شیر افگن کی گرفت میں ہی ٹوٹ چکی تھیں۔۔۔

پرنیاں کو درد محسوس ہوا تھا۔۔۔ مگر وہ لب بھینچ گئی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی اس وقت یہ شخص حق پر تھا۔۔۔ وہ اس کا غصہ، خفگی سب کچھ سہنے کو تیار تھی۔۔۔ کیونکہ اس وقت اس نے اس شخص کو کھو کر واپس پایا تھا۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہوش میں آنے کے بعد اس شخص کے نہ ہونے کے خیال سے اسے سب کچھ ختم ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ دل جیسے مردہ ہو چکا تھا۔۔

مگر اب۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ وہ دوبارہ سے جی اٹھی تھی۔۔۔

وہ کچھ نہیں جانتی تھی وہاں کیا ہوا تھا۔۔۔اسے بے ہوشی کی حالت میں ہی یہاں لایا گیا تھا۔۔۔

مگر اس وقت جو خطرناک تیور اس شخص کے تھے۔۔۔اسے دیکھ کر نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اسے کچھ بتانے والا ہے۔۔۔۔

ہاں مگر اس کی یہاں موجودگی سے وہ اتنا اندازہ لگا سکتی تھی کہ سب کچھ ٹھیک تھا۔۔۔ورنہ یہ شخص اس طرح یہاں نہ کھڑا ہوتا۔۔۔

"میں اپنی غلطی مانتی ہوں۔۔۔وہ میری سوچ سے زیادہ گھٹیا لوگ۔۔۔"

پر نیاں ابھی اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پائی تھی۔۔۔جب اس کے غصے سے دھاڑنے پر وہ سہم گئی تھی۔۔۔

"کونسی غلطی مانتی ہو تم اپنی۔۔۔۔مجھے پورے خاندان کے سامنے ٹھکرا کر میری جان بچانے کی کوشش کرنے کی غلطی۔۔۔اس پر تو بہت داد ملنی چاہیے تمہیں۔۔۔۔میری آنکھوں کے سامنے خود کشی کرنے کی معافی۔۔۔۔نہیں اس پر بھی داد بنتی ہے تمہاری۔۔۔مجھے بچانے کے لیے پھر سے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تم نے۔۔۔

کیوں کیا تم نے ایسا؟؟؟ پچھلی بار تمہیں معاف کر دیا تھا۔۔۔
تمہیں لگتا ہے میں ہر بار معاف کرتا رہوں گا اور تم ایسے ہی اپنی
جان خطرے میں ڈالتی رہو گی۔۔'

وہ غصے سے دھاڑ رہا تھا اور پرنیاں اس شخص کی آنکھوں میں اپنے
لیے دیوانگی دیکھ اس پل بس اس وجیہہ چہرے کو تکے جا رہی
تھی۔۔۔اس کی کلائیوں پر درد کی شدت بڑھ رہی تھی۔۔۔

اتنا بھاری لباس اور جیولری پہنے اس کا نازک وجود اب تھکن سے
چور ہو چکا تھا۔۔ مگر اس شخص کی جنونیت کے آگے اس وقت وہ
اپنی ہر اذیت بھول چکی تھی۔

"آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔"

پرنیاں اس کا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

پرنیاں کے ہولے سے کہنے پر شیر افگن نے اسے خود سے دور جھٹک دیا تھا۔۔۔ پرنیاں نے اس کی آنکھوں میں غصے کی لکیروں کو بڑھتے دیکھا تھا۔۔۔

"میں مجبور تھی۔۔۔ میں نے بھی جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔۔ تم اس طرح سے مجھے دور نہیں جھٹک سکتے۔۔۔"

پرنیاں کو اس شخص کی اس حرکت پر غصہ آیا تھا۔۔۔جو وہاں سے جانے لگا تھا۔۔۔۔

یہ لڑکی آج مکمل ہتھیاروں سے لیس تھی۔۔۔اور اس کا دماغ غصے سے ابل رہا تھا۔۔۔

وہ اس کی غلطی اتنی آسانی سے معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

اور وہ اس وقت اس کے اعصاب پر بھاری پڑ رہی تھی۔۔۔سیاہ رنگ کے اس عروسی لباس میں اس کے قیامت خیز سراپے کے نشیب و فراز واضح ہو رہے تھے۔۔۔

وہ جب وہاں اس کے سامنے لائی گئی تھی تو اس کے گرد سفید شال اوڑھی گئی تھی۔۔تب یہ حشر سامانیوں پوشیدہ رکھی گئی تھیں۔۔۔ جنہیں دیکھنے کا حق صرف اس کا تھا۔۔۔

مگر اس لڑکی نے اس کی ساری خوشی پر اوس ڈال دی تھی۔۔۔

اگر وہ اسے اس بارے میں بتا دیتی تو آج جو تباہی ہوئی ہے وہ نہ ہوتی۔۔۔

"یہ زرا سی حرکت بری لگی اور جو تم نے کیا ہے آج میرے ساتھ۔۔۔طلاق چاہیے تھی تمہیں مجھ سے۔۔۔بہت شوق ہے

طلاق لینے گا۔۔۔ بہت آسان ہے تمہارے لیے یہ لفظ لبوں سے نکلنا۔۔۔"

شیر افگن نے اس کے جبڑے کو اپنی گرفت میں لیتے اس کا چہرا اپنے قریب تر کیا تھا۔۔۔

سرخ لپسٹک سے سجے وہ تراشیدہ لب شیر افگن کے لبوں کو چھو گئے تھے۔۔۔ وہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہوا تھا۔۔۔

دل میں ہلچل ہوئی تھی۔۔۔۔ جذبات میں طوفان برپا ہوا تھا۔۔

آنکھوں کی خماری بڑھ گئی تھی۔۔۔

"میں ایسا نہیں چاہتی۔۔۔ تم اس وقت غصے میں ہو۔۔۔ اور غصے میں تم پاگل ہو جاتے ہو۔۔۔ مجھے اس وقت تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ میں تھک گئی ہوں بہت۔۔۔ مجھے بھی ریسٹ کرنا ہے۔۔۔ تم بھی ریسٹ کرو۔۔۔

صبح جب تمہارا یہ پاگل پن والا غصہ ختم ہو گا تب بات کریں گے۔۔"

پرنیاں کو اس وقت اس شخص سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس کے جنونی غصے سے ویسے ہی سب کی طرح پرنیاں کی بھی جان جاتی تھی۔۔۔

وہ اپنی بات کہتی اس کے سینے پر دباؤ ڈالتی دور ہوئی تھی۔۔۔

مگر ابھی وہ ایک قدم بھی دور نہیں جا پائی تھی۔۔۔۔ جب اسے اپنے پیٹ پر اس کی چوڑی ہتھیلی کی گرفت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔ جس پر دباؤ ڈالتا وہ ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کھینچ گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کی پشت اس کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔ اس کی اس بے باکی پر پرنیاں کی رنگت مارے شرم کے لال اناڑی ہوئی تھی۔ کیوں کہ اس شخص کی انگلیاں اسے اپنے پیٹ پر سرایت کرتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

دوسرے ہاتھ سے وہ اس کے دوپٹے کی پنز نکالتا اسے دور اچھال گیا تھا۔۔۔

"میرا پاگل پن آج ایسے نہیں ختم ہو گا۔۔۔ تمہیں آج اسے سہنا پڑے گا۔۔۔ تم ہی ہو اس کی وجہ۔۔۔ اب اس کو برداشت بھی تمہیں کرنا پڑے گا۔۔۔ تم پر میرا احساب آج کی تمہاری حرکت کے بعد دوگنا ہو چکا ہے۔۔۔ یہ بکھرتی سانسیں، اس نازک وجود کی کپکپاہٹ اور یہ بے قابو ہوتی دھڑکنیں۔۔۔

آج ان سب کو میں خود میں سمیٹ لوں گا۔۔۔"

وہ اس کی گردن پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا بھاری بوجھل لہجے میں بولتا پرنیاں کی جان نکال گیا تھا۔۔

اس کمرے کا رومانوی ماحول اعصاب پر مزید بھاری پڑ رہا تھا۔۔۔

اس کی گھنیری مونچھوں کی چھبن پرنیاں کو اپنی گردن کی پشت پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔وہ جی جان سے کانپ گئی تھی۔۔۔

پرنیاں نے گھبرا کر اپنے لہنگے کو دونوں مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

وہ اس کی گردن میں پہنا بھاری ہار اتار گیا تھا۔۔۔پرنیاں کی سانسیں گہری ہونے لگی تھیں۔۔۔کیونکہ اس شخص کے سلگتے

بے باک لبوں کا لمس پر نیاں کو اب اپنے کان کی لوح پر محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس کے بالوں سے پن نکالتا وہ اب اس کے کانوں کو باری باری بھاری جھمکوں کی قید سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔

اس نازک جان کی حالت اب غیر ہو رہی تھی۔۔۔اس شخص کے انداز میں آج نرمی بالکل مفقود تھی۔۔۔۔

پر نیاں کی دھڑکنیں اس کے اختیار سے باہر ہونے لگی تھیں۔۔۔ اس پل اس شخص سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنے پیٹ سے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا تھا۔۔۔ ان انگلیوں کی گستاخیاں بڑھنے لگی تھیں۔۔۔ مگر پرنیاں کی یہ ہلکی سی مزاحمت بھی اس پل اس شخص کی اعصاب پر گراں گزری تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس مزاحمت کے بدلے اس نے جو بے باک جسارت کی تھی۔۔۔ پرنیاں کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"افگن۔۔۔۔"

پرنیاں کپکپاتے لبوں سے ہولے سے کسمسائی تھی۔۔ اس شخص کو اب تک وہ جتنا تڑپا چکی تھی۔۔۔ آج اسے نرمی کے آثار کہیں سے بھی نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔

اس کے کپکپاتے لبوں سے نکلتے اپنے نام کی پکار پر شیر افگن نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔۔۔

"میری تڑپ کا حساب آج میں اپنے طریقے سے لوں گا۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کتنی اذیت دی ہے تم نے مجھے۔۔۔۔"

اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اس نے پرنیاں کو اپنے قریب تر کیا تھا۔۔۔اس کے ہولے ہولے کانپتے نازک وجود کی کپکپاہٹ شیر افگن کے سینے میں ہلچل مچا گئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں کی رنگت غصے سے سرخ تھی۔۔۔

پرنیاں اس پل اس زخمی شیر کی طرح دھاڑتے شخص کے آگے اپنی سانسیں رکتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔اس کی شدت اور جنونیت ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔۔۔

پرنیاں کا دوپٹہ ہٹتے ہی اس کے وجود کی دلفریب مزید واضح ہونے لگی تھی۔۔۔اس کا گلا کافی گہرا تھا۔۔۔جس میں سے جھانکتا شیر افگن درانی کا وہ پسندیدہ نشان جو اسے ہمیشہ بہکنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔

پرنیاں کی دھڑکنوں نے اسے الگ بے حال کر رکھا تھا۔۔۔

"شیر افگن درانی تم اس وقت بہت غصے میں ہو۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے تم سے۔۔۔'

پرنیاں اس کی دہکتی گرم سانسوں اور بے رحم لمس کو محسوس کرتی کانپ رہی تھی۔۔۔اس شخص کو پانی جانب جھکتا دیکھ پرنیاں اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جماتی اسے دور دھکیل گئی تھی۔۔

اسے لگا تھا آج اس کی سانسیں رک جائیں گی۔۔

وہ اس کے حصار سے نکل گئی تھی۔۔۔شیر افگن نے اپنی غضبنا کی اور اس کی قربت کے احساس سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

سرخ رنگ کا فل کا مدار بلاؤز جو اس کے نازک وجود کی رعنائیوں کو مزید اجاگر کر رہا تھا۔ اور بلاؤز کے نیچے اس کے پیروں کو چھوتا لہنگا۔۔۔

اس کے سیاہ سلکی بال اس وقت جوڑے میں قید تھے۔۔ جس کی وجہ سے اس کی دودھیا گردن اور اس پر واضح ہوتی شیر افگن کی شدتوں کے نشانات۔۔۔

وہ شخص اس وقت ضبط کی آخری حدود کو چھو رہا تھا۔۔

"تم میرے غصے کی شدت کو بڑھا رہی ہو۔ تمہارا اس طرح سے دور جانا تم پر بہت بھاری پڑ سکتا ہے۔۔۔"

سیگریٹ سلگھاتا وہ اس پر اپنی مقناطیسی نگاہیں گاڑھ گیا تھا۔۔ جو

اس وقت مرر کے سامنے کھڑی اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔۔

اس کی نازک وجود اب بھی ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی

جانب دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔۔ اس کا دھیان سب پورے

کمرے کی جانب گیا تھا۔۔ جس کی سجاوٹ دیکھ اس کے دل کی

حالت مزید غیر ہوئی تھی۔۔۔

شیر افگن وارڈروب کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ وہاں سے اپنی شال

نکالتے اس نے نامحسوس طریقے سے اپنے پاکٹ میں پسٹل چیک

کیا تھا۔۔

"کہاں جارہے ہو۔۔۔؟؟"

پرنیاں لے اسے دروازے کی جانب جاتے دیکھ پوچھا تھا۔۔۔

شیر افگن نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔۔"

وہ دروازے کا ہینڈل گھما چکا تھا۔۔۔جب پرنیاں اس کے قریب پہنچتی۔۔۔دروازہ واپس بند کر گئی تھی۔۔۔

شیر افگن نے اپنی لہو رنگ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"باہر جا رہا ہوں۔۔۔جب یہ غصہ ختم ہو گا تو واپس آ جاؤں گا۔۔۔"

اس کی قیامت خیز سراپے سے نگاہیں چراتے بولا تھا۔۔۔

وہ اس نازک وجود پر اپنا غصہ ہرگز نہیں اتارنا چاہتا تھا۔۔۔وہ بہت عزیز تھی اسے۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اس کی حرکت بھی نہ بھول پا رہا تھا۔۔۔نہ معاف کر سکتا تھا۔۔۔

اگر وہ بروقت گولیاں نہ نکال دیتا تو اس لڑکی کو تو ایک پل نہیں لگنا تھا خود کو ختم کرنے کے لیے۔۔۔

وہ اس کے لیے کس قدر پاگل تھی۔۔۔ اس بے کے بعد سے وہ مزید اس کی دیوانگی سے واقف ہو چکا تھا۔۔۔ مگر یہ لڑکی ہر بار محبت میں خود غرض کیوں ہو جاتی تھی۔۔

اسکی محبت کے بارے میں کیوں نہیں سوچتی تھی۔۔۔

وہ بھی تو اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

پرنیاں اس کی جانب دیکھتی بے چین ہوئی تھی۔۔۔۔

واپس پلٹ کر دروازے کو لاک کرتی وہ کیز نکال کر اپنی مٹھی میں دبا گئی تھی۔۔

"تم کہیں نہیں جا سکتے۔۔۔ یہیں رہو۔۔۔"

اس سے نگاہیں چراتی وہ اس کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

شیر افگن کی نگاہیں اس کی زخمی کلائیوں پر پڑ چکی تھیں۔۔۔

وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ اب مرر کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں لگے پھول نکال رہی تھی۔۔۔اس کی جانب گہری نگاہوں سے دیکھتا وہ شخص اپنے بوجھل قدموں کو اس کی جانب بڑھنے سے نہیں روک پایا تھا۔۔

مرر میں ابھرتے اس کے عکس کو دیکھتے پرنیاں کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔۔شیر افگن کی نگاہیں اس کے گہرے گلے سے جھانکتی اس کی دودھیا کمر پر گردش کرنے لگی تھیں۔۔

آج اس شخص کی نہ تو نگاہیں کنٹرول میں تھیں نہ وہ خود۔۔۔

پرنیاں کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

وہ اس کی جانب مڑی تھی۔۔۔

"میں بس تمہیں کچھ ہوتے۔۔۔۔؟؟"

پرنیاں نے اسے وضاحت دینی چاہی تھی۔۔۔

جب شیر افگن نے اس کے لبوں پر اپنی انگلی جماتے باقی کے الفاظ وہیں روک دیئے تھے۔۔۔

"یہ حساب بعد پر رکھتے ہیں۔۔۔ آج پچھلے حساب برابر کرتے ہیں۔۔۔"

اس کے بالوں سے پنز نکالتا وہ انہیں کمر پر بکھیر گیا تھا۔۔ پرنیاں نے لرزتی پلکوں کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کے ہاتھ اس کے بالوں کو اپنے گرد لپیٹتے بہت ہولے سے اس کی بلاؤز کی ڈوری کر اپنی گرفت میں جکڑ گئے تھے۔۔ پرنیاں اپنی جگہ لرزا اٹھی تھی۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں کو اس کے کشادہ کسرتی سینے پر رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ بالکل اس کے سینے سے لگی کھڑی ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔

"میں جانتا ہوں ان گیارہ سالوں کی جدائی تمہارے لیے بھی اتنی ہی تکلیف دہ تھی جتنی میرے لیے۔۔۔"

اس کی شہہ رگ پر اپنے سلگتے لبوں کا شدت بھرا لمس رکھتا وہ پرنیاں کی دھڑکنوں میں طوفان برپا کر گیا تھا۔۔۔

وہ اس شخص کو اس وقت جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔

اس کے لب اس بری طرح سے کانپ رہے تھے کہ وہ کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

اس کے لبوں پر سجی سرخ لپسٹک اس پر شیر افگن کو پوری طرح سے بہکا گئی تھی۔۔۔۔

پرنیاں نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔اس شخص کی جان لیوا قربت اس کو ایسے ہی بے حال کر دیتی تھی۔۔

اس سے نہ تو اس شخص کی دوری برداشت تھی اور اس جان لیوا قربت پر الگ سانسیں اکھڑنے لگتی تھیں۔۔۔

اوپر سے آج اس شخص کے جنون نے الگ جان نکال رکھی تھی۔۔۔۔

پرنیاں نے اس کی آنکھوں کی بڑھتی بے باکی محسوس کرتے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔وہ اس کے کپکپاتی گلابی پنکھڑیوں کو دیکھ چکا تھا۔۔۔پرنیاں کی سانسیں رکی تھیں۔۔۔

اب اس کے ان گستاخ لبوں کا نشانہ اس کے نازک ہونٹ ہی تھے۔۔۔

اس شخص کے لمس میں واضح طور پر نرمی در آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔وہ اس کی ہونٹوں کی نرماہٹیں محسوس کرتا پوری طرح سے مدہوش ہو رہا تھا۔۔۔پرنیاں نے مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔

مگر اسے محسوس ہو رہا تھا اگر ابھی اس کی سانسوں کو آزادی نہ ملی تو اس کی سانسیں ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں گی۔۔۔اس کی بے حد لال پڑتی رنگت دیکھ مقابل کو بھی اس پر رحم آیا تھا۔۔۔

اور ایک شدت بھری گستاخی کرتا وہ اس لڑکی کی جان نکلتا اس کی سانسوں کو آزاد کر گیا تھا۔۔

پرنیاں گہرے گہرے سانس لیتی اس کے مضبوط سینے پر اپنا چہرا اٹکا گئی تھی۔۔۔

"گھر کے سبھی لوگ ٹھیک ہیں۔۔۔"

پرنیاں نے اس کی گستاخیوں پر بند باندھنے کی کوشش کرتے پوچھا تھا۔۔۔

"صبح جا کر پوچھ لینا۔۔۔"

وہ خفگی سے بولا تھا۔۔۔

پرنیاں نے اس کے سینے سے چہرا اُٹھاتے اسے گھورا تھا۔۔۔۔

جس کے جواب میں وہ اس سے بھی زیادہ سنگینی سے اسے گھورتا اس کے نازک وجود کو کھینچ کر اپنی گود میں بھرتا وہ اس کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

اور اپنے شدتیں نچھاور کرتا چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے تپش زدہ ہونٹوں کا لمس پرنیاں کی جان نکال گیا تھا۔۔۔ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔ مگر شیر افگن درانی کی شدتیں ایک پل کے لیے بھی کم نہیں ہوئی تھیں۔۔۔ وہ اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اسے اپنی بے قراریوں سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی نے اسے اب تک بہت تڑپایا تھا۔۔

اب حساب لینے کی باری لفظوں سے نہیں اپنے دیوانگی بھرے عمل سے تھی۔۔۔

پرنیاں نے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ رکھا تھا۔۔اس شخص کی بڑھتی شدتیں اسے بے حال کر گئی تھیں۔۔۔

مگر شیر افگن آج اس لڑکی کو کوئی بھی مہلت دینے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔وہ اسے ایسے ہی بانہوں میں بھرے بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں کی بڑھتی سرخی پرنیاں کی جان نکال رہی تھیں۔۔۔

کچھ لمحوں کے لیے اس نے پرنیاں کی سانسوں کو آزادی بخشی تھی۔۔۔۔

اسے بیڈ پر لیٹاتے وہ اس پر جھک گیا تھا۔۔۔پرنیاں کی سانسیں ابھی تک بحال نہیں ہوئی تھیں۔۔۔جب شیر افگن ایک بار پھر ان پر جھکا تھا۔۔۔

"میری سانسیں رک جائیں گی۔۔۔"

پرنیاں کی بوجھل آواز اس کی سماعتوں سے ٹکراتی شیر افگن کو مزید بہکا گئی تھی۔۔۔پرنیاں نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھتے اس سے کچھ وقت طلب کی گنجائش مانگی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے چھوتے اس پورے دورانیے میں پہلی بار شیر افگن کے اعنابی لبوں پر مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

غصے کی شدت کم ہونے لگی تھی۔۔

یہ لڑکی جانتی تھی اس کا غصہ کیسے کم ہو سکتا تھا۔۔

اس وقت اس کی پناہوں میں بکھرتی وہ اس شخص کی جنونیت اور پاگل پن کی حدوں کو چھوتی دیوانگی کے خیال سے لرز رہی تھی۔۔۔

"اور آج جو میری سانسیں روک دی تھیں تم نے۔۔۔جب بھی ان لمحوں کے بارے میں سوچتا ہوں۔۔۔دل رک جاتا ہے۔۔۔۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ تم کچھ زیادہ ہی باغی ہوتی جا رہی ہو۔۔۔۔ آج کوئی مہلت نہیں ملے گی پرنیاں شیر افگن درانی۔۔۔

آج تمہیں اپنی سانسوں کے اتنے قریب لے آؤں گا کہ دوبارہ بغاوت کرنے کا خیال بھی تمہارے دل میں آیا تو میری شدتیں یاد کر کے لرز جاؤ گی۔۔۔

میری تشنگی کو ہر لمحہ بڑھایا ہے تم نے۔۔۔ آج اسی تشنگی کی دوا بنو گی تم۔۔۔"

اس کے ملتے لبوں کا لمس پر نیاں کو اپنی گردن سے نیچے کی جانب

جاتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ شخص اب اپنے اوپر سے مکمل اختیار کھو چکا تھا۔۔۔

اس کے نازک سراپے کی رعنائیوں میں گم ہوتے وہ پوری طرح

سے مدہوش ہو چکا تھا۔۔۔

شیر افگن اس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھتا پر نیاں کی سانسیں مزید

تیز کر گیا تھا۔۔۔اس نے گھبرائی نگاہوں سے شیر افگن کی جانب

دیکھا تھا۔۔۔

"مجھے چیلنج کرنا ہے۔۔۔۔"

پرنیاں کی گھبراہٹ عروج پر تھی۔۔۔۔

اس کا یہ انداز شیر افگن کو مزید پاگل کر رہا تھا۔۔۔

وہ اس کی بے خوف شیرنی اس وقت سہمی ہرنی بنی اس سے چھپنے کے لیے اس کے سینے میں چھپ رہی تھی۔۔

"اب ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔"

اس کی دونوں کلائیاں تھام کر وہ تکیے پر رکھ چکا تھا۔۔۔اس کی وارفتگی بھری بے باک نگاہیں اس کے نشان پر پڑتیں اس لڑکی کی جان مزید مشکل میں ڈال گئی تھیں۔۔۔۔اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ اس وقت گستاخیوں پر امادہ اس شخص کی آنکھوں پر کوئی پٹی باندھ دے۔۔۔یا پھر خود کہیں چھپ جائے۔۔۔

اس کا دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔جس کا اندازہ اس کے بے حد قریب ہونے کی وجہ سے شیر افگن کو بہت اچھے سے ہو پا رہا تھا۔۔۔وہ جھکا تھا اور اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتا پرنیاں کا چہرا لال انگارہ کر گیا تھا۔۔۔

پرنیاں نے اپنی آنکھوں کو سختی سے میچتے خود کو اس شخص کی پناہوں کے سپرد کر گئی تھی۔۔۔

اس نے اب تک اسے جتنا تڑپایا تھا۔۔۔ ان لمحات کی خبر اس کے کانپتے دل کو پہلے سے تھی۔۔۔

اور کہیں نہ کہیں وہ اس کے لیے تیار بھی تھی۔۔۔

دشمنی کی اس جنگ میں بہت تڑپا تھا یہ شخص اب مزید وہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

جب اسے اپنی گردن پر گرم دہکتی سانسیں محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"بہت شدت سے چاہا ہے میں نے تمہیں۔۔۔پل پل مرا ہوں تمہاری جدائی میں۔۔۔اب اگر اس کے بعد تم نے خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

یہ مت سمجھنا میں نے معاف کر دیا ہے تمہیں۔۔۔تم نے اپنی زندگی ختم کرنے کی کوشش کر کے غلطی نہیں گناہ کیا ہے۔۔۔جس کی اتنی جلدی معافی نہیں مل سکتی۔۔۔"

اس کے کان کی لوح چومتا اس کی گردن کے ہر حصے کو اپنے لمس سے دہکاتا وہ اس کے پورے وجود پر آج اپنی دیوانگی کی چھاپ چھوڑنے کا ارادہ کر چکا تھا۔۔۔

پرنیاں اس کی گرفت میں مقید گہری گہری سانسیں لیتی۔۔۔اس لمحے بنا کوئی مزاحمت کیے اپنا آپ اس شخص کو سونپ گئی تھی۔۔۔ جو واقعی اس کا حقدار تھا۔۔۔ جس نے ہمیشہ پوری دنیا کے سامنے اس کی اہمیت واضح کی تھی۔۔۔

جو اتنی سنگین دشمنی کے باوجود اسے اپنا بنا پانے میں کامیاب ہوا تھا۔۔

اس نے غلطی کی تھی اسے نہ بتا کر۔۔۔اس پر اعتبار نہ کر کے۔۔ مگر اپنے اس دشمن جاں سے بے پناہ محبت تھی اس۔۔وہ اس کی زندگی پر رسک لے ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔

"پری۔۔۔۔"

اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیوں پھنساتے وہ اس کے کانپتے ہاتھوں کو اپنی مضبوط گرفت میں قید کرتے بوجھل سرگوشی بھرے انداز میں اسے پکار گیا تھا۔۔

مگر پرنیاں میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے جواب دے پاتی۔۔۔اس کے ہونٹوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔۔۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ بھی دم توڑ گئی تھی۔۔۔وہ کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔مگر اس شخص کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی تھی۔۔۔

وہ دھیرے سے اپنا سر اوپر اٹھاتی شیر افگن کی کشادہ پیشانی پر سجے اس خوبرو تک پر اپنے ہونٹ رکھ گئی تھی۔۔۔

جس نے ہمیشہ اسے بے قرار کیا تھا۔۔۔

اسے یہ پر کشش تل ہمیشہ سے بہت پسند تھا۔۔۔

یہ ہلکی سی جسارت کرتے اس کا پورا وجود کانپ اٹھا تھا۔۔۔ دل اتنی تیز رفتاری سے دھڑکنے لگا تھا جیسے اپنی پسلیوں کی باڑ توڑ کر باہر آجائے گا۔۔۔

اس کی بے قابو ہوتی دھڑکنیں اس کے بے پناہ قریب ہونے کی وجہ سے شیر افگن اچھے سے محسوس کر پا رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس لڑکی کی یہ معصوم سی ادا اس کا دل لوٹ کر لے گئی تھی۔۔۔

غصہ اور خفگی آہستہ آہستہ چھٹنے لگی تھی۔۔۔

وہ اسے بہت ہی خوبصورت انداز میں اپنی محبت کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو پوری طرح سے اس کے حوالے کر گئی تھی۔۔۔۔

شیر افگن بس اسی خود سپر دگی کا منتظر تھا۔۔۔اس کے گداز ہونٹوں کے لمس نے شیر افگن کے پورے وجود میں ایک نشہ سا بھر دیا تھا۔۔۔

وہ جھکا تھا اور اس کے نشان پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا اس پر اپنی شدتیں آزمانے لگا تھا۔۔۔ سیرت نے گھبرا کر بیڈ کی چادر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔۔۔اس کی سانسیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ گہری ہوتی جارہی تھیں۔۔۔

رات قطرہ قطرہ ڈھل رہی تھی۔۔۔ جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے میں مدغم دنیاومافیہا سے بیگانہ اپنی محبت کو امر کر رہے تھے۔۔۔۔ آج ان کے بیچ کوئی دوری نہیں بچی تھی۔۔۔

شیر افگن نے اس کے وجود کے ایک ایک حصے پر اپنی دیوانگی کی چھاپ چھوڑتے اسے پوری طرح سے اپنا بنالیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے دل کو ہر بار اپنی محبت کی قربانی دے کر آزمانے والی وہ نازک لڑکی اس وقت اس کے سینے پر سوئی اس شخص کی شدتیں محسوس کرتی شرم وحیا کی مارے نگاہیں تک نہیں اٹھا پارہی تھی۔۔۔۔

اس بہت مشکل دن کا اختتام ایک حسین اور مہکتی رات کی صورت ہوا تھا۔۔۔

کمرے میں گلابوں کی مہک نے چہارم سو پھیلی ہوئی تھی۔۔ دیوں کی روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی تھی۔۔۔

شیر افگن نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر جلتے اکلوتے لیمپ کی روشنی بھی بجھادی تھی۔۔۔

اسے پوری طرح سے اپنی بانہوں میں سمیٹتا بھاری سرگوشی اور بڑھتی شدتوں کے ساتھ وہ اپنا ہر حساب بے باک کرتا چلا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سردار بیگم بالکل چپ ہیں۔۔ کسی سے کوئی بات نہیں کر رہیں۔۔۔ صبح سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔"

اسماء بیگم نے فکر مندی سے کہا تھا۔۔۔ پرنیاں بھی تھوڑی دیر پہلے ہی نیچے آئی تھی۔۔

رات اس شخص نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ وہ جب اٹھی تھی تو وہ کمرے سے جا چکا تھا۔۔۔ پرنیاں اس وقت اس شخص کا سامنا کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

گزری رات کا تصور اس کے اعصاب کو بوجھل کر دیتا تھا۔۔۔۔

اس شخص کی شدتیں اور دیوانگی کو یاد کرتے اس کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ جاتی تھی۔۔۔چہرے کی سرخی ابھی تک نہیں ہٹ رہی تھی۔۔

اسماء بیگم اور باقی سب ہی اس کے پاس ناشتہ لے کر آئی تھیں۔۔۔

جن سے اسے احمر اور معاویہ کے بارے میں پتا چلا تھا۔۔۔

معاویہ کے لیے تو اسے زرا افسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔بلکہ اپنے شوہر کی اعلی ظرفی پر اسے فخر محسوس ہوا تھا۔۔

جس نے خود پر جان لیوا حملے کرنے والے کو بھی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔۔۔ وہ انسان بھلا ان لوگوں کو کیسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔۔۔ جو اسے چاہتے تھے۔۔

شایان اور شیر افگن کی دوستی جو باقی سب لوگوں سے خفیہ ہی رکھی گئی تھی۔۔۔ پر نیاں اس سے اچھے سے واقف تھی۔۔۔

نصیر الدین صاحب اسے اپنے سگے بھتیجوں سے بڑھ کر چاہتے تھے۔۔

وہ کبھی بھی ان کی جان نہیں لے سکتا تھا۔۔۔پر نیاں کے دل میں سکون ٹھہر گیا تھا کہ اس نے اس شخص کو اس حوالے سے بے اعتبار نہیں کیا تھا۔۔

سب کے سامنے اس پر الزام لگانا اور اسے برا بھلا کہنا۔۔۔صرف دشمنوں کو گمراہ کرنے کے لیے تھا۔۔۔

جس میں وہ اور شیر افگن بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے تھے۔۔۔دشمنوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی بے وقوف بنائے رکھا تھا۔۔

جس بات کا اندازہ اب سب کو ہو بھی چکا تھا۔۔

احمر کا رات کو ہی فوری آپریشن کر کے گولیاں نکال دی گئی تھیں۔

بروقت ہاسپٹل پہنچائے جانے کی وجہ سے وہ خطرے سے باہر

تھا۔۔۔

شیر افگن اس کے ہوش میں آنے تک اس کے پاس رہا تھا۔۔۔ اور

پھر احمر کی جانب سے مکمل تسلی کرنے کے بعد واپس لوٹا تھا۔۔

ابھی صبح صبح پھر سے اس کے پاس جا چکا تھا۔۔۔ سبطین گھر نہیں

آیا تھا۔۔۔

وہ اس وقت کسی سے سامنا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔۔اس نے بہت غلط کیا تھا۔۔۔

جس بات کا ادراک اس لمحے میں ہوا تھا۔۔۔جب شیر افگن درانی جس کے خلاف اس نے اپنی دشمنوں کے ساتھ مل کر نجانے کتنی سازشیں کی تھیں۔۔۔

اس شخص کے پاس رات موقع تھا۔۔۔اسے ختم کرنے کا۔۔۔

مگر نہ اس نے خود ایسا کچھ کیا تھا۔۔۔نہ کسی اور کو کرنے دیا تھا۔۔۔

پرنیاں کو یہ بات سنتے ہوئی اپنی سانسیں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں کہ یہ سارے حملے شیر افگن پر ہوئے تھے۔۔۔اسے جو دھمکی ملی تھی اس پر عمل کیا گیا تھا۔۔

مگر اس شخص کی حاضر دماغی اور ذہانت نے ان سب کو بڑے نقصان سے بچالیا تھا۔۔

گھر کی سبھی لوگ باری باری جا کر احمر سے مل آئے تھے۔۔۔

پرنیاں بھی جانا چاہتی تھی۔۔مگر وہاں اس کی موجودگی کے خیال سے دل کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔۔۔

اس گھر میں سبھی لوگ اس سے بہت محبت سے پیش آئے

تھے۔۔۔ یہ بات سے اب پورے قبیلے والوں کے سامنے واضح

ہو چکی تھی کہ ان دونوں لگ نیچ دشمنی کی آڑ میں محبت کا کھیل کھیلا

جارہا تھا۔۔۔

کل رات اجمل لغاری نے اپنے بیٹے اور بھانجوں کو حملے کے لیے

بھیجا تھا۔۔۔ جس میں اس کا ایک بھانجا اور بیٹا احسن لغاری مارا گیا

تھا۔۔۔ اس نے خون کی ہولی شیر افگن کے خاندان کو ختم کرنے

کے لیے کھیلی تھی۔۔۔۔

مگر اب جنازے اپنے جوان بیٹوں کے اٹھانے پڑ گئے تھے۔۔۔

اسے لگا تھا جیسے اب تک سازشیں رچا کر وہ دونوں خاندانوں کے افراد کو قتل کرتا آیا تھا اور انہیں پر ہی الزام ڈلوا کر انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنائے رکھا تھا۔۔۔

اس کا پلان یہی تھا کہ اس بار بھی بظاہر وہ سب ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں گے اور بیچ میں وہ اپنے لوگوں کو شامل کر کے انہیں پوری طرح سے ختم کر دے گا۔۔۔

اس کا پلان کامیاب ہوتا اگر پرنیاں کی حالت دیکھ شیر افگن کو اندازہ نہ ہوتا۔۔۔ وہ پہلے سے تیاری کر کے آیا تھا۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کے سردار بیگم اتنے آرام سے اماں بیگم کی پوتی کو بہو کے طور پر ایسے ہی قبول نہیں کر سکتیں تھیں۔۔۔وہ پھر سے انہیں لوگوں کے کہنے پر یہ کر رہی تھیں۔۔۔

جو پہلے دن سب اس خاندان کی تباہی چاہتے تھے۔۔۔اور اس میں کہیں نہ کہیں سردار بیگم نے بلیک میل ہو کر ان کا ساتھ دیا تھا۔۔۔اگر سردار بیگم اپنی نفرت کو بہت پہلے ختم کر دیتی تو اتنا نقصان نہ ہوتا۔۔۔

لغاری خاندان کی ہمیشہ سے ہاشم خاندان سے خار اور دشمنی رہی تھی۔۔۔وہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ دستگیر درانی اس قبیلے سے

اپنا رشتہ جوڑیں۔۔۔ وہ ہمیشہ سے درانی خاندان سے سرداری کے لالچ میں رشتہ داری قائم کرنا چاہتے تھے۔۔

ان کی شروع سے بری نیت دستگیر درانی کے ساتھ مل کر ان کی جائیداد ہتھیانے کی تھی۔ دستگیر درانی اکلوتے تھے اور ماں باپ کے مر جانے کے بعد ان کے خاندان میں باقی قریبی کوئی نہیں تھا۔۔۔

دستگیر درانی نے ان کی کوئی بات نہیں سنی تھی۔۔

انہوں نے روبینہ ہاشم سے محبت کی شادی کی تھی۔ مگر پھر بدقسمتی سے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے جب دستگیر درانی نے لغاری خاندان

سے شادی کی تو سکینہ بیگم کے دل میں ان کے بھائیوں نے روبینہ

ہاشم کے خلاف اتنی نفرت بھر دی تھی۔۔۔ وہ اب بھی یہی چاہتے

تھے کہ دستگیر صاحب اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دیں۔۔۔

جس کی خاطر سکینہ بیگم نے اپنے بھائیوں کے کہے میں آکر روبینہ

بیگم کو اتنا تنگ کیا تھا۔۔۔ کہ روبینہ ہاشم نے اپنے شوہر کی

زیادتیوں سے تنگ آکر وہ حویلی چھوڑ دی تھی۔۔

اپنی اس جیت پر لغاری خاندان والے بے پناہ خوش تھے۔۔۔

انہوں نے ہمیشہ اپنی بہن کو اپنے ہاتھوں کٹھ پتلی کی طرح چلایا

تھا۔۔۔ سکینہ بیگم کے کہنے پر ہی دستگیر درانی نے لغاری خاندان کو

شاہی جرگے کا حصہ بنایا تھا۔۔۔

جبکہ پہلے ان کے آباؤ اجداد کے پاس یہ گدی نہیں تھی۔۔۔

روبینہ ہاشم کے ایک ہی اکلوتے بھائی تھے جنہیں لغاریوں نے ہی

قتل کیا تھا۔۔۔ جس کے بعد نصیر الدین ہاشم نے ان کی جگہ

سنبھالی تھی۔۔۔

روبینہ ہاشم کے ساتھ ہمیشہ سے بہت زیادتیاں ہوئی تھیں۔۔۔ جن

کے لیے انہوں نے اپنے شوہر کو ابھی بھی معاف نہیں کیا تھا۔۔۔

لغاری چاہتے تھے کہ دستگیر درانی بالکل بھی حصہ نہ دیں اور ان سے مکمل قطع تعلق کر دے۔۔۔ مگر دستگیر درانی کو بہت دیر سے لیکن اپنی زیادتیوں کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔

انہوں نے رجوع کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جو بات لغاری کو مزید تلملا کر رکھ گئی تھی۔۔۔

انہیں خبر ہو گئی تھی کہ دستگیر درانی کو نصیر الدین ہاشم نے معاف کر دیا ہے۔۔۔ انہیں اسی بات کا خوف تھا کہ دستگیر صاحب اپنی وصیت میں ان سب کو حصہ دار نہ بنا دیں۔۔

ایسا ہوا تو ان کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔۔۔ اتنے سالوں کی محنت ضائع جائے گی۔۔۔

شیر زمان نے اپنے باپ کے کہنے پر وصیت والی بات بالکل پوشیدہ رکھی تھی۔۔۔ مگر نصیر الدین اور شیر زمان کی بڑھتی نزدیکیوں کے بارے میں ان لوگوں کو خبر ہونے لگی تھی۔۔۔

جس کی بعد انہوں نے جی سازش کھیلی تھی کہ شایان کو اس وقت قتل کیا گیا تھا جب اس کے پاس صرف شیر افگن تھا۔۔۔ وہاں دو نقاب پوش افراد آئے تھے اور شایان کے سینے میں گولیاں اتار کر چلے گئے تھے۔۔۔

یہ کر کے نصیر الدین ہاشم کی نسل کے خاتمے کے ساتھ ساتھ وہ انہیں کمزور کرنا چاہتے تھے اور ان کے دل میں شیر زمان اور شیر افگن کے لیے نفرت پیدا کرنا چاہتے تھے۔۔

تاکہ دو سوتیلے بھائیوں کے درمیان جو محبت بڑھ رہی تھی۔۔۔وہ یہی دم توڑ جاتی۔۔۔

وہ اپنی اس سازش میں بھی کامیاب رہے تھے۔۔۔شیر زمان اور نصیر الدین کے درمیان تعلق ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

مگر شیر افگن درانی جس کا دل نصیر الدین ہاشم کے پاس رہ گیا تھا۔۔۔اس کی محبت تھی ان کی بیٹی۔۔۔

جسے اس نے پہلی بار شایان کے ساتھ ہی دیکھا تھا۔۔۔ ہنستی مسکراتی شوخ و چنچل لڑکی۔۔۔

ان کی پہلی ملاقات بہت حادثاتی طور پر ہوئی تھی۔۔۔ پرنیاں شایان کے ساتھ زمینوں کی سیر کرنے آئی تھی۔۔۔۔ وہیں شیر افگن بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا تھا۔۔۔

وہ ان دنوں شہر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔۔۔۔ شایان اور اس کی دوستی وہیں ہوئی تھی۔۔۔

پرنیاں جو شایان کو ڈھونڈنے کھیتوں میں سے گزرتے شیر افگن کے حصے میں آگئی تھی۔۔۔

وہ راستہ بھول گئی تھی۔۔۔وہ اتنی خوفزدہ تھی کہ اچانک سے سامنے آتے شیر افگن سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔۔

جس کے ہاتھ میں موجود رائفل کی نوک پر نیاں کے سینے پر لگی تھی۔۔۔۔

اس کو درد سے روتا دیکھ شیر افگن درانی اس معصوم پیکر میں اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔۔اسے فوری طور پر ہاسپٹل لے جا کر بینڈیج کروائی تھی۔۔۔

وہ زخم بھر گیا تھا مگر اس نازک وجود پر پہلی ملاقات کا دیا اپنا نشان شیر افگن درانی کو ہمیشہ کے لیے یاد رہ گیا تھا۔۔۔ ان دونوں کا نکاح شیر افگن کی خواہش پر ہوا تھا۔۔

جو بعد میں پرنیاں کی بھی خواہش بن گئی تھی۔۔۔ مگر پھر شایان کی موت نے سب ختم کر دیا تھا۔۔۔

پرنیاں جانتی تھی کہ شیر افگن ایسا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ مگر اسے اپنے بابا کے حکم پر اس شخص سے جو اس کی محبت بن چکا تھا۔۔۔ قطع تعلق کر کے جانا پڑا تھا۔۔۔

نصیر الدین کو یہی لگتا تھا کہ اگر پرنیاں یہاں رہی تو اسے بھی ختم کر دیا جائے گا۔۔۔ ان کا شک اس وقت شیر زمان اور شیر افگن پر ہی تھا۔۔

انہیں ارد گرد کے لوگوں نے اتنا ورغلایا تھا۔۔ خاص کر ان کے اپنے بہنوئی وقاص نے۔۔۔ جو ان کا بہت قریبی دوست بن کر ان کے ہر راز سے ان کے دشمنوں کو آگاہی دیتا تھا۔۔

لیکن بعد میں جب انہیں دشمنیوں میں ان کے بھائی شیر زمان کو بھی قتل کر دیا گیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اجمل لغاری اور باقی سب کے کہنے میں آکر نصیر الدین ہاشم کو شاہی جرگے سے نکال دیں۔۔۔

مگر وہ اپنے بھائی کے الزام لگانے کے باوجود کبھی ان کی خلاف

نہیں ہو پائے تھے۔۔

وہ ہر جرگے میں انہیں شامل کرتے تھے اور باقیوں سے زیادہ ان

کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔۔

جو بات ان کے اپنے سگے ماموں کو برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

انہوں نے جان بوجھ کر غلط فہمی کی بنیاد پر ان دونوں کے درمیان

ایسی لڑائی کروائی تھی کہ اس لڑائی کو بنیاد بنا کر انہوں نے اپنی اس

بہن کے بیٹے کو موت کی گھاٹ اتار دیا تھا۔۔

جسکا الزام نصیر الدین ہاشم پر لگایا گیا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے شیر زمان کو ہٹا کر اپنے ہی پیر پر کلہاڑی مار دی تھی۔۔

شیر افگن درانی نے سرداری سنبھالنے کے بعد ان کے اصل چہرے دیکھے تھے۔۔۔ وہ جو اسی بات میں الجھے رہے تھے کہ شایان کو کس نے قتل کیا تھا۔۔۔

اسے آہستہ آہستہ سب سمجھ آنے لگا تھا۔۔۔

کہ پیٹھ پیچھے کون کھیل کھیل رہا تھا۔۔۔ مگر اجمل لغاری نے اپنا ہر کام بہت صفائی سے کیا تھا۔۔۔۔

شیر افگن نے نصیر الدین ہاشم کو سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی۔۔۔ جو اسے ہی شایان کا قاتل سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ ان کی بیٹی کو طلاق دے دے۔۔۔

انہوں نے اس کی خلاف لغاری خاندان سے ہاتھ بھی ملا لیا تھا۔۔ جب ان کے ساتھ میل ملاپ بڑھنے پر نصیر الدین ہاشم کے سامنے ان کی سچائی کھلی تھی۔۔

وہ کالج بنانا چاہتے تھے۔۔۔ جس کے لیے شیر افگن نے انہیں تنازع والی جگہ کے بجائے دوسری زمین پر بنانے کو کہا تھا۔ مگر اجمل لغاری کے کہنے میں آکر انہوں نے اسکی بات نہیں مانی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے ان کی اختلافات مزید بڑھ گئے تھے۔۔۔

مگر بعد میں جیسے ہی ان کی آنکھیں کھلی تھیں کہ وہ کتنا غلط کر چکے ہیں۔۔ وہ فوری شیر افگن کے پاس گئے تھے۔۔۔

اپنی غلطی بتائی تھی اور اسے کہا تھا کہ وہ اس بات پر خوش تھے کہ ان کی بیٹی محفوظ ہاتھوں میں سونپی تھی انہوں نے۔۔۔ انہوں نے

آخری وقت میں شیر افگن کو پرنیاں کے حوالے سے اور اپنے خاندان کو خیال رکھنے کا کہا تھا۔۔۔

شاید انہیں ابہام ہو چکا تھا کہ ان کے پاس وقت کم تھا۔۔۔ انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں مل رہی تھیں۔۔۔

جس کا ذکر انہوں نے شیر افگن سے نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ پہلے ہی اسے بہت خراب کر چکے تھے۔۔۔ مزید اپنی وجہ سے اسے مزید دشمنیوں میں نہیں دھکیلنا چاہتے تھے۔۔

شیر افگن کو جب اس بات کی خبر ہوئی تھی۔۔۔ اس کی تڑپ کا کوئی حساب نہیں تھا۔۔۔

وہ اگر اسے بتا دیتے تو وہ ان کی حفاظت کے لیے کچھ بھی کر گزرتا۔۔

ان پر حملے کا سن کر سب سے پہلے ہاسپٹل پہنچنے والا وہی تھا۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس پر الزام لگایا جائے گا۔۔۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔۔

اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی وہ اسے اپنی بیٹی کے حوالے سے نصیحت کر رہے تھے۔۔۔۔

وہ جانتے تھے وہ اب کی بار نہیں رکے گی۔۔۔ انہوں نے کی شیر افگن کو منع کیا تھا کہ ان کی گدی پر نیاں کو نہ سونپے۔۔۔

وہ اسے خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔۔۔

شیر افگن ان کے قتل کے بعد دشمنوں کی حوالے سے خاموشی اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن پرنیاں کے آنے کی خبر سن کر اسے خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ جذباتی لڑکی اس سب میں پڑ کر معاملے کو مزید خراب کرنے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔

شیر افگن جانتا تھا اسے سازشیوں میں الجھایا جائے گا۔۔۔

اسے شیر افگن کے خلاف کرنے کی پہلی سازش وقاص اعظم نے کی تھی۔۔۔سب کو یہی لگا تھا کہ شیر افگن کبھی پرنیاں کو گدی نہیں دے گا۔۔۔

اور وہ اسے شیر افگن کے خلاف اپنا مہرا بنائیں گے۔۔۔ مگر دشمنوں کو اندازہ نہیں تھا کہ پرنیاں ہاشم انہیں ہی گھما کر رکھ دے گی۔۔۔

بظاہر شیر افگن سے نفرت کا اظہار کرنے والی۔۔۔وہ درپردہ اسی کی سن اور کر رہی تھی۔۔

آخر میں آکر جب دشمنوں نے اس کی محبت کو کمزوری بنا کر وار کیا تو وہ بھٹک گئی تھی اور شیر افگن پر اعتبار نہ کرنے کی غلطی کر بیٹھی تھی۔۔۔

جس پر وہ شخص اس سے اچھا خاصا روٹھا ہوا تھا۔۔ جس ناراضگی کا اندازہ اسے گزری رات بہت اچھے سے کروایا تھا اس شخص نے۔۔۔ وہ جانتی تھی یہ ناراضگی اتنی آسانی سے ختم ہونے والی نہیں تھی۔۔

اس شخص نے اپنے بدلے پورے کرنے تھے۔۔

اجمل لغاری نے اس دشمنی میں دونوں گھرانوں سے اپنے مہروں کے طور پر معاویہ اور سبطین کو استعمال کیا تھا۔۔۔ جن کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں اور خاص کر شیر افگن کا سامنا کرنے کے بجائے مر جانا چاہتے تھے۔۔۔

اس وقت سب سے زیادہ بری حالت سردار بیگم کی تھی۔۔۔ ان کی گزری ساری زندگی ان کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چل رہی تھی۔۔۔

انہوں نے جن میکے والوں کی خاطر اپنے شوہر کی زندگی اور آخرت برباد کر دی تھی۔۔۔

وہی ان کے بیٹے کی قاتل نکلے تھے۔۔۔اور ان کے پوتے کو مارنے کی کئی بار کوشش کر چکے تھے۔۔۔اگر شیر افگن یا کسی بھی اور کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔

وہ شیر زمان کا قاتل خود کو مان رہی تھیں۔۔۔ان کی وجہ سے یہ سب ہوا تھا۔۔۔

ان کے ضمیر پر بہت بھاری بوجھ آن پڑا تھا۔۔۔جس سے اب اپنی بچی کی زندگی میں خود کو چھٹکارا نہیں دلا سکتی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پرنیاں اسفند کے ساتھ احمر سے ملنے آئی تھی۔۔۔جو تکیوں کے

سہارے نیم دراز تھا۔۔

اسے دیکھ اس نے احتراماً سیدھا ہونے کی کوشش کی تھی جب لبوں

سے درد کے مارے کراہ نکل گئی تھی۔۔

"ارے آرام سے۔۔۔لیٹے رہیں۔۔۔"

پرنیاں گھبرا گئی تھی۔۔۔اور ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا تھا۔۔۔

اس وقت کمرے میں سبرینہ ،نایاب،جویریہ اور بہروز ہی موجود

تھے۔۔۔

میراکو اپنے شوہر کے قتل ہونے کی خبر مل چکی تھی۔۔۔ جس شخص کا ساتھ اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں تھا۔۔۔ مگر اسے اس شخص کے نام کی عدت گزارنی تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ ابھی وہاں نہیں آسکی تھی۔۔۔

وہ حویلی میں ہی تھی۔۔۔

پرنیاں کو کمرے میں وہ کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔

"معاف کیجئے گا بھابھی۔۔ میری وجہ سے آپ کی شوہر نامدار آپ کو وقت نہیں دے پا رہے۔۔۔ میں نے تو کہا تھا شیر افگن کو کے وہ آپ کے پاس چلا جائے مگر وہ کچھ اہم کاموں میں مصروف۔۔۔"

احمر نے اپنی شرمندگی کا اظہار کیا تھا۔۔۔ جبکہ پرنیاں کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔

کیونکہ ان سب کی شوخ نظریں اسی پر تھیں۔۔

"نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ اس شخص کو جتنا مصروف رکھا جا سکتا ہے رکھ لو۔۔۔"

وہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔ ٹھیک ہے وہ ناراض تھا۔۔۔ مگر پورا دن گزر گیا تھا۔

اس نے ایک میسیج تک نہیں کیا تھا۔۔۔

اس کے منہ بنانے پر ان سب کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔

ان دونوں کی جوڑی بہت شاندار تھی۔۔۔جو ان سب کو بہت پسند تھی۔۔۔

دنوں ہی ایک جیسے پاورفل اور غصے والے۔۔۔سب کو یہی حیرت ہوتی تھی کہ انہیں ایک دوسرے سے محبت کیسے ہوئی تھی۔۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

پر نیاں نے نوٹ کیا تھا کہ وہ سب ایک دوسرے کی جانب اشارے کر رہے تھے۔۔۔

مگر بول کوئی نہیں رہا تھا۔۔۔شاید وہ اسے کچھ کہنا چاہتے تھے۔۔۔

"وہ بھابھی احمر کو دو گولیاں لگی تھیں۔۔۔دونوں کے ہی گہرے زخم ہے۔۔۔جن کا درد اس سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔اگر اسکے درد کی دوا کرنے والی ایک نظر اس کی سامنے آجاتی تو اس مریض کے دل کو شفا مل جانی تھی۔۔۔"

اسفند نے سب کے کہنے پر بات شروع کی تھی۔۔۔جو پر نیاں کے پلے بالکل بھی نہیں پڑی تھی۔۔۔

"کون۔۔۔؟"

احمر کے چہرے پر خفیف مسکراہٹ دیکھ اسے کچھ کچھ سمجھ آرہی تھی۔۔۔

"وہ تمکین ملنے آنا چاہتی ہے احمر بھائی سے۔۔۔ مگر۔۔۔"

سبرینہ نے شیر افگن کو اندر داخل ہوتے دیکھ بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔۔

"وہ شیر افگن اور آپ سے گھبرا رہی ہے۔۔۔ کہ آپ لوگ خفا نہ ہوں۔۔۔"

اسفند نے جلدی سے آہستہ آواز میں بات مکمل کی تھی۔۔۔

شیر افگن کی نظریں پرنیاں کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ اور پھر جیسے پلٹنا بھول گئی تھیں۔۔۔

نیوی بلو خوبصورت کامدار لباس میں ملبوس وہ نکھری نکھری سی سیدھی دل میں اتر رہی تھی۔۔۔ اس پر خوب روپ آیا تھا۔۔۔ وہ اس پل پہلے سے بھی کہیں زیادہ حسین لگی تھی اسے۔۔۔

اس کے لیے نظریں ہٹا پانا مشکل ہوا تھا۔۔۔

پرنیاں کی آج صبح سے سب تعریف کر چکے تھے۔۔اسے شیر افگن کے نام پر بہت زیادہ چھیڑا بھی گیا تھا۔۔۔

مگر اس وقت اس شخص کی گہری نگاہوں پر سب کے سامنے وہ بری طرح سے پزل ہو چکی تھی۔۔۔

وہ اس کے برابر آن ٹھہرا تھا۔۔۔

پرنیاں نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔جبکہ باقی سب نے ہی اس کے چہرے کی سرخی کو بڑھتے دیکھا تھا۔۔۔

جو اسے واضح طور پر اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"میرے گھر والے یہاں احمر سے ملنے آنا چاہتے ہیں۔۔۔"

اس نے بنا نگاہیں موڑے شیر افگن کو مخاطب کیا تھا۔۔۔

"وہ سب آسکتے ہیں۔۔۔"

شیر افگن نے فوراً جواب دیا تھا۔۔۔ جو سنتے احمر کھل اٹھا تھا۔۔۔

"کیا اب دونوں گھرانوں کے بیچ سے دشمنی کی دیوار ہٹ چکی ہے۔۔۔؟؟"

احمر نے اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔ ساتھ ہی احمر پرنیاں کو اشارہ بھی کر رہا تھا کہ وہ اس کو وہاں سے لے جائے ورنہ تمکین خوف کے مارے نہیں آئے گی۔۔

جبکہ پرنیاں اسے کیا بتاتی وہ تو خود اس شخص کے خوف سے اپنی سانسیں روکے کھڑی تھی۔۔۔

معاویہ کے شیر افگن پر چلائی جانے والی گولی کے بعد وہ سب بہت شرمندہ تھے شیر افگن سے۔۔۔

ابھی وہ خاموش تھا۔۔۔ مگر سب کو ہی اس کے فیصلے کا انتظار تھا۔۔۔

"مجھے حویلی واپس جانا ہے۔۔ اماں بیگم اور باقی سب گھر والوں سے ملنا ہے۔۔۔"

پرنیاں نے شیر افگن کو مخاطب کیا تھا۔۔۔

جو وہاں نارمل ہی بی ہیو کر رہا تھا۔۔۔ مگر اس کے چہرے کے سرد تاثرات بتا رہے تھے۔۔۔ غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔۔۔

پرنیاں کے کہنے پر وہ اسے ساتھ آنے کا کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

احمر نے اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔۔۔ وہاں سب کے چہروں پر بہت ہی دلفریب مسکراہٹ تھی۔۔۔

پرنیاں اس سے ڈرتی گھبراتی بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔۔ وہ جانتے تھے پرنیاں نے جو اس کے ساتھ کیا تھا۔۔۔ اس پر وہ خفا تھا۔۔۔

مگر پہلی بار ایسا بھی ہوا تھا کہ وہ شخص اپنی خفگی ظاہر نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

ان دونوں کے کی یہ انداز بہت دلفریب تھے۔۔

جو ان کی محبت کی شدت کو ظاہر کرتے تھے۔۔۔

پرنیاں اس کے برابر گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔اس کے پہلو میں بیٹھتے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔۔۔۔

جو خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔پرنیاں کن اکھیوں سے اس کے مضبوط ہاتھوں کی حرکت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"آپ کب تک ایسے ہی ناراض رہیں گے مجھ سے۔۔۔اپنی غلطی مان چکی ہوں میں۔۔"

پرنیاں نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

ہمیشہ پہل یہ شخص کرتا تھا۔۔ مگر اب کی بار اس نے کی تھی۔۔ کیونکہ وہ غلطی پر تھی۔۔۔

جبکہ ایک رات میں اس لڑکی کے بدلے طرزِ تخاطب پر شیر افگن کے گھنی مونچھوں تلے موجود اعںابی لبوں پر ایک پل کے لیے بہت دلفریب مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔

اس لڑکی سے زیادہ وقت ناراض رہ پانا مشکل تھا اس کے لیے۔۔۔

"ناراض ہونے والے کو منایا جاتا ہے۔۔۔ ایسے مزید ایٹیٹوڈ نہیں دکھایا جاتا۔۔۔"

خفگی بھرے لہجے میں کہا گیا تھا۔۔۔۔وہ گاڑی بہت آہستہ رفتار میں چلا رہا تھا۔۔

جیسے اس کے ساتھ وقت گزارنے کی چاہ ہو۔۔ گاڑی میں پرنیاں کی دلفریب مہک بکھری ہوئی تھی۔۔

جو اس کے اعصاب کو بوجھل کر رہی تھی۔۔۔

اس کی شکوے پر پرنیاں کی رنگت مزید سرخ ہوئی تھی۔۔۔رات کو منا تو چکی تھی وہ اس شخص کو۔۔۔

"منایا ہے میں نے آپ کو۔۔"

پرنیاں نے شرم سے دوہرے ہوئے ہلکی آواز میں کہا تھا۔۔۔

وہ چاہتی تھی یہ شخص ایسے ہی مان جائے۔۔

"کب۔۔۔؟؟"

اس کے گلنار چہرے کو گہری وارفتگی بھری نگاہوں سے دیکھتے

پوچھا گیا تھا۔۔۔

"رات کو۔۔۔"

پرنیاں کی کانپتی آواز گونجی تھی۔۔۔۔ جبکہ شیر افگن اب کی بار

چہرے پر امڈ آنے والی دلفریب مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"سردارنی صاحبہ اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔۔رات کو آپ کی جانب سے ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔۔۔"

شیر افگن بے باکی سے بولتا اس کی کلائی تھام کر اس پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔اس کی کلائیوں پر خراشوں کے نشان تھے۔۔۔

اس کے حدت بھرے لمس اور شوخ انداز پر پرنیاں کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔

اگلے ہی لمحے میں اسے ہلکا سا جھٹکا دیتا اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔

پرنیاں سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔

اس کی مسحور کن مہک پر نیاں کی سانسوں میں آن ٹھہری تھی۔۔۔

"منانے کے ڈھنگ سیکھ لیں محترمہ۔۔۔ آپ کی جو حرکتیں ہیں آپ کو ہر دوسرے دن مجھے منانا پڑے گا۔۔۔"

اس کی گردن پر جھکتا وہ اپنے دہکتے لب رکھ گیا تھا۔۔۔

جبکہ پرنیاں اس شخص کی اس شدت پر اپنی جگہ سمٹ گئی تھی۔۔۔ ابھی وہ اس شخص کی گزشتہ رات کی گئی گستاخیوں سے نہیں سنبھلی تھی۔۔

کہ یہ شخص پھر سے اس نازک وجود پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کو تیار تھا۔۔

اس شخص کی دیوانگی اور تشنگی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔اس لڑکی نے بہت تڑپایا تھا۔۔

اور اب تک تڑپا رہی تھی۔۔اس تشنگی نے اتنی جلدی مٹنا تھا بھی نہیں۔۔۔

"تم اب مان جاؤ نا پلیز۔۔"

اس کے لبوں کا لمس پرنیاں کو اپنی گردن پر محسوس ہوا تھا۔۔

پرنیاں نے کانپتی آواز میں پھر سے منانے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔

"مجھے یقین دلاؤ آئندہ میری یا کسی کی بھی خاطر اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالو گی۔۔۔ تم محفوظ رہو اسی خاطر گیارہ سال جدائی کاٹی ہے تمہاری۔۔۔ تمہیں کھونا کا تصور سہانے روح ہے میرے لیے۔۔۔"

پرنیاں کے کان کی لوح کو لبوں سے چھوتا وہ بے قراری بھرے لہجے میں بولتا پرنیاں کی سانسیں تیز کر گیا تھا۔۔۔

"آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔۔۔"

پرنیاں نے لرزتی پلکوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کی حویلی آچکی تھی۔۔۔وہ جلدی سے شیر افگن کی گرفت سے نکل گئی تھی۔۔۔شیر افگن کو اس کا یوں دور ہونا گراں گزرا تھا۔۔۔

"آپ نہیں آئیں گے۔۔۔"

پرنیاں نے اسے ایسے ہی گاڑی میں بیٹھے دیکھ پوچھا تھا۔۔۔وہ چاہتی تھی یہ شخص اس کے ساتھ آئے۔۔۔

جو دیکھتے شیر افگن گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔۔

جب وہ اس کے گھر آسکتی تھی اس کی بیوی بن کر۔۔۔ تو وہ اس معاملے میں اکڑ کیوں دکھاتا۔۔۔

ویسے ہی وہ اس گھر کے لوگوں کو بھی اپنا ہی مانتا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ جہاں سب سے پہلے ان کی ملاقات افشاں بیگم سے ہوئی تھی۔۔۔

ان کی آمد کی خبر سن کر سب ہی اپنے اپنے کمروں سے باہر نکل آئے تھے۔۔۔ شیر افگن کی آمد کا سن کر سب کو بہت خوشی ہوئی تھی۔۔۔

قیصر الدین ہاشم نے اپنے بیٹے کی حرکت پر اس سے معافی مانگنی چاہی تھی۔۔۔ مگر شیر افگن نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا تھا۔۔

وہ پہلے بھی ان سب سے بہت اچھے سے ملتا تھا۔۔ مگر آج ان سب کو شرمندہ دیکھ وہ پہلے سے بھی اچھے سے ملا تھا۔۔۔

پرنیاں تو اس شخص کو چارم پر جگہ پھیلتے دیکھ اسے مسلسل تکے جا رہی تھی۔۔۔

وہ روایتی سرداروں سے ہٹ کر تھا۔۔۔ اسے صرف گھمنڈ اور غرور دکھانا نہیں آتا تھا۔۔۔ وہ سب کو ساتھ لے کر چلنا بھی جانتا تھا۔۔۔

سب سے مل کر وہ اماں بیگم سے ملنے کی خاطر ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ باقی سب باہر ہی رک گئے تھے۔۔۔

پرنیاں بھی باہر رکنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر شیر افگن نے اس کو ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ آنے کو کہا تھا۔ وہ اب اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

افشاں بیگم نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دی تھیں۔۔۔انہیں اپنے شوہر کا بیٹی کے معاملے میں کیا گیا فیصلہ بہترین لگا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔

اماں بیگم جو بیڈ پر نیم دراز تھیں۔۔۔ان دونوں کو اندر داخل ہوتے دیکھ اٹھ کر بیٹھ گئی تھیں۔۔۔ان کی حالت بھی اس وقت بہت خراب تھی۔۔۔

ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی تھی۔۔۔شوہر کی محبت چھن گئی تھی۔۔بیٹوں کو ان کی وراثت سے محروم کر دیا گیا تھا۔۔۔

ہر وقت ان کی اولاد پر خطرے کے بادل منڈلاتے رہتے تھے۔۔۔

اپنی آنکھوں کے سامنے نو عمر پوتے اور سردار بیٹے کا جنازہ اٹھتے

دیکھا تھا۔۔۔۔

جس کے بدلے میں انہوں نے کیا کیا تھا۔۔۔ سوائے سردار بیگم

اور ان کی اولاد سے نفرت جتانے کے سوا وہ کچھ نہیں کر پائی

تھیں۔۔۔

اس کے علاؤہ وہ کر بھی کچھ نہیں سکتی تھی۔۔۔ اگر ان کے اختیار

میں کچھ ہوتا تو وہ اس عورت سے اس کا سب کچھ چھین لیتیں۔۔۔

یہ سوچ ہمیشہ ان کے دماغ میں رہی تھی۔۔۔

لیکن آج اپنا ضمیر اس بات پر بہت ہلکا پھلکا سا محسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔

ان نفرتوں اور دشمنیوں میں رشتوں کے گھاٹے کے سوا کچھ نہیں رکھا تھا۔۔۔

شیر افگن آگے بڑھا تھا اور اماں بیگم کے پیروں کے قریب بیٹھتا ان کو تھام گیا تھا۔۔۔۔

اماں بیگم کے ساتھ ساتھ پرنیاں نے بھی دہل کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

"نور حویلی میں آپ کے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئی ہیں۔۔۔ مگر یقین کریں داداسائیں کی زندگی کے آخری لمحات بہت دردناک تھے۔۔۔ وہ بہت تڑپے تھے آپ کے لیے۔۔۔ انہوں نے اپنی محبت کو رسوا کیا تھا۔۔۔

پھر کیسے خوش رہ پاتے وہ۔۔۔ وہ کہتے تھے ان کی پہلی بیوی کا ظرف بہت بڑا ہے۔۔۔ ایک نہ ایک دن انہیں معاف ضرور کردیں گی۔۔۔ انہوں نے ساری زندگی چاہے سردار بیگم کے ساتھ گزاری ہو۔۔۔

مگر ان کی زندگی کے آخری روز و شب آپ کی ایک جھلک دیکھنے

اور آپ سے معافی مانگنے کی خواہش میں تڑپتے گزرے ہیں۔۔ ان

کی ٹوٹتی سانسوں میں بھی آپ کا نام تھا۔۔۔

سردار بیگم نے اپنی آنکھوں کے سامنے یہ سب دیکھا تھا۔۔ ان

کی اذیت تو اسی دن شروع ہو گئی تھی۔۔۔ جب انہوں نے محسوس

کیا تھا کہ ان کے شوہر کے پاس اپنے آخری لمحات میں انہیں کہنے

کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔

اس پل آپ کی محبت جیت گئی تھی اور وہ ہار گئی تھیں۔۔۔ میں یہ

نہیں کہوں گا کہ آپ میری بات مان کر دادا سائیں کو معاف کر

دیں۔۔۔ مگر بس اتنا کہوں گا کہ ان کے لیے اپنے دل میں تھوڑی سی نرمی پیدا کر لیں۔۔۔

تاکہ ان کے لیے آگے کا سفر آسان ہو سکے۔۔۔"

شیر افگن نے اپنے دادا کی جگہ اماں بیگم سے معافی مانگتے انہیں سب بتاتے اس محبت کے ہاتھوں ہاری عورت کے ٹوٹے دل کو پھر سے جوڑ دیا تھا۔۔۔ وہ ان سب باتوں سے ناواقف تھیں۔۔۔

اس کے چوڑے مضبوط سینے سے لگتے وہ اس پل اپنے شوہر کی ہر خطا اپنے بچوں کے سر صدقے معاف کرتیں رو دی تھیں۔۔۔

شیر افگن نے ان کے کمزور وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹتے انہیں

رونے دیا تھا۔۔۔

پرنیاں ایک جانب خاموش کھڑی رو رہی تھی۔۔۔وہ اماں بیگم کا
دکھ سمجھ سکتی تھی۔۔۔

اس کا بھی شوہر اس کے لیے بہت محبوب تھا۔۔۔جس کی محبت
میں وہ کسی کی شراکت داری اور خود سے چھن جانا برداشت نہیں
کر سکتی تھی۔۔۔

یہ سوچ ہی اس کے لیے سہانے روح تھی۔۔۔

"نور حویلی چلیں گی میرے ساتھ۔۔۔"

وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔ جب اس کی بات کے جواب میں وہ ہولے سے مسکرا دی تھیں۔۔۔

شیر افگن ان کی سوتن کا پوتا تھا۔۔۔ مگر پھر بھی انہیں ہمیشہ سے بہت عزیز رہا تھا۔۔۔ اسی وجہ سے ہی تو وہ پرنیاں کو ہمیشہ سے سردار بیگم سے اسے چھیننے کی خاطر اس کے قریب جانے کے لیے اکساتی آئی تھیں۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ یہ دونوں تو پہلے سے بہت قریب تھے۔۔۔

اور شیر افگن کو کوئی کسی سے چھین نہیں سکتا تھا۔۔۔وہ شخص سب کا سانجھا تھا۔۔۔

اماں بیگم کے اشارے پر وہ ان کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ جنہوں نے اپنے ساتھ اس کی جگہ بنائی تھی۔۔۔ جگہ بہت تھوڑی سی تھی۔۔ شیر افگن اس کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔۔۔

پر نیاں کی ٹانگیں اسے ٹکرانے لگی تھیں۔۔۔ مگر اس شخص نے دور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

وہ ناراض تھا مگر اس کی توجہ اس لڑکی پر سے نہیں ہٹ رہی تھی۔۔۔

جبت حاصل کر لینے کے بعد اس میں کمی نہیں آئی تھی۔۔۔ محبت کی شدت اور تشنگی مزید بڑھ گئی تھی۔۔

وہ دونوں کچھ دیر اماں بیگم کے پاس بیٹھے رہے تھے۔۔۔۔ جنہوں نے کہا تھا وہ دونوں جو بھی فیصلہ کریں گے وہ مانیں گی۔۔ شوہر کو معاف کرنے کے ساتھ ساتھ وہ کہیں نہ کہیں سردار بیگم کو بھی معاف کر گئی تھیں۔۔۔۔

ان کی اعلیٰ ظرفی پر وہ دونوں بہت خوش تھے۔۔۔۔

اماں بیگم کے بعد وہ سردار بیگم کے پاس ہی آئے تھے۔۔

شیر افگن رشتوں میں پڑی یہ معمولی کڑواہٹ بھی ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے اپنے باپ، دادا اور چچا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس تقسیم شدہ خاندان کو ایک کر کے رہے گا۔۔۔

جو کرنے کی کوشش شیر زمان اور نصیر الدین صاحب نے بھی کی تھی۔۔۔۔ مگر اس میں کامیابی حاصل کرنے والا شیر افگن درانی تھا۔۔۔ اس نے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی تھی۔۔

وہ شخص پہلے ہی سب کی آنکھوں کا تارا تھا۔۔۔ اب ہاشم حویلی کے سبھی لوگ بھی اس کے گرویدہ ہو چکے تھے۔۔

وہ ایسی ہی قابلیت رکھتا تھا۔۔۔ نفرت کرنے والے دلوں کو محبت کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔۔

مگر اس بار محبتیں اور تعریفیں سمیٹنے میں وہ اکیلا نہیں تھا۔۔۔ اس کی سردارنی بھی اس میں برابر کی شریک تھی۔۔۔

اس نے دشمنوں کو بھی ایسے گھمایا تھا کہ وہ لوگ اس کو اپنی سائیڈ پر اور شیر افگن کے خلاف سمجھتے اس کے سامنے اپنے بہت سارے راز رکھ گئے تھے۔۔۔

پر نیاں کو کبھی بھی سر داری میں انٹر سٹ نہیں تھا۔۔۔ مگر صرف اپنے بابا کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ سب کر کے اس ان سب دشمنوں کو عقل سیکھا دی تھی۔۔۔۔

اجمل لغاری نے اپنا جوان بیٹا کھو دیا تھا۔۔۔ مگر وہ ابھی بھی اپنی نفرت سے باز نہیں آیا تھا۔۔۔۔

شیر افگن درانی اور پر نیاں نصیر الدین کی یہ جیت اسے مزید پاگل کر رہی تھی۔۔۔ وہ جو ہمیشہ یہی پلاننگ کرتا آیا تھا کہ اس تقسیم شدہ خاندان کو ایک دوسرے کے ہاتھوں لڑوا مروا کر ان کی ساری وراثت اور شاہی جرگے کی سرداری ہتھیا لے گا۔۔

مگر اس کے ساتھ ایسا مکافات عمل ہوا تھا کہ وہ اپنے ہی جوان بیٹے کو قبر میں اتارنے پر مجبور ہو گیا تھا۔۔۔

لیکن وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا۔۔۔اس کے ادارے اب بھی بہت خطرناک تھے۔۔۔

اب وہ پورے خاندان کو چاہے نہ بھی ختم کر پاتا مگر اس نے شیر افگن درانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے مٹانے کی ٹھان لی تھی۔۔۔جو وہ کل ہونے والی جرگے میں کرنے والا تھا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ شیر افگن جیسا سمجھدار اور وسیع دل کا مالک شخص تھا۔۔۔

جس نے نفرت کے باوجود سب کو سنبھالا ہوا تھا۔۔۔اس کے پیچھے خاندان میں ایسا کوئی نہیں تھا۔۔۔ان سب نے سرداری کے لیے لڑ مڑ جانا تھا۔۔۔

سردار بیگم شیر افگن کے آگے ہاتھ جوڑتے رو دی تھیں۔۔۔ان کی نفرت کی وجہ سے ان کے پوتے نے کئی بار موت کو اپنے بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔۔

ان کے بھائی ان کی آنکھوں میں ہمیشہ یہ کہہ کر دھول جھونکتے آئے تھے کہ یہ سب ہاشم خاندان والے کروا رہے تھے۔۔۔اور

وہ اپنے پوتے کی بات نہ مان کر بھائی بھتیجوں کی بات پر یقین کرتی آئی تھیں۔۔۔

شیر افگن نے انہیں کئی بار ان لوگوں کو اصلی چہرا دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر انہوں نے یقین نہ کر کے اپنے پوتے کو بھی بے اعتبار ٹھہرایا تھا۔۔۔

انہوں نے اپنے شوہر کی پہلی بیوی کے ساتھ اتنی زیادتیاں کی تھیں۔۔۔ اپنے شوہر کی زندگی اور آخرت خراب کر کے رکھ دی تھی۔۔۔ ان کے اوپر ضمیر کا بوجھ بہت بھاری پڑ چکا تھا۔۔۔

یہ درد اور اذیت برداشت سے باہر تھے۔۔۔ اب ان کی زندگی میں گزرے وقت کے پچھتاؤں کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔۔

انہوں نے پرنیاں سے بھی معافی مانگی تھی۔۔۔ جس کے بھائی کی موت پر وہ خوش ہوئی تھیں۔۔۔ مگر وہی درد جب انہیں ملا تھا تو جینے کے قابل نہیں بچی تھیں۔۔

وہ روبینہ ہاشم سمیت ہاشم حویلی کے ہر فرد سے معافی مانگنا چاہتی تھیں۔۔۔ جن کے ساتھ ان کی وجہ سے زیادتیاں ہوئی تھیں۔۔

شیر افگن یا کسی نے بھی انہیں نہیں روکا تھا۔۔۔

اپنے بیٹیوں کے ساتھ وہ وہاں گئی تھیں اور اماں بیگم کے قدموں میں گھر کر ان سے معافی مانگی تھی۔۔۔وہاں موجود ہر فرد سے معافی مانگی تھی۔۔۔۔

شیر افگن ساتھ نہیں تھا۔۔۔وہ چاہتا تھا اس کی وجہ سے نہیں اب اپنی مرضی سے انہیں معاف کریں۔۔۔

نصیر الدین ہاشم اور شیر زمان درانی اور پھر ان کے بعد شیر افگن کی اس خاندان کے امن اور سلامتی کے لیے دی قربانیوں کو سامنے رکھتے ان سب نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے سردار بیگم کو معاف کر دیا تھا۔۔۔

ان میں سے کوئی بھی اب اپنی انا اور خود غرضی کی وجہ سے کوئی خون ریزی نہیں چاہتے تھے۔۔۔

سکینہ بیگم جو روبینہ ہاشم کو اس گھر سے نکالنے کا باعث بنی تھیں۔۔۔ وہی ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں واپس نور حویلی لے کر آئی تھیں۔۔۔

اماں بیگم نے اپنی اولاد کے سر صدقے اور آنے والی نسل کو دشمنی سے بچانے کی خاطر اس عورت کو بھی معاف کر دیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی زندگی میں بہت تکلیفیں برداشت کی تھیں۔۔۔ اور اپنے شوہر کو بھی۔۔۔

مرنے والوں سے حساب نہیں رکھے جاتے تھے۔۔۔ اتنے سالوں میں پہلی بار وہ اپنے شوہر کی قبر پر گئی تھیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی تھی۔۔۔

جو دیکھ اس پل شیر افگن درانی اور نور حویلی کے سبھی مکینوں کے دل کو سکون ملا تھا۔۔۔

کیونکہ دستگیر درانی کی تڑپ ان سب نے دیکھی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پرنیاں نے آنکھیں کھولتے اپنے پہلو میں دیکھا تھا۔ جہاں اسے نہ پا کر وہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

نگاہیں سامنے اٹھی تھیں۔۔۔ جہاں وہ مرر کے سامنے کھڑا اجر گے

میں جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔

یہ شخص جو سب کو معاف کرتا سب کے لیے اعلیٰ ظرفی اور فراخ

دلی کی مثال بن چکا تھا۔۔

اس نے معاویہ اور سبطین تک کو معاف کر دیا تھا۔۔۔ اس کے

لیے اس شخص کے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ گیارہ سال کی جدائی کا حساب وہ گن

گن کر لے رہا تھا۔۔۔

وہ بھی اپنے انداز میں۔۔۔

اس کی قربت میں پرنیاں کو وہ کچھ بولنے ہی نہیں دیتا تھا۔۔۔ اپنے لیے اس کی دیوانگی دیکھ وہ لڑکی لرز اٹھتی تھی۔۔۔ مگر وہیں ان محترم کی ناراضگی ابھی بھی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔

پرنیاں کو اب اس پر غصہ آنے لگا تھا۔۔

وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ مگر سے شیر افگن اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

مہرون رنگ کے بہت ہی خوبصورت سلک کے لباس میں ملبوس وہ

لڑکی سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

دوپٹہ بازو پر جھول رہا تھا۔۔۔کھلے بال نازک کمر پر بکھرے

ہوئے تھے۔

یہ لڑکی اس کی جان لے کر رہنے والی تھی۔۔۔وہ بوجھل سانس

خارج کرتا اپنے گریبان کی بٹن بند کرنے لگا تھا۔۔۔

جب وہ اس کے قریب آن رکی تھی۔۔۔

"ساری رات کہاں تھے آپ۔۔۔؟"

وہ رات اس کا انتظار کرتے دیر سے سوئی تھی۔ اور ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اس کے سونے کے بعد وہ شخص آئے اور اسے جگائے نہیں۔۔۔

اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ ابھی صبح ہی آیا تھا۔۔ اور اب پھر سے جانے کو تیار کھڑا تھا۔۔

"ضروری کام تھا۔۔۔"

اسے اس وقت جرگے کے لیے نکلنا تھا۔۔۔ اگر اس لڑکی کے لمس کی مہک میں کھو جاتا تو اس کے لیے جا پانا مشکل ہو جاتا۔۔۔

آج جرگہ بہت حساس ہونے والا تھا۔۔۔ کیوں کہ آج اجمل لغاری کا فیصلہ ہونا تھا۔۔۔

اسے وہاں پیش کیا جانا تھا۔۔۔ وہ اتنی آسانی سے خود کو وہاں پیش کرنے کے لیے مان بھی گیا تھا۔۔

جس کا یہی مطلب تھا کہ اس کی عزائم کچھ اور تھے۔۔۔ شیر افگن نے آج حویلی میں سے سب کو جرگے میں جانے کے لیے منع کر دیا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کسی کو بھی نقصان پہنچے۔۔۔

وہ اس خاندان کا سربراہ تھا۔۔۔ اس لیے ان سب کی حفاظت کے لیے وہ ہمیشہ سے خود کو آگے رکھتا آیا تھا۔۔۔

پوری رات اس کی اسی حوالے سے فیصلہ کرتے گزری تھی۔۔۔وہ

ڈیرے پر ہی رہا تھا۔۔

ولید لغاری سے بھی ملاقات ہوئی تھی اس کی۔۔ جس کا یہی کہنا تھا

کہ وہ اپنی باپ سے قطع تعلق کر کے جا رہا تھا۔۔۔اس کا اپنے باپ

کی دشمنی سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔۔

"تم کسی کو ساتھ لے کر کیوں نہیں جا رہے۔۔۔؟؟"

غصے میں ایک بار پھر سے طرز تخاطب بدل چکا تھا۔۔۔وہ اس

شیرنی کے ضبط کا امتحان لے رہا تھا۔۔

اور وہ اب اس پر بہت غصہ تھی۔۔۔

شیر افگن کو اچھا لگتا تھا اس کا اپنے پیچھے پھرنا۔۔۔اس کی منانے کی معصوم کوششیں۔۔۔یہ لڑکی اس کی دیوانگی بن چکی تھی۔۔۔ اس وقت بھی وہ اس کے سامنے مرر میں آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

مرر میں اس کی نازک کمر پر بکھرے بال واضح ہو رہے تھے۔۔۔

شیر افگن جو کب سے خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔

اس کی نازک کمر میں بازو حمائل کرتا اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

"تمہارا شوہر اکیلے بھی دشمنوں پر بھاری ہے۔۔۔اب تک کئی بار موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔۔۔مرنے سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔"

اس کی بات سنتے پر نیاں تڑپ اٹھی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی شیر افگن اس کے گداز گلابی لبوں پر جھکتا ان کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔اس کی سانسوں کو محسوس کرتے اس شخص کا دل واقعی اس وقت اس کو چھوڑ کر جانے کو تیار نہیں تھا۔۔

اس کے بالوں کی ملائمت کو چھوتا اس کی رکتی سانسوں اور کپکپاتے وجود پر رحم کھاتے اسے آزادی بخش گیا تھا۔۔۔

"شیر افگن اگر تمہیں کچھ ہوا میں معاف نہیں کروں گی

تمہیں۔۔۔اب تم زیادتی کر رہے ہو۔۔۔"

پرنیاں کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔وہ اجمل لغاری

کی شیر افگن سے نفرت سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔۔

"مجھے کچھ نہیں ہو گا جانم۔۔۔میں واپس آؤں تو بہت اچھے سے

تیار ملو مجھے تم۔۔۔ آج شام کچھ بہت ضروری فیصلے کرنے

ہیں۔۔۔"

اس کو محبت سے پچکارتے وہ اس پل اس لڑکی سے اپنی تمام تر

ناراضگی ختم کرتا اسے اپنے سینے میں مقید کر گیا تھا۔۔۔اس کی

پناہوں میں سمٹتی وہ اس کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

شیر افگن کو دیر ہو رہی تھی۔۔ مگر وہ لڑکی اسے جانے نہیں دے رہی تھی۔۔۔

ہاشم خاندان اب نور حویلی میں آچکا تھا۔۔۔ جس کے بعد پرنیاں نے اپنی سرداری چھوڑ دی تھی۔۔۔

اس کے بابا کی قاتل منظر عام پر آچکے تھے۔۔۔ اسے اب ان جھمیلوں میں نہیں پڑنا تھا۔۔۔ اب باقی کی زندگی اس شخص کی بانہوں میں رہ کر اس کے نام کی سردارنی بن کر رہنا تھا۔۔

"پرنیاں۔۔۔"

شیر افگن نے اسے دھیرے سے جدا کیا تھا۔۔۔جب اس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگا دیکھ وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔

"پری۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟؟"

اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے پوچھا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا جرگے میں اس کی جان کو خطرہ تھا۔۔۔۔

مگر وہ سردار تھا۔۔۔خوف کھا کر گھر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔۔۔۔نہ اس نے کبھی ڈرنا سیکھا تھا۔۔۔

ہاں اس لڑکی کو اور اپنے رشتوں کو کھونے سے بہت ڈرتا تھا

وہ۔۔۔

"تم مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔"

پرنیاں نے اس کی گردن کے گرد اپنی گداز دودھیا باہیں حمائل کرتے گرتے آنسوؤں کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر شیر افگن کے لبوں پر بہت دلفریب مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

وہ جھکا تھا اور ان براؤن کانچ سی حسین آنکھوں سے آنسوؤں کو چنتا چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے لبوں کے والہانہ شدت بھرے لمس پر پرنیاں لرز اٹھی تھی۔۔

"تاکہ پھر سے میرے آگے کھڑی ہو جاؤ۔۔۔ تم پر تو اب زرا سی آنچ بھی نہیں آنے دے سکتا۔۔۔"

اس کے لبوں پر شوخ جسارت کرتا وہ اسے شرم سے لال کر گیا تھا۔۔

اسے دیر ہو رہی تھی اور یہ لڑکی جو ہمیشہ اس کی قربت پر لرز اٹھتی تھی۔۔۔ اس وقت اس سے دور ہونے کو تیار نہیں تھی۔۔۔ اس کا دل نہیں مان رہا تھا اس دشمن جاں کو جانے دینے کے لیے۔۔۔

"مجھے ابھی جانا ہو گا۔۔۔ واپس آ کر بھی مجھے ایسا ہی والہانہ پن چاہیے۔۔۔ اس وقت جو میرے دل میں جذبات کا طوفان برپا کر دیا ہے نا تم نے۔۔۔ اس کو قابو بھی اب تم ہی کرو گی۔۔۔"

اس کی جانب جھک کر اس کی شرٹ کو ہولے سے نیچے سرکتا وہ شخص جاتے جاتے بھی ایسی بے باکی کر گیا تھا کہ پرنیاں مارے

شرم کے دوہری ہوتی کپکپاتے وجود کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی تھی۔۔۔

وہ جا چکا تھا۔۔۔ مگر اب بھی پرنیاں کے چہرے کی تپش کم نہیں ہو پائی تھی۔۔۔ دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

جبکہ سانسوں کو شمار لگانا مشکل ہوا تھا۔۔۔

"جنگلی سردار۔۔۔۔"

کپکپاتے لبوں سے نکلا تھا۔ن۔ اور اگلے ہی پل ان پر شرمگیں مسکان آن ٹھہری تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

جرگے میں اس وقت شیر افگن کے ساتھ اس کے گارڈز اور منصور
خان کھڑا تھا۔۔۔

وہاں باقی سب سردار بھی اس کے آنے کے بعد اپنی نشستیں
سنبھال چکے تھے۔۔۔

اجمل لغاری کو وہاں سب کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔۔۔ اور ساتھ
کہا گیا تھا کہ وہ خود ہی اپنے سارے جرم قبول کر لے۔۔
کیا پتا اس کی سزا میں کمی آسکے۔۔۔

مگر وہاں کھڑے اجمل لغاری کی نفرت اور کروفر میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔

"شایان نصیر الدین سے لے کر اس تقسیم شدہ خاندان کے لوگ جو موت کی بھینٹ چڑھے۔۔ ان سب میں میرا ہاتھ تھا۔۔۔ شیر زمان اور نصیر الدین۔۔۔ دونوں کو میں نے قتل کیا۔۔ اور اب اگلی باری تمہاری ہے شیر افگن درانی۔۔۔

تم مجھے کیا سزا دو گے۔۔۔ اس سے پہلے میں تمہیں ختم کر دوں گا۔۔۔"

اپنی بات ختم کرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور ساتھ کھڑے گارڈ سے بندوق چھینتا شیر افگن پر فائر کھول چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نور حویلی میں اس وقت سب کی سانسیں سولی پر اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ شیر افگن کا اکیلا جانا ان سب کو ہولا رہا تھا۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے اریب نے بتایا تھا کہ شیر افگن جانتا تھا اجمل لغاری اس پر حملہ کرے گا۔۔۔ اسی خاطر وہ ان سب کو ساتھ لے کر نہیں گیا تھا۔۔۔

یہ سن کر پرنیاں کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

اس کی فکر ہونے کے ساتھ ساتھ اسے اس شخص پر بہت زیادہ غصہ بھی آرہا تھا۔۔۔اس پر اتنی ناراضگی اور خفگی ظاہر کرنے والا اب اس کی دل کا خیال کیا بغیر اپنے آپ کو خطرے میں ڈال گیا تھا۔۔۔

پرنیاں کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔

اس نے بہادر خان کو بھی پیچھے بھیج دیا تھا۔۔۔۔جس کو اب وہ فون کر رہی تھی مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔

"جرگے سے خبر آئی ہے کہ اجمل لغاری نے اپنے سارے جرم قبول کر لیے ہیں۔۔۔ مگر اس نے پھر سے گھٹیا حرکت کی ہے۔۔۔ بھائی پر فائرنگ کر دی ہے اس نے۔۔۔"

اسفند نے وہاں آتے بتایا تھا۔۔۔ سب کی سانسیں رک چکی تھیں۔۔۔۔

"مگر فکر کی بات نہیں ہے۔۔۔ بھائی بالکل محفوظ رہے ہیں۔۔۔ اجمل لغاری مارا جا چکا ہے۔۔۔۔"

اسفند نے بات مکمل کی تھی۔۔۔ جو سن کر بھی کسی کی پریشانی دور نہیں ہوئی تھی۔۔۔

وہ جب تک شیر افگن کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہ دیکھ لیتے انہیں یقین نہیں آنا تھا۔۔۔انہیں یہی لگ رہا تھا کہ انہیں جھوٹی تسلیاں دی جا رہی ہیں۔۔۔ایک گھنٹہ گزر گیا تھا مگر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔

اسماء بیگم کا دل مسلسل دعا گو تھا۔۔۔ان کو یقین تھا ان کا بیٹا بالکل ٹھیک تھا۔۔۔۔

پرنیاں افشاں بیگم کے ساتھ لگی مسلسل رو رہی تھی۔۔۔

جب کچھ دیر بعد وہ منصور کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ فون پر بات کرتے مصروف سے انداز میں وہاں آتا ان سب کی حالت دیکھ ایک پل کے لیے تھم سا گیا تھا۔۔

"کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟؟"

اس نے منصور اور باقی سب کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ اس فائرنگ کے حوالے سے حویلی میں کوئی خبر نہ دی جائے۔۔۔

وہ پہلے سب جانتا تھا اجمل لغاری جیسا انسان اتنی آسانی سے باہر نہیں مانے گا۔۔۔

اس کی فائرنگ سے پہلے ہی وہ سب وہاں سے ہٹ چکے تھے۔۔۔ کسی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔۔

وقاص اعظم نے پرنیاں کو گمراہ کرنے کی جو کوشش کی تھی۔۔۔ اس کی سزا اسے شیر افگن نے جرگے سے پوری طرح سے بے دخل کر کے دے دی تھی۔۔

اسماء بیگم اسے دیکھ اس کی جانب بڑھی تھیں۔۔ اور اس کے سینے سے جا لگی تھیں۔۔۔

شیر افگن انہیں اپنی مضبوط باہوں میں سمیٹتا پرنیاں کی جانب نگاہیں اٹھا گیا تھا۔۔۔ جس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا اتھا۔۔۔ مگر وہ بہت غصے سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

"کس نے بتایا یہ سب یہاں۔۔۔؟؟"

اس نے پلٹ کر وہاں کھڑے سب کزنز سے پوچھا تھا۔۔۔ اس کی قہر آلود نگاہ پر سب نے ہی اپنے ہاتھ کھڑے کرتے اسفند کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔

"وہ سب بہت پریشان تھے تو۔۔۔"

اسفند کو لگا تھا ابھی سب کے سامنے اس کی درگت بننے والی

ہے۔۔۔

وہ بھائی کی جانب سے پڑنے والے تھپڑ کے خیال سے بچوں کی

طرح آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔

"ایک منٹ۔۔۔ اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ اسفند نے

ہم سب کی پریشانی کو کم کرنے کے لیے ایسا کیا۔۔ وہ آپ کی

طرح نہیں ہے۔۔ کہ کسی کے بھی دلوں کی پرواہ کیے بغیر اپنوں

کو تکلیف دینے کا باعث بنے۔۔"

پرنیاں اپنی جگہ سے اٹھتی غصے سے بولتی وہاں سب کو ہی خاموش کرواگئی تھی۔۔۔

اسفند نے آنکھیں کھول کر عقیدت مندانہ نگاہوں سے اپنی پیاری بھابھی کو دیکھا تھا۔

جبکہ باقی سب شیر افگن کو پہلی بار کسی کے آگے خاموش ہوتے دیکھ اپنی مسکراہٹ دباتے ادھر ادھر دیکھنے لگ گئے تھے۔۔۔

شیر افگن کے اعنابی لبوں کی تراش میں بھی مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔ نگاہیں اس شیرنی پر ہی تھیں۔۔۔ جو اس وقت بہت زیادہ غصے میں لگ رہی تھی۔۔۔

وہ وہاں سے جا چکی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شیر افگن سب سے ملنے کے بعد اور انہیں مکمل تسلی دیتا اپنی بیوی کو منانے کے لیے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

جس کا سہانہ روپ وہ نیچے دیکھ چکا تھا۔۔۔۔وہ سعادت مند بیوی بنی اس کے کہے کے مطابق ریڈ کلر کے بہت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس ہار سنگھار کے ساتھ اس کے لیے مکمل سجی سنوری ہوئی تھی۔۔۔

مگر اس شخص نے اس کے دل کو جو جھٹکا دیا تھا۔۔۔وہ اب تک سنبھل نہیں پائی تھی۔۔

شیر افگن جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا وہ اسے کھڑکی کے پاس کھڑی نظر آئی تھی۔۔۔

بیڈ پر دوپٹہ اور چوڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔

نازک سراپے کی رعنائیوں کو آنکھوں میں بساتا وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

"شیر افگن درانی وہیں رک جاؤ۔۔۔ میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔"

پرنیاں نے اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ پلٹ کر اسے وارن کیا تھا۔۔۔

"مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ میں بالکل ٹھیک تمہارے سامنے ہوں۔۔۔ اسفند ویسے ہی بکواس کر رہا تھا۔۔"

شیر افگن اس کے منع کرنے کے باوجود اس کی جانب بڑھا تھا اور اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی گرفت میں جکڑتے اسے اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

پرنیاں اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے مچل رہی تھی۔۔۔

"مجھ سے بدلہ لیا جا رہا ہے۔۔۔ میں سب سمجھ رہا ہوں جانم۔۔۔۔

مگر وہ کیا ہے نا۔۔۔ یہ سردار منانا بہت اچھے سے جانتا ہے۔۔۔"

اس کو بانہوں میں اٹھائے وہ صوفے پر آن بیٹھا تھا۔۔۔ وہ پوری

طرح سے اس کی مضبوط پناہوں میں قید تھی۔۔

اس کی گھمبیر بھاری سرگوشی پر پرنیاں کے چہرے کی رنگت سرخ

ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے بہت غصہ آرہا ہے اس وقت تم پر شیر افگن درانی دور رہو مجھ سے۔۔۔"

پرنیاں غصے سے بولی تھی۔۔۔اس شخص کی گرم سانسیں اسے اپنی گردن پر دہکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"مجھے دور جانے دیا تھا جو میں جانے دوں۔۔۔"

اس کے چہرے کو اپنے قریب تر کرتا وہ اس کے گال پر اپنے لب رکھتا مونچھوں کی چبھن پر اس کے لبوں سے سسکی نکال گیا تھا۔۔۔

"جس انسان کے پاس اتنے سارے چاہنے والے محبت کرنے والے ہوں۔۔۔ اسے کیسے کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔ آج کا جرگہ کرنا بہت ضروری تھا میرے لیے۔۔۔شایان، بابا اور چچا کے مجرم کو سب کے سامنے عبرت کا نشانہ بنانا تھا۔۔۔

ایسا کیے بغیر میرے دل کو سکون نہ ملتا۔۔۔ میں نے اپنے تحفظ کا پورا بندوبست کر رکھا تھا۔۔۔ باقی زندگی اور موت تو اس رب رحیم کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ تم چاہتی تھی تمہارا سردار اس شخص کے خوف سے ڈر کر گھر بیٹھ جائے۔۔۔ جس کی سازشوں نے ہمارے اپنوں کو ہم سے چھین لیا۔۔۔"

وہ بہت محبت اور نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔ وہ اعنابی لب کبھی

اس کے لبوں کو نرمی سے سہلاتے تھے۔۔۔

کبھی اس کی ٹھوڑی کو چھوتے تھے۔۔۔ کبھی گالوں پر تو کبھی

آنکھوں پر آن ٹھہرتے تھے۔۔

ان لبوں تشنگی اور پیاس بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

پرنیاں کی سانسیں بکھرنے لگی تھیں۔۔۔

"میں تمہیں نہیں کھو سکتی۔۔۔ بہت محبت کرتی ہوں تم سے۔۔۔"

پرنیاں نے اس کے گریبان کو مٹھیوں میں جکڑتے کہا تھا۔۔

"جانتا ہوں جانم۔۔۔اسی لیے تو لوٹ آیا ہوں تمہارے پاس۔۔۔تمہاری محبت اپنی جگہ۔۔۔مگر میری محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔"

وہ اس کی گردن پر شدت بھرے انداز میں لب رکھتا اس کو لرزا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

"مجھے ویسی ہی دیوانگی چاہیے جو صبح دکھائی گئی تھی۔۔"

اس کے بالوں میں چہرا چھپاتے وہ بوجھل خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"ابھی ہمیں نیچے جانا ہے۔۔۔ان بچاروں کو بھی اب ان کی محبت مل جانی چاہیے جو ہماری وجہ سے کب سے لٹک رہے ہیں۔۔۔"

پرنیاں کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ یہ شخص مکمل طور پر بہک جاتا اور اس کی بھی نہ سنتا۔۔۔پرنیاں نے اس کی جذبات پر بندھ باندھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔جس کے جواب میں اس شخص نے سرگوشیانہ لہجے میں آنے والے حسین لمحوں کے حوالے سے وارن کیا تھا۔۔

پرنیاں کا چہرا مارے شرم کے گلنار ہوا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں نیچے سب اپنوں کے بیچ موجود تھے۔۔ دستگیر

درانی کے پورے خاندان کو وہ ایک چھت کے نیچے لا پانے میں

کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔

نفرتوں اور دشمنیوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔۔

شیر افگن نے بڑوں سے بات کر کے احمر اور تمکین کے ساتھ

ساتھ۔۔۔ اریب اور میرا کا رشتہ بھی طے کر دیا تھا۔۔۔

ایک ہفتے بعد کی تاریخ رکھی گئی تھی۔۔۔ وہ کبھی بھی ان رشتوں

کے خلاف نہیں تھا۔۔۔ مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ جس طرح سے

اسے اور پرنیاں کو دشمنی کی وجہ سے جان لیوا جدائی سہنا پڑی تھی۔۔

ویسا ہی ان میں سے کسی کے ساتھ ہو۔۔۔اسے ایسے ہی بہتر وقت کی تلاش تھی۔۔۔جس میں اس نے ان سب کی محبتوں کو انہیں سونپ دیا تھا۔۔۔

"بھابھی آپ کی وہ دوست۔۔۔اچھی لڑکی تھی وہ۔۔کہاں گئی وہ۔۔۔کیا اب واپس نہیں آئے گی۔۔"

اسفند جو کب سے موقع تلاش کر رہا تھا اس سے بات کرنے کا۔۔۔آج آخر اس نے ہمت کر ہی لی تھی۔۔۔

"اس کی تو شادی ہو گئی ہے۔۔۔"

پرنیاں کے بتانے پر اس نے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"مذاق کر رہی ہوں۔۔ آج واپس رہی ہے۔۔۔ اسے بھی اسی سلسلے میں بات کرنی ہے تم سے۔۔"

پرنیاں کی بات پر اسفند کا مرجھایا چہرا جیسے پھر سے کھل اٹھا تھا۔۔۔ بہت عرصے بعد سبطین بھی اس محفل کا حصہ بنا تھا۔۔۔ اور اس کے دل میں اپنوں کی سچی خوشی دیکھ آسودگی اتر گئی تھی۔۔

عمر میں وہ بڑا تھا۔۔۔ مگر صحیح معنوں میں شیر افگن نے بڑا بن کر دکھایا تھا۔۔۔۔

معاویہ بھی شرمندہ سا وہیں پر موجود تھا۔۔۔ پرنیاں نے بھی شیر افگن کے کہنے پر اسے معاف کر دیا تھا۔۔

سب کو ہنستے مسکراتے دیکھ شیر افگن نے سامنے لگی اپنے دادا بھائیوں جیسے کزن شایان، بابا اور چچا کی تصویروں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں کے تعاقب میں پرنیاں نے بھی اس جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کے مضبوط ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے محبت پاش نگاہوں سے اس کے خوبرو چہرے کو دیکھا تھا۔۔

جس نے اس کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیتے اپنے قریب کرلیا تھا۔۔

"تھینکس۔۔۔میری سردارنی۔۔۔"

اس کی پیشانی پرلب رکھتے وہ عقیدت بھرے انداز میں بولا تھا۔۔۔اس شخص کی محبت پر وہ آسودگی سے مسکرادی تھی۔۔۔

ان کی محبت کی طاقت اور سچی لگن نے انہیں تمام آزمائشوں سے لڑنے کی طاقت بخشی تھی۔۔۔ ان دونوں نے ایک دوسرے پر اعتبار کیا تھا۔۔ مشکل حالات میں بھی ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

جس پر ان کی جیت ہوئی تھی۔۔۔

ان کی محبت اور رشتوں کی جیت ہوئی تھی۔۔۔

ختم شد۔۔۔